ہماری ویب ڈیجیٹل بک

ایم جمشید

M JAMSHED

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

SOCIETY
&
CULTURE

HAMARI WEB .com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Raja M Jamshed"
at Hamariweb.com

اللہ پہ مان، کرے زندگی آسان

بعض دفعہ ہمیں لگتا جیسے ہم جہاں جس ماحول میں جن لوگوں کے ارد گرد رہتے ہیں ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے. جو لوگ ہمیں اچھے لگتے ہیں وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے. جن لوگوں کے ساتھ ہمیں باتیں کرنا، گپ شپ لگانا یا کھانا پینا بے حد پیارا لگتا وہ کبھی دور نہ ہوں گے. وغیرہ وغیرہ....

ھاے یہ ہماری معصوم سے خواہشات....کاش ایسا واقعی ہو سکتا کہ یہ سب بہت آرام دہ لگتا ہمیں، بہت سکوں سے زندگی گزر رہی ہوتی.

اب ذرا ایسا بھی سوچتے ہیں کہ ہم کسی غم میں ہیں، پریشانی ہے بہت، کسی کی جدائی نہیں سہی جا رہی. اپنے دفتر کا ماحول بالکل بھی اچھا نہیں لگتا دل چاہتا فورا کسی دوسری جگہ نوکری مل جائے. گھر میں غربت ہے چھوٹے چھوٹے خرچوں کے لئے بھی پیسے نہیں ہوتے. پردیس میں ہیں اور گھر یاد آتا کے بس جلدی سے چلیں جائیں. وغیرہ وغیرہ....

یہ جو اوپر جو بتایا گیا یہ تو بہت چند باتیں ہیں ورنہ پوری کتاب چاہیے

لکھنے کو کہ ہم کیا چاہتے. اگر ہم غور کریں تو لگتا جسے ہماری زندگی بس مکمل اور ادھوری خواہشوں میں ہی گھری ہوئی. جب ہم اچھے حالات میں اچھے لوگوں کا ساتھ ہوتے تو دل چاہتا کہ ساری عمر ایسی ہی گزرے کچھ نہ بدلے لیکن جب حالات برے ہوں اور ساتھ دینا والا کوئی نہ ہو تو رو رو کے، دعائیں مانگ مانگ کر ہلکان ہو جاتے کہ جلدی سے بس چٹکی بجاتے ہی آنکھ کے جھپکتے ہی حالات اچھے ہو جائیں.

یارو مرے پیارو ہمیں مان لینا چاہے کہ یہ دنیا ایک بہت ہی بہترین نظام کے تحت چل رہی ہے جس کا چلانے والا بہت ہی عمدہ مدبر ہے. اگر وہ ہماری ہر بات ہی ہمارے حساب سے پوری کرے تو زندگی کا کوئی فائدہ نہ ہو. اس دنیا کو بنانے کا مقصد ہی ختم ہو جائے. بات دراصل یہ ہے کہ اگر ہم کچھ بنیادی باتوں کو مان لیں تو یہ زندگی گزارنا بہت آسان ہو جائے. ہم اپنی اچھی باتوں کو ہمیشہ کے لئے رکھنا چاہتے لیکن برے حالات کو جلدی سے حل کرنا چاہتے. ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اس زندگی میں ایک چیز یا کام اگر آپ کے لئے برا ہے تو وہ کسی اور کے لئے اچھا ہو گا. اگر آپ اپنے برے کو جلدی اچھا بنانے کی دعا کرتے ہیں تو دوسری طرف بھی دعا چل رہی ہوتی ہے.

دوستو یہ یقین آنکھ بند کرکے کر لیں کہ اس خوبصورت دنیا کا ایک چلانے والا

ہے جو بہت اچھے نظام سے چلا رہا ہے. اگر ہم واقعی اپنی زندگی میں سکوں چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے رب پہ پوری طرح یقین رکھنا پڑے گا. ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے کے بعد اسکا نتیجہ اپنے رب پہ چھوڑ دیں. جب آپ ٹیکسی میں، ٹرین میں یا بس میں بیٹھ کر بار بار ڈرائیور کو دیکھ کر ڈرتے ہووے سفر کریں گے تو یقین کریں آپ کھڑکی سے باہر کی زندگی کے خوبصورت مناظر کبھی نہیں دیکھ پائیں گے. اپنے رب کو اپنے ساتھ رکھیے ہمیشہ اور بلا خوف بہادری سے ہر حالت کا مقابلہ کریں. مرے پیارے پڑھنے والو اسی کا نام ہی اصل میں غائب پہ ایمان لانا ہے.

ذرا سا مسکرائیں، منفی لوگوں کو دور بھگائیں

ہم انسان باقی مخلوق سے اس لئے بھی مختلف ہیں کہ ہم سوچتے ہیں اور خواب دیکھتے ہیں، ان میں سے وہ انسان آگے نکل جاتے ہیں جو صرف اپنی سوچوں اور خوابوں پہ اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے خوابوں کو حقیقت بنانے کے لئے نکل پڑتے ہیں. ہم دیکھتے ہیں کے ہر بندہ اپنی زندگی کو اچھا بنانا چاہتا، خود کو اور اپنے خاندان کو آرام دہ زندگی فراہم کرنا چاہتا ہے. لیکن ہر آدمی کامیاب نہیں ہوتا کیوں کہ کامیابی ملنا آسان بات نہیں ہے.

یہ بہت تلخ حقیقت ہے کیوں جب کوئی بندہ اپنے آپ کو بدلنے، اپنے حالت بدلنے اور کامیاب ہونے نکلتا ہے تو کوئی دوسرا بندہ ہی آگے رکاوٹ بن کے کھڑا ہوتا ہے. ہم اکثر کہتے کہ حالات ہی ایسے تھے کے ہم کامیاب نہیں ہوے اور اگر ہم غور کریں تو ہمارے لئے رکاوٹ کسی نہ کسی بندے نے ہی پیدا کے ہوتے.

ہم میں سے ہر آدمی خواب دیکھتا ہے لیکن بہت کم لوگ اسکو حقیقت بنانے کے لئے قدم اٹھاتے ہیں. جب ایسے لوگ ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں جو ڈرے بغیر حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، مشکلیں سہتے ہیں، قربانیاں

دیتے ہیں تو ایسے منفی ذھن کے لوگ ایسے جملے کستے ہیں، اسی باتیں کرتے ہیں کہ سہا نہیں جاتا. آپ کی چھوٹی سے غلطی بھی برداشت نہیں کریں گے یہ منفی ذھن کے لوگ.

جو لوگ آپ کے واقعی میں دوست ہوتے ہے وہ آپ پہ تنقید ضرور کرتے ہیں لیکن تمیز، ادب اور سمجھانے کے انداز میں. سب سے پہلے تو وہ آپ کو اکیلے میں آپکی غلطی کی نشاندہی کریں گے. پھر آپ کو اسکا حل بھی بتایں گے. آپ کو تب دل سے لگے گا کے یہ بندہ واقعی مخلص ہے آپ کے ساتھ.

دوسری طرف ایسے لوگوں جو آپ سے جلتے ہیں جو نہیں چاہتے کہ آپ کامیاب ہوں انکو پہچاننا بہت آسان ہوتا ہے. وہ بلاوجہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ تنقید کریں گے. انکی کوشش ہو گی کہ آپکی معمولی غلطی کو بڑھا چڑھا کے بیان کریں اور سب کے سامنے بتائیں. وہ بار بار آپکی غلطی کو دھرائیں گے اور کوئی حل بھی نہیں بتائیں گے. اور اگر بتانا پڑ جائے تو وہ والا حل بتائیں گے جو بہت مشکل ہو. وہ آسان حل جانتے بھی ہوں گے تو جان بوجھ کے رہنمائی نہیں کریں گے. آپ کو خود ایسے لوگوں سے مل کر اچھا نہیں لگے گا. اپ انکو دیکھ کر ہی پریشان ہو جائیں گے کہ پھر سے ان کی باتوں کو سہنا پڑے گا.

میرے دوستو آپ نے بس گھبرانا نہیں ایسے لوگوں سے. اول تو پوری کوشش کریں کہ ایسی منفی سوچ والوں سے دور ہی رہیں اور اگر ملنا پڑ جائے تو اپنے چہرے پہ مسکراہٹ رکھیں. یہ انکا بہترین علاج ہے. انکی ہر منفی بات کو ہنس کے سہیں. صرف سنتے جائیں بحث نہ کریں. اپنے رویے سے ظاہر ہی نہ ہونے دیں کہ آپکو برا لگ رہا. وہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کے آپ کو برا لگے اور آپ ہمّت ہار کے، ان کی طرح ناکام ہو کے گھر بیٹھ جائیں.

یارو جن لوگوں نے دنیا بدلنی ہوتی ہے اور کچھ مختلف کرنا ہوتا ہے تو وہ ایسے لوگوں اور انکی فضول منفی باتوں سے بالکل بھی نہیں گھبراتے. جو لوگ منزل کو ذہن میں رکھ کر بہادری سے سینہ تان کے سفر کرتے ہوں تو ایسے منفی لوگوں کی کیا مجال جو روک سکیں. اپنے رب پہ ہی صرف بھروسہ رکھیں ہمیشہ، کسی بھی غلطی یا ناکامی کا مطلب رک جانا نہیں ہوتا. آپ تھوڑا ستا لیں بیشک لیکن رکنا نہیں، پھر سے کھڑا ہو جانا ہے. آپ نے دکھانا ہے سب کو کہ آپ عام نہیں ہو بلکہ بہت خاص ہو.

یقین مانیں جب آپ کامیاب ہوں گے تو یہی لوگ آپ کے پاس بھاگیں بھاگیں آئیں گے. سب کو فخر یہ بتائیں گے یہ میرے دوست ہیں یا رشتہ دار ہیں لیکن ہو سکتا آپ کو پھر یہاں یہ سننے کو ملے کہ یہ بندہ پہلے ایسا ہوتا تھا ویسا ہوتا

تھا وغیرہ وغیرہ ... لیکن آپ نے کیا کرنا ہے بھلا؟ .. صرف مسکرانا ہے بس. جی ہاں
اور اب آخر میں ایک بہت ہی حوصلہ افزا شعر آپ سب کے لئے، اسے ذہن میں رکھے
.گا ہمیشہ ایسے دل توڑ موقوں پہ بہت کام آے گا

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پہ ہو
.تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

میری فخریہ پہچان..... پاکستانی مسلمان

زندگی میں رب نے ہمیں جتنی بھی نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے ایک بہت ہی خوبصورت نعمت آزادی بھی ہے. آزاد ملک میں رہنا، اپنے خاندان والوں کے ساتھ مل کر ہنسی خوشی زندگی گزارنا اور اپنی مرضی سے گھومنا پھرنا یہ سب بہت کی شکر گزاری کی باتیں ہیں. جو لوگ صرف پاکستان میں رہ کر زندگی گزار دیتے انکو ہو سکتا کہ اتنا پتا نہیں ہو اس آزاد زندگی کی قدر کا جتنا وہ لوگ جانتے جو دوسرے ممالک میں رہتے ہے یا ملکوں ملکوں گھومتے ہیں.

ہمیں یہ بات سمجھنی ہو گی کہ پریشانیاں، غم اور برے حالات یہ سب زندگی کا حصّہ ہیں. آپ کسی بھی ملک میں رہیں گے آپ کو یہ سب سہنا پڑے گا. چاہے آپ آزاد ہیں یا غلام ہیں، حاکم ہیں یا محکوم ہیں، اکثریت میں ہیں یا اقلیت میں ہیں سب کو قدرت مختلف دکھ دے کر آزماتی ہے. ان تمام احساسات کا تعلق کسی اچھی خوبصورت جگہ پر رہنے سے نہیں ہے. لیکن یقین مانیں اگر آپ آزاد نہیں ہے، ڈر اور خوف کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں. اپنی مرضی کے مالک نہیں ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور پریشانی نہیں ہے.

آپ پوری دنیا میں ذرا دیکھیں کہ جو ممالک آزاد نہیں ہے اور کوشش میں ہیں آزادی حاصل کرنے کی وہاں کے لوگ کیسے زندگی بسر کرتے ہیں. اپنی تاریخ تو پڑھ کے دیکھیں ذرا کہ جب ہم اقلیت میں تھے، محکوم تھے تب ہماری کیا حالت تھی. میرا یہاں مقصد کوئی لمبی چوری باتیں کرنا نہیں ہے کہ ہم سب کو پتا ہے ان باتوں کا. ہم بہت پڑھتے ہیں اور دیکھتے بھی ہیں. لیکن شائد اثر کم ہوتا ہم پر. چوں کہ ہم نے پیدا ہوتے ہی آزاد فضا میں سانس لی، اپنی مرضی سے بچپن گزارا، پڑھائی کی، نوکری کی، ہر جگہ آسانی سے آ جا سکتے اور دوسری پریشانیوں میں گھرے رہتے تبھی ہم کو آزادی جیسی نعمت کا احساس نہیں ہوتا اور نہ قدر محسوس نہیں ہوتی. یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے اگر روز پانی، بجلی، پٹرول ملتا ہے تو پروا نہیں ہوتی اور اگر کچھ عرصہ نہ ملے یا کم ملے تو کسے لگ پتا جاتا ان کی اہمیت کا.

بات یہ ہے کے آپ دنیا کے کسی بھی ملک میں چلیں جائیں وہ آپ کو پاکستان کے حوالے سے ہی جانے گے. اگر آپ نہیں بتاتے تو پھر بھی وہ کہیں گے کہ آپ کس ملک کے لگتے تو نہیں ہیں تب آپ کو کہنا پڑتا ہے ہاں جی میں پیدا تو پاکستان میں ہوا تھا لیکن... ، یا میرے والدین پاکستان سے ہیں وغیرہ وغیرہ، مطلب کسی نہ کسی طور آپ پہچانے جائیں گے اور پاکستان سے آپ کا تعلق نکل ہی آے گا.

میں ایک عام سا آدمی اور پاکستانی شہری ہوں. مجھے نہ تو زیادہ دانشورانہ لکھنا آتا ہے نہ ہی بولنا آتا ہے. سادہ اور مختصر بات کہنا ہی اچھا لگتا ہے جو خود کو اور دوسروں کو فورا سمجھ آ جائے اور اس پر عمل ہو کہ اصل کام عمل کرنا ہے نہ کے صرف باتیں کیے جانا. تو دوستو، بات یہ ہے کے اپنے پاکستان ہونے پہ شرمندہ کبھی بھی نہیں ہونا. سر اٹھا کر فخر سے اپنا پاکستانی ہونا بتانا ہے. یہ جو اپنے پاکستان کے حالات اوپر نیچے ہوتے ہیں اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ پاکستان کو اپنی آزادی کو برا بھلا کہیں، یقین مانیں کسی کا یہ کہنا کہ " کیا فائدہ پاکستان کا، ایسی آزادی کا جس میں یہ ہو رہا وہ ہو رہا، یہ برا وہ برا " قسم سے بہت دکھ دے جاتا. ایسے لوگوں کو میں یہ بھی نہیں کہ سکتا کہ اگر آپکو پاکستان میں اسکی آزادی میں کوئی فایدہ نہیں ملتا تو کسی اور ملک میں چلے جائیں کیوں کہ کسی اور ملک میں جانے کے لئے پہلے پاکستانی کی پہچان پاسپورٹ کی صورت میں بنوانی پڑے گی.

ہم بھی کتنے برے ہیں ویسے کہ کسی بھی برے حالات میں پاکستان کی اور اسکی آزادی کی برائیاں کرنے بیٹھ جاتے ہیں. لیکن یارو، قربان جاؤں اپنے پاکستان پہ کہ یہ شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کی صورت میں اپنی پہچان دینے کی صورت میں کبھی نہیں سوچتا کہ اس کے بنوانے والا کتنا برا، کمینہ، پاکستان کو گلیاں

دینا والا، نفرت کرنے والا غدار وطن ہے. ایسا کھلے دل والا اور پیارا ہے میرا
.خوبصورت پاکستان
ڈھونڈو گے ملکوں ملکوں....ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

خوبصورت کامیابی کے بنیادی اصول

کامیابی کے لئے جہاں اپنی سوچ کو بدلنا ضروری ہے وہاں زیادہ ضروری بات ہے عمل کرنا. یہ درست ہے کہ مثبت سوچ آپکو ایک تحریک دیتی کچھ کرنے کی، کچھ بننے کی اور حالت بدلنے کی لیکن اس کے ساتھ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانا ہی اصل بات ہے، تبھی ہم کہہ سکتے کے ہم کامیاب ہوئے ہیں. صرف اچھا سوچنا، اچھے خواب دیکھنا اور تصور میں ہی خوش ہوتے جانا منفرد رویہ نہیں ہے.

سوچ سے عمل تک کا سفر حقیقت میں آسان بھی نہیں ہے. شروع میں جو خوف ہمیں نظر آتے ہیں اس میں پہلا ہے ناکامی کا ڈر اور دوسرا یہ کہ لوگ کیا کہیں گے. یہ وہ منفی باتیں ہیں جو سوچ کی شکل میں ہمارے پاس تب آتی ہیں جب ہم عملی طور پر کچھ کرنے جا رہے ہوتے ہیں. اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ یہ صرف خیالات ہوتے ہیں، منفی سوچیں ہوتی ہیں بس. ہم خود سے ایسا سوچنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ صرف تب ہوتا جب ہم زیادہ سوچتے ہیں اور پھر سوچتے ہی چلے جاتے ہیں. اس کو ختم کرنے کے صرف دو بہترین حل ہیں پہلا یہ کہ جو آپ کرنا چاہتے ہیں وہ لکھ لیں اور مزید سوچنا بند کر دیں. دوسرا اپنی سوچ

کو مضبوط بنایں جو صرف اور صرف خود مثبت سوچنے ، مثبت ماحول اور لوگوں میں رہنے سے ہی ہو گی .

کوئی بھی کام ، مقصد کو عملی طور پر شروع کرنے سے پہلے اگر کچھ بنیادی باتوں کو ذہن میں رکھ لیا جائے تو ایسا کرنا دلچسپی کے ساتھ کام پہ ڈٹے رہنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے. مثلا ہم لوگ بہت کچھ ایک وقت میں چاہ رہے ہوتے ہیں جو سب سے بڑا مسلہ ہے. قدرت کا قانون بھی یہی ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز قدم با قدم انجام پذیر ہوتی ہے. ایک کام اچھی طرح ختم کرکے ہی اگلا کام شروع کرنا چاہیے . چاند ، سورج کی گردش، دن رات کا آنا جانا، پھل، پھول اور درخت کا بڑھنا ان سب پہ غوروفکر ہی آپ کو سمجھا دے گا کہ پہلے اپنی ایک خواہش ، ایک مقصد کو پورا کریں پھر اگلے مقصد یا خواہش کی طرف توجہ دیں .

اسی طرح اپنے کام کے نتائج کو فوری طور پر حاصل کرنا اور جلدی بازی دکھانا بھی خلاف قدرت ہے. ہر کام ایک نظام کے تحت ہی انجام پذیر ہو تو بہترین ثابت ہوتا ہے. ہمیں اپنے حصّے کے کام کو دیانت داری اور محنت سے کرنے کے بعد انتظار کرنے کی عادت اپنانی ہو گی. جتنا اچھا کام یا مقصد ہو گا وہ وقت بھی اسی حساب سے لے گا تاکہ زیادہ مفید ہو. اگر آپ نے عام سی عمارت تیار کرنی

ہے تو اس کے لئے زیادہ محنت اور انتظار نہیں کرنا پڑتا لیکن اگر آپ نے دبئی والا برج خلیفہ تیار کرنا ہے تو اس کی تیاری اور کتنا انتظار کرنا پڑتا خود ہی پڑھ لیجئے نیٹ پر جا کر. اسی طرح آم کتنا مزیدار پھل ہے جو اپنے وقت پے ہی پکتا ہے. تبھی کھانے میں کتنا لذیز ہوتا اور اس سے بڑھ کر کھجور کتنی محنت سے پک کر مزیدار تیار ہوتی ہے کبھی اتفاق ہو تو خیر پور میں جا کے دیکھئے گا ورنہ یہ بھی نیٹ پر دیکھ کر غور و فکر کیجئے گا.

جب آپ نے کوئی کام شروع کر دیا ہے تو پھر جب تک وہ مکمل نہ ہو جائے آپ نے چھوڑنا نہیں ہے. درمیان میں ہی دل چھوڑ دینا، اکتا جانا اور پوری طرح توجہ نہ دینا بہت نقصان دہ ہے. مستقل مزاجی بہت اہم اور بنیادی بات ہے جس کو آپ نے اہمیت دینی ہے. ایسا ہمیشہ ہوتا ہے کہ شروع کے کچھ ہفتے، مہینے یا سال آپکو اچھا نتیجہ نہ ملے تو کام کو فورا نہیں چھوڑنا. ان اسباب کے بارے میں غور کریں جسکی وجہ سا ایسا ہو رہا ہے. اور تلاش کریں وہ راستے جن کو آپ استعمال کرکے حالات ٹھیک کر سکتے.. چاہے آپ نے نئی دکان کھولی ہے، نیا کام شروع کیا ہے، کوئی بری عادت بدلنی ہے، زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے وغیرہ وغیرہ، بس آپ نے کبھی ہمّت نہیں ہارنی. لگے رہنا ہے مسلسل کوشش میں جب تک کامیابی نہیں ملتی.

حقیقت میں لوگ کامیابی کے لئے مختصر سفر کا راستہ دکھتے ہیں جو کہ مناسب بات نہیں ہے . دوستو، اگر آپ پائیدار اور مفید نتیجہ چاہتے تو لمبا اور مشکل سفر کرنے کے بھی عادی بنیں. بعض دفعہ دور کا سفر کرکے منزل تک پہنچنا بہتر ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ مشکل پسند ہوتے انکی زندگی بہت آرام دہ ہوتی ہے. کسی بھی مشکل حالات میں یہ سوچ کر خود کو حوصلہ دیا کریں کہ کہ ہمارا رب کسی شخص پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا. یہ بات سوچنے کی بھی ہے اور سمجھنے کی بھی ہے .

فلم بجرنگی بھائی جان میں یہ سب بھی تو تھا یار

ایک دفعہ میرا کسی دوست کے گھر جانا ہوا. گرمی کا موسم تھا پیاس بھی بہت سخت لگی ہوئی تھی. دوست نے اپنے بھائی کو سپرائٹ لانے کا بولا. ہم بیٹھ گے. اب میرے ذہن میں چل رہا ہو کہ اچھا ہوا دوست بوتل منگوا رہا. ٹھنڈ بھی پر جائے گی اور پیاس بھی ختم ہو جائے گی. ایک تی گرمی اوپر سے پیاس تو میرے ذہن میں بار بار سپرائٹ کا تصور ہی آے جائے. تھوڑی دیر بعد بھی جگ گلاس لے کر حاضر ہو گیا. اب اس کے اندر سفید ٹھنڈا مشروب دیکھ کر رہا نہ جائے. ادھر اس نے گلاس بھر کے دیا اور میں نے لے کے پینا شروع.....لیکن یہ کیا عجیب سا ذائقہ پانی جیسا محسوس ہوا. لانے والا اپنے بھی کو بتا رہا ہو کہ سپرائٹ نہیں ملی تو امی نے کہا کا ابھی سادہ پانی لے جاؤ میں شربت بنا کے دیتی. ....اب سادہ پانی پی کر مری پیاس تو ختم ہو گئی لیکون مزہ نہیں آیا. تب میں نے محسوس کیا کہ میرا ہی قصور تھا جو میں اپنا ذہن سپرائٹ پینے کا بنا کے بیٹھا تھا اور جب ویسا نہ ہوا تو مزہ ہی نہیں آیا. اب مرے ذہن بنانے میں صرف میرا ہی قصور تھا نہ کے میرے دوست کے بھائی کا جو سپرائٹ نہ لایا.

مجھے یہ اپنا واقعہ اس لئے یاد آیا کے میں آجکل سوشل میڈیا پر سلمان خان کی فلم بجرنگی بھائی جان پر بہت تبصرے پڑھ رہا. یقین کریں تو اس فلم پر تبصرہ کرنے والوں میں اکثریت ان کی ہے جنہوں نے یہ فلم دیکھی تک نہیں ہوگی. اگر کوئی دیکھ کر بھی منفی تبصرے کر رہا ہے تو اس پر بھی مجھے اتنی حیرت نہیں ہے کہ تصویر کا ایک رخ دیکھنا، منفی سوچوں کا غلبہ اور دوسروں کے تبصرے کو بنا سوچے سمجھے آگے پھیلا دینا آجکل بہت عام ہے تبھی ہمارا خاص بننے کا عمل بھی رکتا جا رہا ہے.

میں آجکل دبئ میں ہوں تو مجھے بھی اتفاق ہوا یہ فلم دیکھنے کا میں آپ سے پوری غیر جانبداری کے ساتھ ان چند چیزوں کا بتانا چاہوں گا جو مجھے پتا نہیں کیوں نظر آ گئیں جب دوسروں کو نظر نہیں آئیں یا ہو سکتا انکا ذہن اس طرف سوچنا ہی نہیں چاہتا نہ ایسی مثبت باتیں بھی کرنا چاہتا. ایک بنیادی بات یاد رکھا کریں کہ فلم دیکھنے والوں کا مقصد ایک اچھی تفریح لینا ہوتا ہے اور فلم بنانے والوں کا مقصد تفریح والی فلم بنانا اور اس سے پیسے کمانا ہوتا ہے.

سب سے پہلے تو مجھے جو چیز اچھی لگی اس فلم کی وہ اس کا فیملی فلم ہونا. پوری فلم میں ایک بھی قابل اعتراض سین نہیں ہے. آپ آرام سے پوری فیملی کے

.ساتھ مل کر دیکھ سکتے

دوسرا اس میں روایتی لڑکا لڑکی کی محبت نہیں دکھائی گئی. نہ ہی کوئی عشق معشوقی والا .واہیات سے گانا. ایک بہت اچھا مختلف سا موضوع چنا گیا

تیسرا ہیروئن اور دوسری لڑکیوں کو مکمل مشرقی لباس میں دکھایا گیا ہے جو بہت کم نظر .آتا آجکل کی فلموں میں

چوتھا بہت حوصلہ افزا فلم لگتی دیکھ کر جس میں کبھی ہمت نہیں ہارنے اور کسی بھی مشکل .حالات میں راستے نکالنے جیسے سبق ملتے

سلمان خان کے اس فلم کے اندر کردار سے سادگی اور ہمیشہ سچ بولنے کا چاہے جتنا بھی .مشکل ہو کا بہترین سبق ملتا ہے

فلم کا کچھ حصہ خوبصورت کشمیر کے اندر فلمایا گیا اور ساتھ میں ایک بزرگ صاحب کا .مزار بھی دیکھنے کو ملتا جہاں حقیقت میں جانا ہم پاکستانیوں کے لیے نصیب میں کہاں

ہمارے ایک صحافی چاند نواب کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہووے اس جیسا کردار ڈالا گیا. یہی ووھی سادہ صحافی ہے جسکو اسی سوشل میڈیا میں بری طرح روگیدا گیا تھا.
لیکن میرا رب بھی پھر کریم ہے جو کس طرح سے عزت دیتا ہے. دیکھ لیں پھر آجکل اسی چاند نواب کی کیسے بلے بلے ہو رہی ہے . سبحان اللہ !
یہ میں نے چند باتیں بتائیں ہیں جو مجھے پسند آئیں. ایسی مزید باتیں بھی ہو سکتی ہیں جو آپ کو بھی لازمی نظر آہیں گی لیکن اگر آپ مثبت ذہن سے اس کو دیکھیں گے تو. اگر آپ پہلے سے منفی ذہن بنا کر دیکھیں گے تو آپ کا پھر ووھی حال ہو گا جسا میرا سپرائٹ کو ذہن میں رکھ کر پانی دیکھ کر ہوا تھا.

چلو یہ سوچیں ہم آج مل کر

ہمارے پیارے پاکستان کے نوجوان اپنے ملک کے بارے میں بہت اچھی سوچ رکھتے ہیں اور بہت خوشی ہوتی ہے ان کے جذبے کو دیکھ کر. یہ نوجوان اگرچہ ملک کے اوپر نیچے ہوتے حالات سے وقتی طور پر پریشان تو ہوتے ہیں لیکن مایوس نہیں ہوتے. وو کچھ کرنا چاہتے ہیں پاکستان کے لئے. کچھ ایسا جس سے پاکستان کے وقار میں اضافہ ہو. وہ تمام نوجوان جو پاکستان کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ اگر صرف اپنے آپ پر توجہ دیں اور اپنے لئے کچھ کر لیں تو یقین مانیں انکا اپنے لیے مثبت، اچھا اور مختلف کرنا ہی پاکستان کی عزت بڑھا سکتا ہے. ہم اگر خود کے حالات بدل لیں، اپنے آپ کو محنت کرنے کا عادی بنالیں تو یہی بہت فخر کی بات ہے. جب ہم سکول میں پڑھتے تھے تو ہماری کتابوں پہ گول دائرے کی مہر کے اندر چار الفاظ لکھے ہوتے تھے. امانت، دیانت، صداقت اور شرافت. اگر ہم صرف انہی چار اصولوں پر عمل کر لیں تو ہماری اندر اور باہر دونوں کی دنیا بدل جائے. لیکن بہت افسوس ہوتا جب ہم دیکھتے کہ ہماری تعلیم نوکری کرنے، پیسہ کمانے اور دوسری مادی چیزوں کو حاصل کرنے کے طریقے تو بتاتی لیکن اخلاقیات جس سے معاشرے تخلیق پاتے، مثبت ماحول اور سکوں نظر آتا انکی تعلیم صرف باتوں،

. تقریوں اور کتابوں تک محدود ہوتی جا رہی ہے

ہمارے پاکستان کے نوجوانوں میں جو جذبہ، ہمّت اور کچھ کر دکھانے کی لگن ہے یہ ہمیں باقی ممالک کے نوجوانوں سے ممتاز کرتی ہے. پاکستان سے باہر رہنے والے پاکستانیوں کی محنت اور قربانی کو دنیا جانتی بھی ہے اور مانتی بھی ہے. عرب سے لے کر افریقہ و امریکا تک پاکستانی نوجوان اپنے کام کے ساتھ لگن، محنت اور دیانت داری میں ایک مثال رکھتا ہے. ہمارے نوجوان کبھی گھبراتے نہیں ہیں چاہے چاہے کتنے بھی مشکل حالات ہو جائیں یہ ہمّت نہیں ہارتے اور نا ممکن کو ممکن بنا ڈالتے ہیں.

اگر ہم اپنے ہیروز چاہے وہ اسلام کے حوالے سے ہوں، تحریک پاکستان کے یا موجودہ قومی ہیروز ہوں ان سب میں ایک بات مشترک نظر آے گی کہ انہوں نے سب سے پہلے اپنے آپ کو بدلا ہے. اپنے اندر مثبت تبدیلیاں لے کر آے، پہلے اپنے آپ کو قابل بنایا اور جب انہوں نے خود کے مقصد کو پا لیا تو اسی مقصد کی بنا پر وہ پاکستان کی شان بن گے. اگر آج کا نوجوان ان تمام راستوں، باتوں اور طریقوں کو جاننا چاہتا ہیں جس سے وہ خود کامیاب بن کر پاکستان کی شان بن سکے تو اسے اپنے تمام ہیروز کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہیے. یقین مانیں ہمارے اپنی تاریخ کے رہنما اتنے عظیم اور باوقار ہیں کہ اگر ہم صرف

. انہی کے بتاے ہوے اور کیے ہوے پر عمل کر لیں تو پاکستان کی شناخت بن سکتے ہیں
آزادی صرف ایک دن یا ایک مہینہ جوش و جذبے کے ساتھ منانے کا دن نہیں ہے.
ہمیں سوچنا ہے وہ کیسے باکمال لوگ تھے جنھوں نے دنیا کا نقشہ بدل ڈالا. انھوں نے کس
طرح کامیابی لی. آخر کس طرح ہمارے رہنماؤں نے پاکستان حاصل کیا. یہ وہ تمام
باتیں ہیں جن پر آج کے نوجوانوں کو مل بیٹھ کر سوچنا چاہیے. اور سب سے اہم بات
کہ کامیابی مستقل سفر کا نام ہے. پاکستان کو حاصل کر لینا ایک عظیم کامیابی لیکن اسکو ہمیشہ
کامیاب بناے رکھنا اور پوری دنیا میں اسکا مثبت نام روشن کرنا اس سے بھی زیادہ عظیم
ہے.

کموڈ والا واش روم

وہ دیکھو وہ کیسے گند اٹھا کر لے کے جا رہی ہے. توبہ دیکھو ذرا یہاں تک بدبو آ رہی ہے، شاہدہ نے پاس بیٹھی ہمسائی کو کہا. میں اسکول سے گھر داخل ہوا تھا جب ان دونوں کی باتیں میرے کانوں میں پڑی.

میں اپنے تایا جی اور تائی جان کے ساتھ رہتا تھا کہ اپنے والدین کی وفات کے بعد یہی میرا سب کچھ تھے. تایا جی بڑھاپے کی عمر میں شوگر اور دل کے مریض بھی تھے. اس گھر میں انکا ایک بیٹا اور بہو بھی رہتی تھی جن کے ساتھ گزارا اس لئے تکلیف دہ تھا کہ بہو کا ان بوڑھے لوگوں کے ساتھ رویہ ویسا ہی تھا جیسے ہم ساس بہو کی کہانیوں میں پڑھتے ہیں.

بیماری کی وجہ سے تایا جی کمرے سے باہر نہیں جاتے تھے اور کھانے پینے سے لے کر رفع حاجت کمرے میں ہی کرتے تھے. تائی جان بہت دل سے اپنے شوہر کا خیال رکھتی تھی. پرہیزی کھانا، ادویات سے لے انکی صفائی ستھرائی اتنی محبت سے کرتی تھی کہ رشک آتا تھا انکی تیمارداری پر. لیکن بہو ہاتھ بٹانے کی بجے الٹا منفی باتوں سے دل دکھایا کرتی تھی. تایا جی نے ایک کرسی بنا رکھی تھی

لکڑی کی جس کی سیٹ پر سوراخ تھا اور ایک سوراخ کے نیچے ایک کھلا برتن پڑا ہوتا تھا.
جب تایا جی رفع حاجت سے فارغ ہوتے تو تائی جان وہ برتن اٹھا کر واش روم میں صفائی کے لئے جاتی تھی. چونکہ وہ ایک وفا شعار بیوی کی طرح محبت سے سارے کام سرانجام دیتی اور ایسے کاموں کی عادی ہو چکی تھی سو وہ سر جھکا کر کام کرتی رہتی چاہے بہو جتنا بھی دل دکھاتی.

میں نے بہت دفعہ کہا تایا جان کو ایک الگ واش روم بنوانے کا جس میں کموڈ لگوا لیتے لیکن انہوں نے ہمیشہ پیار سے ٹالا اور کہا کہ بس یہی کرسی ٹھیک ہے. میں جانتا تھا کہ تایا جی صرف خرچے کی وجہ سے ایسا کہہ رہے تھے. تب ایسی سہولت والا واش روم مہنگا ہونے کی وجہ سے انکی استطاعت سے باہر تھا کہ آمدن کا ذریعہ صرف انکی پنشن تھا. تایا جی کا بیٹا بھی دلچسپی نہیں لیتا تھا تو میں دل ہی دل میں بہت کڑھتا تھا اور بس نہیں چلتا تھا کہ فورا گھر میں کموڈ والا واش روم بنا کر تایا جی کے لئے سہولت پیدا کروں اور تائی جان کو بھی فضلہ اٹھا کر پھینکنے سے آزاد کروں. اور خاص اس لئے بھی کہ انکی بہو منفی باتیں کر کرکے دل دکھاتی جب تائی جان یہ عمل کر رہی ہوتی.

خیر وقت ایسے ہی گزرتا گیا اور ایک دن تایا جی وفات پاگے. انکے صرف ایک سال بعد تائی جان بھی چل بسی. لیکن اس گھر میں کموڈ والا واش روم نہ بن سکا اور میرے دل میں حسرت ایک پچھتاوا بن کر رہ گئی. آج بہت عرصے بعد میرے چھے سال کے بیٹے نے فون کرکے بتایا کہ ابو مستری آ گیا ہے اور واش روم میں کموڈ لگا رہا ہے کہ میری بیوی بہت عرصے سے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ کموڈ لگوا کے دیں.

بس تبھی فون رکھنے کے بعد وہ پرانا وقت، حسرت یاد آ گئی. تبھی آنسو ایسے نکل رہے کہ روکنا محال. جب بہت خواہش تھی تب میں قبل نہیں تھا. آج جب میں قابل ہوا. تو وہ پیارے لوگ نہیں رہے. اور ہاں یاد آیا تایا جان کا بیٹا اور بہو آجکل گھٹنوں کی تکلیف میں رہتے ہیں سو اب انہوں نے اپنے اسی گھر میں اسی کمرے کے ساتھ کموڈ والا واش روم بنا لیا ہے جہاں تایا جی کی سوراخ والی کرسی پڑی ہوتی تھی.

ہنسانے والا دوست . . . . ضروری ہوتا ہے

یقین مانیں کہ اگر آپکو کوئی ایسا دوست میسر ہے جو آپکو خوش رکھتا ہے. آپ اسکی موجودگی میں لطف اندوز ہوتے ہیں تو یہ بہت کمال کی بات ہے. اگر آپ ہسنا جانتے ہیں اور خوب مزہ کرتے ہیں دوستوں کے ساتھ تو پھر آپ بہت عمدہ زندگی گزار رہے ہیں. یاد رکھا کریں کہ غم، پریشانیاں زندگی کا حصّہ ہیں. یہ آنی ہی آنی ہیں. کوئی بھی انسان اس سے بچا ہوا نہیں ہے. تو جب ایک چیز ہو کے رہنی ہے تو پھر اسکے حل کی طرف جانا چاہیے نہ کہ اپنی طبیعت میں غصّہ یا چڑچڑا پن لایا جائے .

میرے اپنے ساتھ بہت دفعہ ہوتا ایسا کہ اداسی ہوتی، پریشانی ہوتی چاہے کام پر ہوں یا گھر کے کسی مسلے پر . اس حالت میں میں پہلے سوچتا کہ کون سا دوست ایسا ہے جو مجھے مسکراہٹ دے سکے. کوئی ایسا جس کے پاس بیٹھ کر میں کھلکھلا کر ہنسوں اور اپنے دماغ کو سکوں دوں. پھر اگلے ہی لمحے میں اسی طرف جا رہا ہوتا جہاں ایسا دوست موجود ہوتا. ایسا کرنے کے بعد یقین مانیں غم بہت ہلکا محسوس ہوتا اور اپنی پریشانی کا حل مل جاتا ہے.

دراصل جب ہم پریشانیوں کو اپنے سر پر سوار کر لیتے ہیں، صرف پریشانی کا سوچتے ہیں تو ہمیں سب راستے بند ہی نظر آتے ہیں. بہت دفعہ ہوتا کہ سفر کرتے اچانک راستہ آگے بند ملتا تو پھر ہم کیا کرتے. اپنی بائیک یا کار فورا واپس موڑتے ہیں اور دوسری طرف رخ کرتے ہیں. ایسا ہی رویہ ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں لانے کی ضرورت ہے. اگر ہم بند گلی میں صرف کھڑے ہو سوچتے رہیں گے اور خراب خراب بول کر غصہ نکالیں گے تو اسکا کوئی فائدہ نہیں سوائے وقت ضایع کرنے کے اور اپنی طبیعت خراب کرنے کے. بہت دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کے راستہ بند ہونے کی صورت میں بہت لمبا راست طے کرنا پڑ جاتا اپنی منزل پے جانے کے لئے تو تب زیادہ غصہ آتا ہے. اس صورت میں بھی کھڑے ہو کے غصہ نکلنے کا کوئی فائدہ نہیں جب پتا ہو کے یہی حل ہے. تو بہتر ہے غصہ کرنے کے جلدی راستہ بدل لیا جائے.

اس دنیا میں انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ رشتے ناتے اسی وجہ سے ہیں کے ہم اپنا دکھ درد بانٹ سکیں. ہر بندہ کوئی نہیں کوئی ایسا خاص رشتہ رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت اچھا محسوس کرتا ہے. اس سے بات کرکے بہت سکوں ملتا ہے اور اپنے مسلے کا حل بھی نکل آتا ہے. آپ بھی اپنے ارد گرد ایسے لوگ رشتے تلاش کریں جو آپ کے چہرے پر رونق لائیں اور آپ ان سے مل کر خوب ہنسیں اور خوش رہیں.

یاد رکھیں اکیلے رہنا، کتابیں پڑھنا یا موسیقی سننا بہت اچھا ہے لیکن اپنے کسی اچھے دوست کی موجودگی بھی بہت ضروری ہے. ایسا دوست جو مثبت باتیں، مذاق کرتا ہو. خود بھی ہنستا ہو اور آپ کو بھی ہنسایے. کسی بھی پریشانی میں کسی اسی دوست سے ملاقات ایسے ہی اثر کرتی جیسے سر درد میں ڈسپرین.

تو یار فورا اٹھو اور چلو جا کر ملو ایسے دوست سے، ختم کرو اپنے پیارے چہرے سے یہ اداسی پریشانی اور یہ والا گانا سنو بھی اور گنگناؤ بھی.

دل چاہتا ہے، کبھی رہیں نہ ہم یاروں کے بن
دن دن بھر ہوں پیاری باتیں، جھومیں شامیں، گائیں راتیں
مستی میں رہے ڈوبا ڈوبا ہمیشہ سا
ہمکو راہوں میں یونہی ملتی رہیں خوشیاں

ہنسانے والا دوست . . . . ضروری ہوتا ہے

یقین مانیں کہ اگر آپکو کوئی ایسا دوست میسر ہے جو آپکو خوش رکھتا ہے. آپ اسکی موجودگی میں لطف اندوز ہوتے ہیں تو یہ بہت کمال کی بات ہے. اگر آپ ہسنا جانتے ہیں اور خوب مزہ کرتے ہیں دوستوں کے ساتھ تو پھر آپ بہت عمدہ زندگی گزار رہے ہیں. یاد رکھا کریں کہ غم، پریشانیاں زندگی کا حصّہ ہیں. یہ آنی ہی آنی ہیں. کوئی بھی انسان اس سے بچا ہوا نہیں ہے. تو جب ایک چیز ہو کے رہنی ہے تو پھر اسکے حل کی طرف جانا چاہیے نہ کہ اپنی طبیعت میں غصّہ یا چڑچڑا پن لایا جائے .

میرے اپنے ساتھ بہت دفعہ ہوتا ایسا کہ اداسی ہوتی، پریشانی ہوتی چاہے کام پر ہوں یا گھر کے کسی مسلے پر . اس حالت میں میں پہلے سوچتا کہ کون سا دوست ایسا ہے جو مجھے مسکراہٹ دے سکے. کوئی ایسا جس کے پاس بیٹھ کر میں کھلکھلا کر ہنسوں اور اپنے دماغ کو سکوں دوں. پھر اگلے ہی لمحے میں اسی طرف جا رہا ہوتا جہاں ایسا دوست موجود ہوتا. ایسا کرنے کے بعد یقین مانیں غم بہت ہلکا محسوس ہوتا اور اپنی پریشانی کا حل مل جاتا ہے.

دراصل جب ہم پریشانیوں کو اپنے سر پر سوار کر لیتے ہیں، صرف پریشانی کا

سوچتے ہیں تو ہمیں سب راستے بند ہی نظر آتے ہیں. بہت دفعہ ہوتا کہ سفر کرتے اچانک راستہ آگے بند ملتا تو پھر ہم کیا کرتے. اپنی بائیک یا کار فورا واپس موڑتے ہیں اور دوسری طرف رخ کرتے ہیں. ایسا ہی رویہ ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں لانے کی ضرورت ہے. اگر ہم بند گلی میں صرف کھڑے ہو سوچتے رہیں گے اور خراب خراب بول کر غصہ نکالیں گے تو اسکا کوئی فائدہ نہیں سوائے وقت ضایع کرنے کے اور اپنی طبیعت خراب کرنے کے. بہت دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کے راستہ بند ہونے کی صورت میں بہت لمبا راست طے کرنا پڑ جاتا اپنی منزل پے جانے کے لئے تو تب زیادہ غصہ آتا ہے. اس صورت میں بھی کھڑے ہو کے غصہ نکلنے کا کوئی فائدہ نہیں جب پتا ہو کے یہی حل ہے. تو بہتر ہے غصہ کرنے کے جلدی راستہ بدل لیا جائے.

اس دنیا میں انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ رشتے ناتے اسی وجہ سے ہیں کے ہم اپنا دکھ درد بانٹ سکیں. ہر بندہ کوئی نہیں کوئی ایسا خاص رشتہ رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت اچھا محسوس کرتا ہے. اس سے بات کرکے بہت سکوں ملتا ہے اور اپنے مسلے کا حل بھی نکل آتا ہے. آپ بھی اپنے ارد گرد ایسے لوگ رشتے تلاش کریں جو آپ کے چہرے پر رونق لائیں اور آپ ان سے مل کر خوب ہنسیں اور خوش رہیں.

یاد رکھیں اکیلے رہنا، کتابیں پڑھنا یا موسیقی سننا بہت اچھا ہے ہے لیکن اپنے کسی اچھے دوست کی موجودگی بھی بہت ضروری ہے. ایسا دوست جو مثبت باتیں، مذاق کرتا ہو. خود بھی ہنستا ہو اور آپ کو بھی ہنسایے. کسی بھی پریشانی میں کسی اسی دوست سے ملاقات ایسے ہی اثر کرتی جسے سر درد میں ڈسپرین.

تو یار فورا اٹھو اور چلو جا کر ملو ایسے دوست سے، ختم کرو اپنے پیارے چہرے سے یہ اداسی پریشانی اور یہ والا گانا سنو بھی اور گنگناؤ بھی.

دل چاہتا ہے، کبھی رہیں نہ ہم یاروں کے بن
دن دن بھر ہوں پیاری باتیں، جھومیں شامیں، گائیں راتیں
مستی میں رہے ڈوبا ڈوبا ہمیشہ سا
ہمکو راہوں میں یونہی ملتی رہیں خوشیاں

خوشیاں پھیلائیں، دعائیں قبول کروائیں

پتا نہیں اکثر ہماری وہی دعائیں ہی کیوں پوری ہوتی ہیں جو ہم کر کے بھول چکے ہوتے ہیں اور پھر ایسی خوشی ہوتی ہے جسے پرانی قمیض میں سے یا کتاب میں رکھے پرانے اور بھولے ہوئے پیسے ملنے پر ہوتی ہے. کوئی بھی اچھا کام یا واقعہ جو اچانک ہوتا ہے اس پر ہمیں بہت عجیب سے خوشی ہوتی ہے . دل کے اندر سے شکر اور حیرانی کے جذبات ہوتے ہیں. بندہ کئی لمحے تو اسی سوچ میں گزار دیتا ہے کہ کیا واقعی ایسا ہوا ہے.

اگر ہم اپنی زندگی پر نظر دوہرائیں، کچھ لمحے اکیلے بیٹھ کر اور اپنے آپ سے باتیں کر کے دیکھیں تو احساس ہوتا کہ سچی خوشی اور سچی ہنسی بہت کم ہوتی جا رہی ہے . ہم بہت مصنوعی مسکراہٹ ، جذبات اور احساسات رکھتے سارا دن، چاہے گھر پر مہمانوں کے ساتھ یا کام پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ . ہم ایک لگی بندھی سے زندگی گزار رہے ہیں.

پتا نہیں کیوں ہم جو پاس رکھتے اسکو بھول کر اور ادھوری خواہش اپنے پاس ہر وقت رکھ کر اداس رہتے ہیں. ایسے موقوں پر اگر کوئی اچانک ادھوری خواہش پوری ہو جائے ، کوئی نہ ہوتا کام اچانک بن جائے تو پھر وہ حقیقی لمحے آتے جس میں ہم دل سے ہنستے اور خوش ہوتے .

یقین مانیں حقیقی خوشی کے لمحات کو ہم لمبے عرصے کے لئے محسوس کر سکتے اگر ہم صرف مثبت سوچیں اور اپنی خوشیاں دوسروں کے ساتھ بانٹیں. جب ہم اپنی خوشیوں میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں تو پھر ایک چین بن جاتی ہے اور آپ سے جڑے سب لوگ خوش رہتے . یہ بہت آسان ہے یارو، آپ کو صرف ایک کام کرنا ہے کہ جب آپ کو اچانک خوشی ملے تو آپ نے شکر ادا کرتے یہ سوچنا ہے کہ اب میں کیسے دوسروں کو خوشی دے سکتا ہوں. یاد رکھیے کہ اچانک خوشی کا سبب بھی آس پاس کے لوگ ہی بنتے ہیں. اگر آپ کا کوئی کام اچانک ہوا ہے، تنخواہ بڑھی ہے، ترقی ہوئی ہے یا .کوئی بانڈ ہی نکل آیا ہے تو سب کا وسیلہ رب کسی انسان کی صورت میں ہی بناتا ہے ایک دفعہ مجھے اچانک خوشی ملی تو میں نے اپنے دفتر میں موجود ساتھیوں کو بھی شریک کرنے کا سوچا. میں نے خود جانے کی بجاے اپنے آفس بوائے سے مٹھائی منگوائی اور اس کو کچھ اضافی روپے مٹھائی لانے کی محنت کے دیے. اچانک ٹپ ملنے پر وہ بہت خوش ہوا اور بتایا کہ اسکو پیسوں کی ضرورت تھی گھر فون کرنا تھا اور بیلنس دلوانے کو پیسے نہیں تھے. میں نے اسکو ایسی دکان پر بھیجا تھا جو اچھی تھی لیکن زیادہ چلتی نہیں تھی. مجھے آفس بوائے نے آ کر بتایا کہ دکاندار بہت خوش تھا کہ پانچ کلو اچانک سے مٹھائی کا آرڈر آ گیا. اس کے بعد

جب یہ مٹھائی دفتر میں تقسیم کی تو سب حیران ہوگے کہ اچانک میٹھا کھانے کو ملا اور وہ کھاتے ہوے آپس میں گپ شپ کرتے ہنسے مسکراے. میرے چیئرمین صاحب کو بہت اچھا لگا اور انہوں نے بھی فورا اپنی طرف سے بوتلیں پلوانے کا کہا، ایک اور ساتھی نے کہا کہ میری ترقی کی وجہ سے بریانی انکی طرف سے. یقین مانیں پورے دفتر میں عجیب سا خوشی کا سامان بن گیا. سب سے زیادہ خوشی مجھے تب ہوئی جب میرے ایک دوست نے فون کرکے کہا یار بہت شکریہ میں آج صبح ناشتہ نہیں کرکے آیا تھا بہت بھوک تھی اور آپ کی وجہ سے مجھے کھانا مٹھائی بوتل سب کچھ مل گیا. اسی طرح دفتر کے دوسرے چھوٹے ملازمین بھی بہت خوش تھے.

یقین مانے میں آپ کو لفظوں میں بتا نہیں سکتا کہ اس دن میں کتنا خوش تھا. صرف ایک چھوٹے سے قدم سے کتنے لوگ اچانک خوش ہوے، ہنسے اور حیران ہوے آفس بوائے، دکاندار، مرے ساتھی اور پھر کیسے دوسرے لوگ بھی شامل ہوگے میرے ساتھ. قسم سے آجکل کے مصروف دور میں یہ چھوٹی چھوٹی اچانک ملنے والی خوشیاں ہی زندگی کو خوبصورت بناتی ہیں. یاد رکھیں یارو، خوشی چھوٹی یا بڑی نہیں ہوتی، خوشی خوشی ہوتی ہے. یہ آپ پر ہوتا کے آپ کس طرح خوشی کو بڑا کر سکتے اور پھیلا سکتے ہیں. بس آپ اپنی خوشیوں میں دوسروں کو اچانک خوش کریں پھر دیکھیں کہ آپکی بھولی بسری دعائیں کیسے قبول ہوتی اور پھر آپ بھی کہہ اٹھیں گے کہ اللہ جی آپ بھی نہ بس کیسے کیسے سرپرائز دیتے ہیں.

خود کو بدلو نا پاپا... پلیز

کسی نے بہت ٹھیک کہا ہے کہ غریب پیدا ہونے میں آپکا قصور نہیں لیکن غریبی کی حالت میں مرنے میں آپکا ہی قصور ہے. اس دنیا میں امیر ہونے کا، آگے بڑھنے کا اور اپنے خاندان کو بہترین سہولیات دینے کا موقع رب ہر کسی کو دیتا ہے. یہ سوچ رکھنا کہ ہمارے غریب ہونے میں، کم تنخواہ ہونے میں یا کوئی اچھا روزگار نہ ہونے میں اللہ کی مرضی ہے تو ایسی سوچ بلکل غلط ہے. اس کائنات کا مالک ایسا ہرگز نہیں ہے جو آپ کو پریشانیوں میں ہمیشہ رکھے اور ایک غریب آدمی کو ہمیشہ غریب ہی رکھے.

یہ دنیا ایک آزمائش ہے اور ہر کسی کو اسکی محنت اور کوشش کے حساب سے ملتا ہے.

یہ وہ بات ہے جسکو ہر کوئی جانتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ مانتا صرف کوئی کوئی ہے.

ہر وہ آدمی جو غریب ہے اگر وہ سچے دل کے ساتھ اپنی زندگی کا تجزیہ کرے تو وہ جانے گا کہ اسکو رب نے کتنی دفعہ اپنے حالات بدلنے کے موقع فراہم کیے ہیں لیکن صرف اپنی سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گیا.

یاد رکھیے کہ ہمارا رب بہت انصاف والا ہے. یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک شخص

بہت محنت کرے، قربانیاں دے، لوگوں کی منفی باتوں کو برداشت کرتے ہوے آگے بڑھتا جائے اور اللہ اسکو نہ نوازے اور اسکو دے جو گھر بیٹھا صرف خواب ہی دیکھتا ہو اور محنت سے اسکی جان جاتی ہو. اگر آپ زمین میں صرف بیج بو کر اسکے درخت بننے کا انتظار کریں گے تو یہ کبھی نہیں ہوگا. پانی، کھاد اور اسکی حفاظت بھی آپ کو کرنی ہی پڑتی ہے. کوشش صرف اچھا سوچنے کا نام نہیں ہے . اپنی سوچوں اور خوابوں کو عمل دینے کا نام ہے. وہ لوگ جو ہمت کرکے سینہ تان کر اپنے حالات بدلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ امیر نہ ہو سکیں.

یقین کریں کہ ایک ہی کام کو سالوں ایک ہی طرح کرکے آپ کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے. تھوڑا بدلاؤ لائیں اور پہلے اپنی سوچ کو بدلیں. رزق صرف روپے پیسہ نہیں ہے. اگر آپکا دماغ ٹھیک کام کرتا تو اچھی سوچ بھی آپکا رزق ہے. اگر آپ کے پاس آنکھیں ہیں تو ان سے دیکھنا بھی رزق ہے. اگر آپکے ہاتھ اور پاؤں ہیں تو اسکو استعمال کرنا بھی رزق ہے. ذرا غور تو کریں کہ ہم یہ سب رزق کہاں استعمال کرتے ہیں. اگر کوئی صرف ہاتھ سے کما رہا ہے تو وہ سوچے کہ اپنے دماغ کو کیسے کام میں لا سکتا ہے. کوئی ایسا آئیڈیا جو آپکو امیری کی طرف لے کر جائے. جہاں آپ اس قابل ہو سکیں دوسروں کو طرف دیکھنے کی بجاے انکو دینا شروع کر دیں.

تو میرے پیارے دوستو اٹھیں، چھوڑ دیں سستی، فضول کے بہانے اور کام چوری. قربانی دینا اور محنت کرنا سیکھیں. ہمیشہ غریب یا مڈل کلاس ہی رہنا کہیں نہیں لکھا ہوا ہے. صرف بچت کیے جانے سے امیری نہیں آتی ہے یا پھر امیر ہونے کے لئے دو نمبری، فراڈ، رشوت خور یا کوئی بھی اور غلط کام کا کرنا یا ہونا ضروری نہیں ہے. دیانت اور امانت داری سے ذرا محنت کرکے تو دیکھیں امیری کے ساتھ ساتھ رب آپکو کیسے عزت دیتا ہے آپ کو خود حیرانی ہو گی. اپنے بچوں کو اور خاندان کو اور نہ ترسایے انکی جائز خواہشات کو ہنس کر ہمت سے پورا کریں. اپنے بچوں کے اچھے والے پاپا بنیے کہ وہ آپکو اپنا ہیرو سمجھیں اور فخر کریں.

پیسے نہیں، جانور قربان کریں

ہمارے ہاں عجیب سے ریت چل پڑی ہے کہ بہت سے نام نہاد پڑھے لکھے لوگ اپنی عقل کو ہر جگہ پر استعمال کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں وہ بھی ایسا حق کہ اگر ان کی بات کو نہ مانا جائے تو آپ اور میرے جیسے فورا بیوقوف ٹھہراتے جاتے ہیں. ہمیں سمجھنا ہو گا کہ ہماری عقل بہت محدود ہے اور محتاج ہے کہ پہلے اسکو بتایا جائے پھر ہی یہ خود سے کام کرنے کے قابل ہوتی ہے. اگر ایک ڈاکٹر اپنے کام میں عقل سے کام لیتا ہے تو اس سے پہلے اسے نے بہت پڑھا ہو گا، تجربات کیے ہوں گے. یہ نہیں کہ گھر بیٹھے ایک دو کتب پڑھ کر ڈاکٹر بن جائے.

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم کتابوں میں لکھا ان لوگوں کا کہا آنکھیں بند کرکے سچ مان لیتے ہے جن کو ہم نے دیکھا تک نہیں ہوتا. ہم اپنی تعلیم میں کتنے مصنفین کی کتب یا روزانہ کتنے اقوال ایسے لوگوں کے پڑھ کر واہ واہ کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں جن کو ہم نہ ملے ہوتے نہ اکثر دیکھا ہوتا ہے. لیکن صرف ایک اعتماد کی بنا پر ہم انکے کہے کو سچ مان کر عمل کر لیتے ہیں.

ہم مسلمان ہیں اور اللہ پر یقین کرتے ہیں. اسکی اتاری ہوئی کتاب کو چوم چوم

کر اٹھاتے ہیں، پڑھتے ہیں اور اس میں لکھی ایک ایک بات کو ماننے کا اقرار کرتے ہیں. لیکن آجکل کے کچھ لوگ مسلمان تو ہیں لیکن قرآن کی باتوں کو اپنی عقل کے حساب سے سمجھ کر معانی نکالتے ہیں. ٹھیک ہیں آپ ایسا کریں آپ کا حق ہیں . آپ جو چاہیں مرضی سوچیں اور عمل کریں لیکن خدارا اپنی سوچ کو دوسروں پے مسلط کرنے کی کوشش نہ کیا کریں.

قرآن کو عملی طور پر اپنی زندگی میں لانے کے کے اللہ نے بہت پیارا نبی ہمیں عطا کیا ہے. جس نے قرآن کا ایک ایک لفظ عملی طور پر سمجھا دیا ہے اور ہم جیسے عام مسلمانوں کے لئے یہی کافی ہے. جب قرآن میں بیان کی گئی عید پر قربانی بذریہ جانور کرنے کا حکم مل چکا ہے تو پھر آنکھ بند کرکے صرف اور صرف جانور ہی قربان کریں. اپنی عقل کو مہربانی فرما کر اس معاملے میں سویا ہی رہنے دیں تو بہتر ہو گا. آپ چند نام نہاد لوگوں کا یہ فرمانا کہ آجکل کے حساب سے جانور کی قربانی کے پیسے کسی ضرورت مند کو دے دینا چاہیں تو اچھا ہے، غریبوں کو گوشت دینے کی بجاے پیسے دے کر قربانی کا ثواب لیں ووغیرہ ووغیرہ، تو براہ مہربانی اپنی تشریح اور تفسیر اپنے پاس ہی رکھیں ہمیں نہیں چاہیے-

انگریزی مصنفین کی کتابیں پڑھ کر، دوسرے مذاہب، دوسرے ممالک کی روایات دیکھ

کر اور اپنا کر اپنے دماغ کو اتنا زیادہ تیز نہ کریں کا آپ ان باتوں پے بولنا شروع کر دیں
.جن کے آگے صرف دل چلایا جاتا ہے دماغ نہیں
قرآن ہم مسلمانوں کے لئے ایک ایسی کتاب ہے جس پر آنکھ بند کر کے عمل کرنا ہی بنتا
ہے. .بڑی عید کے تینوں دن صرف اور صرف حلال جانور کی قربانی کی کرنی ہے بس.
چاہے آپ کروڑوں خرچ کر دیں اور جانور قربان نہ کریں آپکی قربانی نہیں ہوگی.
دوستو پورے سال میں جتنا مرضی غریب کی پیسوں سے مدد کریں لیکن صرف ان تین
دنوں میں اپنے رب کے حکم پر صرف جانور ہی قربان کرنا. یقین کریں کا اللہ کے ہر حکم
.پر آنکھ بند کر کے عمل کرنے سے رب ملتا ہے اور جب رب ملتا ہے تو پھر سب ملتا ہے

اکیلے نہ بازار جایا کرو... نظر لگ جائے گی

جب فرید نے لفٹ سے باہر نکل کر ساتھ نکلتی ہوئی خاتون کو ہر طرح سے دیکھ کر کومنٹ پاس کیا تو میں اپنے اس ساتھی کی اس حرکت پر جہاں پریشان ہوا وہاں حیران بھی کہ کیا وجہ ہے کہ آپ چاہے اچھے ملک کے بہترین ادارے میں کمال کی نوکری کر رہے ہوں پھر بھی پست ذہنیت اور پرانی گندی عادتیں پیچھا کیوں نہیں چھوڑتی ہیں؟ لڑکیوں کو گھورنا، انکو گندی نگاہ سے دیکھ کر اپنی منحوس شکل بنا کر کوئی کومنٹ پاس کرنا ایک ایسی لعنت ہے جو آجکل بہت عام ہو چکی ہے. حیرانی کی بات یہ ہے کہ پہلے ایسے کام جاہل اور ان پڑھ طبقے میں زیادہ تھے لیکن اب پڑھے لکھے، اچھے اداروں میں کام کرنے والے اور شکل سے شریف نظر آنے والے بھی کر جاتے ہیں.

ایسے لوگ اپنے دفاع میں یہی کہتے ہیں کہ یار ہم صرف دیکھتے ہی تو ہیں کچھ اور تو نہیں کرتے بس مزہ آتا ہے رب کے بناتے ہووے حسن کو دیکھ کر دل خوش کر لیتے ہیں بس.

اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یار یہ لڑکیاں خود ہی ایسے بن سنور کر باہر نکلتی ہیں کے انکو دکھا جائے ورنہ ایسے ٹائٹ کپڑوں، کھلے بالوں اور میک اپ کے چہرے کے ساتھ باہر ہی کیوں نکلتی ہیں یہ خواتین. اسی

طرح کچھ سادہ بھونڈ باز تو یہ بھی کہتے ہیں کہ بھائی پہلے ہم نقاب والی کو نہیں دیکھتے تھے کہ احترم کرتے تھے لیکن آجکل جسے ٹائٹ قسم کے فیشن والے نقاب نکل آے تو ہم سے بھی احترم نہیں ہوتا انکا اب .

ایسے لوگ جب پاکستان میں ہوتے ہیں تو پھر بھی ایک حد میں ہوتے ہیں لیکن اگر قسمت انکو دبئ جیسے ملک میں لے آے تو پھر کیا ہی کہنے.. جہاں پاکستان میں صرف ایک جسی رنگ و صورت کی خواتین دیکھنے کو ملتی ہیں وہاں دبئ جسی جگہ میں تو مختلف ملک کی حسینائیں مختلف جلووں میں نظر آتی ہیں. اور بس پھر ایسے لوگوں کو دبئ بہت راس آتا ہے. اپنی تعلیم ، خاندان ، مذہب ، اقدار وغیرہ وغیرہ سب بھول بھال جاتا جب کوئی گوری چمڑی کی حسینہ اپنے دلکش اور موڈرن لباس میں پاس سے گزرے یا کہیں دور نظر آ جائے .

کیا کہا جائے اب ایسی حرکتوں کو دیکھ کر. پہلے ایسے کام بہت کم ہوتے تھے اور لوگ چھپ چھپ کر برے دوستوں کی محفل میں کرتے تھے. پھر روک ٹوک بھی تھی باپ، بھائی ، یا خاندان کا کوئی فرد بھی دیکھ لیتا تھا تو لترول ہو جاتی تھی لیکن اب ایسی باتیں جب کھلے عام گھر میں ڈراموں میں ، فلموں میں ، مورننگ شوز میں فرمای جانا شروع ہو جائیں تو یہ سب عام لگتا ہے جیسے ہمارے معاشرے کا حصہ ہو اور نئ اقدار ہو. اب تو پڑھے لکھے لوگوں کا زیادہ شوق

ہوتا جا رہا ہے. رہی سہی کسر موبائل، فیس بک، یوٹیوب اور دوسری سوشل میڈیا نے پوری کر دی ہے جہاں بھونڈ بازوں کو جی بھر کر مزے لینے کا موقع مل جاتا ہے.

خواتین تنگ کپڑوں اور ماڈرن بن کر باہر کیوں نکلتی ہیں یہ ایک الگ بحث ہے.

خواتین کا پہناوا، خوبصورت لگنا کس کے لئے ہونا چاہیے یہ ایسی خواتین کو پتا ہے.

میرے مخاطب صرف مرد حضرات ہیں کہ وہ اپنا کردار اچھا رکھیں پہلے. ایسی بنی سنواری خواتین جو باہر نظر آتی ہیں یہ بھی آزمائش کی ایک قسم ہے رب کی طرف سے کہ ہم مرد خود کو کیسے بچا کر رکھتے ہیں. ایسی آزمائش ہوتی ہیں ہمیشہ ہم مردوں کا کردار پرکھنے کو. یقین مانیں کہ اگر مرد اچھے کردار کا ہے تو اسکی گھر میں موجود خواتین بھی پردے والی اور حیا والی ہی ہوں گی.

دوستو، بڑے گناہ سے بچنے کے لئے چھوٹے گناہ کر لینا اور یہ کہنا کہ صرف دیکھنے سے کیا ہوتا ہے کچھ اور تو نہیں کرتے. یہ سوچ بہت غلط ہے. آنکھیں دل کا دروازہ ہوتی ہیں. جو ہم دل میں لاتے ہیں ہمارا دماغ انہی باتوں کو کروانے کے مختلف راستے نکالتا ہے. بڑا گناہ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی گلیوں سے گزر کر ہی ہوتا ہے. تبھی ہمارا رب فرماتا ہے کہ بے حیائی کے کاموں

کے قریب بھی مت جاؤ. اس لئے کچھ حیا کرتے ہوے اپنی آنکھوں میں حیا لائیں اور اپنی سوچ کو بدلیں ورنہ جس گلی، دفتر، بازار میں آپ کسی اور کی بہن، بیٹی کو دیکھتے ہیں تو یقین مانیں اسی گلی، دفتر یا بازار میں آپ کی بہن بیٹی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کو بہت سے بھونڈ باز بیقرار کھڑے ہیں.

اولاد کی بے راہ روی کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے جناب

دیکھیں جی مجھے اور کوئی بات نہیں سننی نہ ہی سمجھنی ہے، اب ہم نے اپنی بیٹی کو مزید آپ کے ادارے میں نہیں پڑھانا بس. ملیحہ کے والد نے جب ذرا اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا تو میں نے بھی بات بڑھانے کی بجاے انکی خارج کی درخواست پر دستخط کر کے انکا کام نبٹا دیا. انکے جانے کے بعد میں نے جو کچھ سوچنا شروع کیا آیئے آپ کو بھی بتاؤں.

یہ جو صاحب ابھی آے تھے یہ میرے شہر کے جانے پہچانے کاروباری آدمی ہیں. انکی بیٹی ملیحہ پچھلے دو سال سے میرے ادارے میں پڑھتی تھی. ادارے میں مخلوط تعلیم ہے سو لڑکا لڑکی کی آپس میں بول چال عام بات ہے یہاں پہ ادارہ کی عمارت میں اگرچہ سختی ہے لیکن ادارے کے باہر موبائل فون پر رابطہ یا آپس میں ملاقات کو ادارہ تو نہیں مانیٹر کر رہا نا. بس ملیحہ کی بھی ایسے ہی دوستی ہوئی پہلے ایک کے ساتھ، پھر اسکو چھوڑ کر جب دوسرے ساتھ شروع کی تب سے مسلہ خراب ہوا. پہلے والے نے ادارے کے باہر تنگ کرنا شروع کر دیا، کچھ تصویر اور ویڈیوز بھی بنائی ہوئی تھی اور کچھ فون کالز بھی ریکارڈ کی ہوئی تھی بس جب بات گھر تک گئی تو وہی ہوا جو یہ صاحب کر کے گئے. میرے ہر طرح سے

سمجھانے کے باوجود وہ ہمارے ادارے کو قصور وار ٹھرا کر اپنی بیٹی کا نام خارج کروا کر چلتے بنے. چوں کہ وہ بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ قصور ادارے کا نہیں انکی اپنی نونہال کا ہے تبھی ذرا ہاتھ ہولا ہی رکھا اور صرف الزام لگانے پر ہی اکتفا کیا.

اوپر جو ایک واقعہ بیان کیا ایسا ہونا کوئی نئی بات نہیں رہے آجکل لڑکا، لڑکی کی دوستی بہت عام ہوتی جا رہی ہے۔ فون پے رابطے سے لے کر ملاقاتوں تک کا سفر، جھوٹے وعدے، جھوٹی قسمیں، ناجائز جنسی و جسمانی تعلقات وغیرہ، ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی یہ ایسی بدترین عادت بنتی جا رہی کہ جس کا کوئی نہ ہو تو وہ خود میں کوئی کمی محسوس کرتا جیسے وہ خوبصورت نہیں یا سمارٹ نہیں تبھی کوئی لفٹ نہیں کرواتا / کرواتی۔

اپنے دوستوں کو میسج کرتے ہوے یا فیس بک پے چیٹ کرتے دیکھ کر قدرتی خواہش جاگتی کہ کاش کوئی لڑکا/لڑکی مجھے پیار کرتا/ کرتی۔ اس کا ذمہ کوئی موبائل کو دیتا کوئی انٹرنیٹ کو اور کوئی مخلوط تعلیم کو یا میڈیا کو۔ لیکن یہ سب تو راستے ہیں مرے بھولے بھالے لوگو بس۔۔ اس تمام برائی کی اصل وجہ جس پے لوگ توجہ نہیں دیتے وہ ہے مطلب کہ کردار Character والدین کا اپنا

سیدھی سے بات ہے جناب ! اگر آپ اچھے ہیں، صاف ستھری، شریفانہ، حلال کمائی، مظبوط کردار کی، پاکیزہ سوچ، نیچی نظر اور اپنے رب کی مان کر زندگی گزار رہے تو بے پروا اور بے فکر ہو جائیں آپ کی اولاد ان ڈراموں، فلموں، موبائل، انٹرنیٹ یا مخلوط تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی آپکا سر بلند ہی رکھے گی۔

ایک وضاحت بھی ضروری ہے یہاں پر کہ والدین میرے لکھے کو الزام نہ سمجھیں یہ صرف ایک توجہ دلاؤ نوٹس ہے صرف بے راہ روی کے موضوع پر نہ کہ اولاد کے نافرمان، نکمّے ہونے پر۔ اور جو لوگ یہ کہتے کہ پرانے دور میں میڈیا، انٹرنیٹ یا موبائل نہ ہونے کی وجہ سے جب والدین جوان تھے ماحول اچھا تھا تو وہ سب ذرا تاریخ پڑھیں۔ بے راہ روی کی آزمائش ہر دور میں رہی۔ پہلے شراب پے پابندی نہیں تھی، بازار حسن ہر شہر میں تھا محفلوں میں مجرا عام تھا وغیرہ یہ کچھ ایسی مثالیں ہیں جو بات سمجھنے کو کافی ہیں۔ اور آخری بات مکافات عمل ایک ایسی حقیقت ہے اس دنیا کی جس میں آپ کے کچھ بھی بری حرکت کا سامنا آپ کی فیملی میں سے کسی نہ کسی کو کرنا پڑتا اور اسکا فوری حل صرف سچی توبہ ہے یقین نہ ہے تو ارد گرد ذرا نظر دوہرائیں بہت سے مثالیں مل جائیں گی۔

تو میرے پیارے دوستو. اگر آپ کے کردار میں کوئی کمی کوتاہی ہے جو چلیں جلدی سے توبہ کریں رب کو منالیں تاکہ آپکی موجودہ یا آنے والی اولاد گھر جلدی

آے، موبائل سے زیادہ آپکو وقت دے اور رات وقت پے سو کر روزانہ صبح فجر کی
نماز آپ کے ساتھ پڑھے.

پیزا، برگر وغیرہ بھی تو بانٹا کریں نا

ایک بات تو بتائیں مجھے... یہ جو ہم اکثر کہتے ہیں کہ میرا دل کرتا ہے میں یہ کھاؤں، وہ کھاؤں تو کیا ایسی باتوں کا چاہنا آپ کے اور میرے لئے ہی ہے کیا. ہم کبھی دوستوں یا گھر والوں کے ساتھ پیزا، برگر، تکے کباب، نگٹس، اور پتا نہیں کیا کیا مختلف کھاتے ہیں. لیکن جب کسی غریب کو، فقیر، محلے کے امام مسجد یا مدارس میں پڑھنے والے مسافر بچوں کو جو صبح شام بالٹی لٹکا کر آتے، ان کو دینا ہو تو ہمیں روٹی اور سالن ہی کیوں یاد آتا ہے. آپ اپنی ایمان سے بتائیں کہ صدقے، ثواب وغیرہ کے لئے صرف چاول، روٹی اور سالن ہی رہ گے ہیں کیا. یہ تو وہ کھانا ہے جو غریب یا فقیر ہمیشہ ہی کھاتے. چلو مہنگائی کی وجہ سے ہمیشہ نہیں تو کبھی کبھار ہی یار ثواب کے لئے برگر، پیزا جیسی تفریح انکو بھی تو کروا دو نا...

پتا کیا، یقین مانیں اگر کوئی غریب، مسکین، فقیر سب گھروں سے روٹی سالن یا چاول لے کر آپ کے گھر کی دہلیز پر آ کر برگر، پیزا وغیرہ پائے گا تو وہ اتنا مزے اور خوش ہو کر کھائے گا کہ ہمیشہ یاد رکھے گا. اور ہر بائٹ کے ساتھ آپ کے لئے دعا کرے گا.

انشاللہ

سمجھ آ گئی ہو میری بات تو اپنے آس پاس والوں کو بھی بتا دیجئے گا اور چلو آج باہر سے
پیزا، برگر، سموسہ، دہی بڑے وغیرہ جو تم کو بھی پسند لے کر آؤ اور حیران کر دو آج
۔لینے والے کو

کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنا ضروری ہوتا ہے

آخر آپ کو مسئلہ کیا ہے مجھ سے ، میں جو مرضی سوچوں یا کروں" یہ دو ٹوک بات آپ نے ہر اس شخص سے کہنی ہے جو آپ سے کہتا ہو کہ " تم اتنے بڑے بڑے خواب نہ دیکھا کرو کوئی فائدہ نہیں " یا جو کہے کہ " پہلے تو تم سے ہوا نہیں اب کون سا تم نے کر لینا " یا پھر آپکا کسی اور کے ساتھ مقابلہ کر کے کہے کہ " تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا تم کہاں اور وہ کہاں " وغیرہ وغیرہ ، پھر اس کے بعد آپ نے ایسے منفی سوچ والے اور حوصلہ کو نچوڑ دینے والوں کو دور سے ہی سلام کرنا ہے۔ اب ذرا میری اگلی باتیں آنکھیں کھول کے پڑھنا۔

مقصد کو حاصل کرنے ، کچھ مثبت و مختلف کرنے اور پائیدار کامیابی کے لئے کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنا اور پھر بار بار دیکھنا بہت ضروری ہے۔ ایک اچھا سا پائیدار سے منصوبہ بنا کر چھوٹے چھوٹے قدموں سے اپنی منزل کی طرف بڑھتے جانا۔ جہاں تھک گے وہاں کچھ دیر رک کر سستا کر دوبارہ اٹھ کھڑا ہونا۔ رکاوٹیں آیئں تو خوشی سے قبول کرتے سمجھ جانا کہ آپ سیدھے راستے پر ہیں کیوں کہ شیطان اور ویسے منفی لوگ تبھی حوصلے کا بیڑا غرق کرنے حاضر ہو جاتے

جب آپ کے ٹو چوٹی جتنا اونچا اور مختلف مقصد لے کر آگے بڑھ رہے ہوتے۔

میرا پہلا خواب جہاز میں سفر کرنا تھا. اوپر آسمان سے زمین اور سمندر دیکھنے کا تھا۔ میں ایک دفعہ کراچی ائیرپورٹ گیا تو اوپر سیاحوں کی گیلری سے پورے ائیرپورٹ کو اور جہاز کو اترتے، چڑھتے دیکھا تو وہ سب کچھ ایسا بھایا کہ واپس آ کر میں کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے لگا اور ایک دن چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اپنا خواب کو رب کی رحمت سے ایسے بہترین سے پورا کیا کہ اسی ائیرپورٹ کے اندر پتا نہیں کتنی بار بیرون ملک اور اندروں ملک گیا۔ اور آتے جاتے ہمیشہ اس گیلری کو ضرور دیکھتا جہاں دوسروں کی طرح میں بھی کبھی حسرت سے نیچے چلتے پھرتے مسافروں کو دیکھتا تھا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ خواب وہ نہیں ہوتے جو آپکو سوتے میں نظر آتے ہیں بلکہ اصل خواب تو وہ ہے جو آپ کو سونے نہ دے۔ تو میرے پیارے پڑھنے والو، خبردار جو رب کی دی ہوئی قیمتی زندگی کو فضول کاموں اور منفی لوگوں میں رہ کر ضایع کیا تو۔ اپنا ٹیکٹ اور اچھا مقصد مثبت لوگوں کے ماحول میں رہ کر اچھے سے حاصل کریں ورنہ آپ ہمیشہ ایئرپورٹ کی گیلری سے ہی جہاز کا سفر کرنے والوں کو حسرت سے دیکھتے، واپسی نان حلیم کھا کر اپنے بیڈ کو وخت ڈالتے اور سوتے میں الٹے سیدھے خواب ہی دیکھتے رہیں گے۔

دل توڑ القابات کا استعمال-- چھوڑ دو نہ یار

دیکھیں جی بات چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو مگر دل توڑنے اور موڈ خراب کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے. یہ ایسے ہی ہے جیسے ٹیکے کی چھوٹی سی سوئی لگواتے وقت چبھن ہوتی ہے. اکثر ہم کسی کو اصل نام کی بجاے اسکی جسمانی حالت جیسے موٹا، کالا، لمبو، کوڈو، بڑے منہ والا، گنجا، وغیرہ معذور کو لنگڑا، ٹنڈا، انّا وغیرہ اور طنز میں طلاقن، جاہل وغیرہ یا پھر کسی کو انکے خاندانی کاموں کے حساب سے جیسے اوے کمی، اوے موچی کے بچے، دھوبی کے بچے، نائی کی اولاد وغیرہ وغیرہ

ایک بات تو بتائیں ذرا آپ جو بڑے پھنے خان یا خود کو شہزادہ/ شہزادی سمجھ کر دوسروں کے اعتماد کو ختم کرنے کی کوشش کرتے، ان سے اچھے طرح سے پیش آنے کے بجاے انکے حوصلے کو نچوڑ کر بار بار شرمندہ کرتے تو یاد رکھیں آپ کا زندگی میں کامیاب ہونا ممکن ہی نہیں جب تک آپ دوسرے کے ٹوٹے دل کو اپنی معافی کی ایلفی سے نہیں جوڑتے

خدا کے لئے چھوڑ دیں ایسے دل توڑ القابات سے نوازنا دوسروں کو، خیال رکھا

کریں عزت نفس کا. آپکو لگتا ہو گا کہ یہ چھوٹی یا معمولی سے بات ہے لیکن یار قسم سے آپکا مذاق سے کہنا بھی دوسرے کو ہمیشہ گولی کی طرح لگتا ہو گا. . یاد رکھو پیارے پڑھنے والو، یہاں جسمانی اور مالی حالات کبھی بھی ایک جیسے نہیں رہتے. موٹا سمارٹ بھی ہو سکتا، کالا گورا بھی اور گنجا تو دنوں میں بالوں والا ہو جاتا آجکل. اسی طرح کسی اور کی طرح آپ بھی ٹنڈے، لنگڑے، اندھے ہو سکتے، اور کسی بھی موچی، نائی یا دھوبی کی اولاد استاد، پروفیسر، ڈاکٹر یا انجنیئر وغیرہ بن سکتی. طلاق یافتہ عورت دوبارہ سے گھر بسا سکتی ہے اور پھر اپنی حالت بہتر کرنے کے بعد ایسے لوگ کہاں یاد رکھیں گے ان تمام کو جنہوں نے بار بار دل دکھایا تھا کبھی

اوپر سے ایسے الٹے ناموں سے پکارنے والے اپنے دفاع میں کہتے کہ ہم تو بس ویسے ہی پیار میں کہتے، بندہ پوچھے یہ کیسا پیار ہے جس میں یہ دوسرے بندے کا اعتماد لہو لہان کر کے رکھ دیں، یہ معصوم لوگ بار بار اپنا دل زخمی کرواکے بھی چہرے پر ایسی مسکراہٹ سجا کر رکھتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں. سلام ہے ایسے ہنس کر شرمندگی چھپانے والوں کی ہمت پر. یقین مانیں ایسی ایسی قابلیت چھپی ہوتی ایسے موٹے، کالے، کمی وغیرہ لوگوں میں کہ سوچ ہے آپکی، صرف کچھ لوگوں کی غلط پکار کی وجہ سے اعتماد کھو کر سامنے نہیں آتے اور پیچھے ہٹنا شروع کرتے ہیں . یہ بیچارے لوگ صرف اکیلے میں رو رو کر اپنے رب

سے فریاد کرتے بس. رب بھی تو پھر ٹوٹے دلوں کی جلدی سنتا اور ایسے بلاوجہ رد کے جانے والے لوگوں کو ایسے بھاگ لگاتا کہ مستقبل میں یہی لوگ پہچانے نہیں جاتے کہ یہی وہی لوگ جو کبھی برے القابات سے نوازے جاتے تھے اور آج اتنی ترقی کر گئے کہ برے ناموں سے بلانے والے انکو اپنا دوست ، پرانا کلاس/کالج فیلو، محلے دار وغیرہ کہنے پر فخر محسوس کرتے. پتا کیا، اللہ بھی پھر نہ صرف ان لوگوں کو عزت دیتا بلکہ ان لوگوں کو بھی مکافات عمل کی سختی میں ڈال دیتا جو پہلے ایسے لوگوں کا دل دکھاتے تھے

اسی پہ ایک واقعہ یاد آیا ایک لڑکا اپنی امی کی ساتھ اپنی ایک ممانی کے گھر گیا. گھر کے دوسرے بچے لان میں کھیل رہے تھے تو یہ لڑکا بھی وہاں چلا گیا اور اسکی امی ممانی کے پاس اندر کمرے میں . تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا اندر آیا اور چپ چاپ اپنی امی کے پاس آ کر بیٹھ گیا. اسکی ماں نے جب باہر بچوں کے کھیلنے کی آواز سنی تو اپنے بچے سے پوچھا تم کیوں واپس آ گئے، تو اس لڑکے نے کہا مجھے سب باہر موٹا موٹا کہ کر بلا رہے ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا. اب آگے اسکی مامی کا حال دیکھیں بجاے بچے کو دلاسا دینے کے ، اپنے بچوں کو یہ سمجھانے کہ نام لے کر بولو بھانجے سے کہتی پھر کیا ہوا موٹے کو موٹا نہیں کہیں گے تو پھر کیا کہیں گے ؟ اب اس بچے کی ماں تو آخر ماں ہے وہ بھی آگے سے اپنے بیٹے کی دل کی حالت کو جان کر کہتی آپا وہ اپنا کوڈو کہاں پہ ہے آج

نظر نہیں آ رہا تب ممانی صاحبہ کی شکل دیکھنے والی تھی کہتی باجی ایسا تو نہ کہیں وہ محسوس کرتا ہے تو آگے سے ممانی کو یہی سننے کو ملا آپا اب نکے سے قد والے کو کوڈو نہیں کہیں گے تو پھر کیا کہیں گے.... سمجھ تو گئی تھی ممانی کہ ایسی باتیں صرف اپنے ہی نہیں دوسرے بچے بھی محسوس کرتے. تبھی انہوں نے ہنس کر بات ٹال دی

چلتے چلتے بتاتا چلوں وہی موٹا لڑکا آج آرمی میں میجر ہے اسکا موٹاپا تو کب کا غائب ہو چکا تبھی وہ آرمی میں بھی ہے لیکن اس کو یہ بچپن کا واقعہ، کزنز کا رویہ اور ممانی کی بات کبھی نہیں بھولتی. اور دوسری طرف وہ کزنز جنہوں نے اپنے فیس بک پہ تصاویر تو کمال کی لگائی ہوئی ہیں جس میں صرف چہرہ ہی نظر آتا لیکن اصلی حالت میں ایسے ہیں کہ کمرے داخل ہوتے وقت ان سے پہلے ان کا پیٹ اندر جاتا ہے اور کپڑے کے آدھے تھان سے شاید صرف انکی قمیض ہی بنتی ہو. اسے کہتے ہیں مکافات عمل، تگڑا اور رگڑا مار کے

اسی طرح وہ لوگ جو ایسی پکار کو سہتے ہیں ان سے بھی گزارش ہے کہ کبھی بھی ایسے لوگوں کے فضول نام دینے سے خود کو احساس کمتری میں محسوس نہ کیا کریں. یہ ایک معاشرتی برائی ہے جس کو اگر آپ روک نہ سکیں تو اگنور تو کر سکتے ہیں نہ. آپ بس رب سے حوصلہ کی دعا کرتے ہوے ہمّت سے برداشت کرتے ہوے آگے بڑھتے

جائیں. اگر کوئی کمی ہے بھی تو مثبت سوچ کے ساتھ اسکو ختم کریں اور خوب محنت سے ترقی کرکے سب کو حیران کر دیں. یاد رہے کہ یہ دنیا صرف انہی کو برے القاب سے نوازتی جو غیر اہم یا عام ہوتے. خود کو خاص بنالیں پھر دیکھنا سب آپ کو موٹے پیٹ، کالے رنگ، دوسری کمیوں کے ہوتے ہوے بھی ہمت نہیں کریں گے الٹے نام سے پکارنے کی. یقین نہیں آتا تو اپنے ارد گرد نظر دہرا کر حوصلہ پکڑیں کہ کتنے اہم اور مشہور لوگ چاہے زندگی کے کسی بھی میدان سے تعلق رکھتے ہوں ان میں موٹا بھی ہے، کالا بھی ہے، لمبا، کوڈو، معذور وغیرہ اور موچی، نائی وغیرہ کی اولاد بھی ہیں آخر میں صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کو اچھے ناموں سے پکارو تو دوستو براہ مہربانی، اونچا مقام اور لوگوں کا دل جیتنے کے لئے دل توڑ القابات کا استعمال چھوڑ دیں اور اپنے بچوں، بھائیوں، دوسرے گھر والوں اور دوستوں کو بھی سمجھائیں. اس لئے آنکھیں کھول کے پڑھ لو سب لوگ، باز آ جاؤ سارے جو ایسا کرتے ہیں، پھر نہ کہنا سمجھایا نہیں تھا کسی نے ایسا

آنکھیں، دل کی کھڑکیاں ہوتی ہیں

اچھا ذرا توجہ ادھر کریں اپنی، اکثر ہم نے نوٹ کیا ہو گا کہ اگر کسی گھر کا، یا کسی کمرے کا دروازہ، کوئی کھڑکی کھلی ہوئی ہو تو لاشعوری طور پر، نہ چاہتے ہوے بھی نگاہ اندر چلی جاتی ہے. اسکی بنیادی وجہ انسان کا تجسس ہے جو ایک فطری عمل ہے. اگر دروازہ، کھڑکی بند ہو گی تو نظر بھی نہیں پڑتی

غور کریں کہ ہمارے جسم کے بھی کئی دروازے ہیں کسی سے ہم ہوا کو اندر جانے دیتے ، کسی سے ہم آواز کو اندر جانے دیتے، کسی سے ہم خوراک اندر لے کر جاتے. اگرچہ دیکھان تو ہمیں سب دروازوں کا رکھنا چاہئے کہ کیا کچھ اندر جاتا ہے لیکن ابھی بات سمجھانے کو صرف ایک کا ذکر، اور وہ ہے آنکھیں. یہ آنکھیں اس لئے بھی اہم ہیں کہ یہ ہمارے دل کی کھڑکیاں ہوتی ہیں. ہم جو دیکھتے اسکا اثر ہمارے دل پر ہوتا ہے . اچھی نظر کا اچھا اور بری نظر کا برا اور اتنا برا کہ دل پر کالا داغ پڑنا شروع ہو جاتا وغیرہ وغیرہ

جو لوگ یہ کہتے کہ صرف دماغ مضبوط ہو یا سوچ اچھی ہونی چاہے بس وہ صرف ایک بات بتا دیں جب آپ دکان پر کوئی چیز خریدنے جاتے ہے اپنی اچھی سوچ کے ساتھ

تو ہم یہ کیوں کہتے " نہیں بھائی وہ والی دیکھیں وہ زیادہ اچھی لگ رہی" یا یہ" کہ بس مجھے یہی پسند ہیں باقی نہیں".. آپکی جب سوچ اچھی تو کچھ بھی لے لیں پسند، نہ پسند کیوں پھر؟؟؟؟....تو جناب اسکی وجہ صرف یہ کہ آپ کے دل نے آپکی آنکھوں کے راستے دیکھ کر فیصلہ کیا آپکی پسند کا، کہ ہم دل کے ہاتھوں ویسے بھی بہت مجبور ہوتے ہیں اسی طرح دوستو، ہم مردوں کی سوچ چاہے جتنی بھی اچھی ہو جائے مگر جب آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو ہمارے دل صاحب فیشن، سٹائل، ادا، چال، ڈھال، خوبصورتی، ہوس وغیرہ کے چکر میں ضرور پڑ جاتے ہیں اور دماغ کو الٹے سیدھے پیغام بھجوا کر اسے بھی اپنے جیسا کر لیتے اور پھر دماغ ہمیں وہ وہ برائی کے طریقے بتاتے کہ بس.. . تبھی ہم مردوں کو پہلے نظر نیچی رکھنے کا کہا گیا ہے اور پھر خواتین کو پردے کا بھی
اور آخر میں اتنا ہی، کہ گھر جتنا زیادہ خوبصورت ہو گا اسکو دیکھنے والی آنکھیں بھی اتنی ہی زیادہ ہوں گی. یہ جو ہم دیواریں کرتے ہیں نا، اسی لئے کرتے کہ گھر کے اندر کا حسن کھل کر باہر نظر نہ آے. اسی طرح خواتین بھی پردے میں ہی محفوظ ہوتی ہیں چاہے باہر جتنے بھی اچھی سوچ کے لوگ گھوم رہیں ہوں تو پھر بھی لا شعوری طور پر، نہ چاہتے ہوے بھی نگاہ چلی جاتی ہے. اسکی

بنیادی وجہ انسان ..... اوپر شروع سے دوبارہ پڑھ لیں اگر سمجھ نہیں ائی تو، بار بار نہیں بتا سکتا میں بھی

شادی کرنے کا مقصد و معیار

دیکھیں جی جب سے ہم نے غیروں کی دیکھا دیکھی شادی جیسے فریضہ کو صرف " مزے لینے " جیسی بات سے جوڑ دیا ہے تو پھر ذہن تو خراب ہوں گے ہی نا. ڈراموں، فلموں، کہانیوں، اشتہارت وغیرہ کے جب موضوعات صرف شادی ہی ہوں، لڑکا، لڑکی کی دوستی ہو، جنسی اور جسمانی تعلقات ہوں تو پھر شادی جیسی پاکیزہ روایت جس کا اصل مقصد اچھی نسل بڑھانا ہے وہ مزے لینے، ہوس پوری کرنے جیسے احساسات میں دب کر ہی رہ جائے گی.

انہی فضول احساسات و جذبات کی وجہ سے آجکل شادی کا نہ ہونا اور طلاق ہو جانا بڑھتا جا رہا ہے کہ ہم شادی کا اصل مقصد بھول کر فیشن، سٹائل، خوبصورتی، ہاٹ نس، نشیلا پن وغیرہ جیسے اوٹ پٹانگ معیاروں پر گھرتے جا رہے. شادی کے بعد بھی جب ہم اپنی نسل کی بہترین تربیت کی بجاے اپنی آنکھوں، دل و دماغ میں ہوس رکھتے ہوے زندگی گزاریں گے تو بھول جائیں کہ آپکے بچے آپ کا نام روشن کریں گے.

سیدھی سی بات ہے کہ جو مزے آپ چاہتے ہیں تو بھائی انکا بھی تو حق ہے نا....

دوستو، یقیناً کوئی انسان فرشتہ نہیں ہوتا، آزمائش کے لئے دور جاہلیت ہر

آدمی پر آتا ہے. لیکن اگر آپ محفوظ رہے تو رب کا شکر اور اگر غلطی ہو جائے تو فورا سچی و پکی توبہ کرنی چاہیے. یاد رہے کہ مضبوط کردار کا بننا ایک مسلسل عمل ہے تو ہمیشہ رب سے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق مانگتے رہیں. غیروں کو تو چھوڑیں، اپنی مسلمانوں کی ہی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جنہوں نے شادی کو اچھی اولاد و نسل، اپنے والدین کی خدمت کی نیّت سے کیا انہی سے با کردار اولاد نے جنم لے کر تاریخ میں اچھے لفظوں میں نام لکھوایا اور جس نے شادی ہوس پوری کرنے اور صرف مزے لینے کی نیّت سے کیا تو ایسے لوگوں کے کام و پہچان آثار قدیمہ ہی بن جاتے ہیں وہ بھی عبرت حاصل کرنے کے لئے.

سمجھ آ گئی ہو میری بات تو خود بھی اپنی سوچ و نیت کو بدلیں اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی سمجھائیں کہ ہمیں صرف گنبد خضری والے کے طریقے اور معیار سے ہی شادی کرنی ہے نہ کہ تاج محل بنانے والے کے حساب سے. جزاک اللہ خیر!

رزق صرف روپے پیسے کا نام نہیں

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ " جناب کیا کریں رب نے بس اتنا ہی رزق ہمارے لئے لکھا ہوا ہے" اور آپ اس بات میں اپنا رزق اپنی تنخواہ، کھانے، پینے، گھر، گاڑی، جائیداد وغیرہ کو کہتے ہیں تو آپ کو اپنی سوچ میں تھوڑی بدلاؤ لانے کی ضرورت ہے. آیئے اور میری اگلی لکھی باتوں کو سمجھ کر پڑھیے گا.

اس بات کو ذہن میں بیٹھالیں کہ رزق صرف روپے پیسہ کا نام نہیں ہے. مال و دولت تو شاید سمندر میں کچھ قطروں کی مانند ہے اس رزق کی تعریف میں. کیوں کہ اگر آپکا دماغ ٹھیک کام کرتا تو اچھی و مثبت سوچ بھی آپکا رزق ہے. اگر آپ کے پاس آنکھیں ہیں تو ان سے دیکھنا بھی رزق ہے. اگر آپکے ہاتھ اور پاؤں ہیں تو اسکو استعمال کرنا بھی رزق ہے، وغیرہ وغیرہ. ذرا غور تو کریں دوستو، کہ آپ کے اپنے وجود میں کتنے اقسام کے رزق موجود ہیں. ہم انکو روزانہ کتنا بے دریغ اور بے پرواہ ہو کر خرچ کرتے پھر بھی اس طرف نظر نہیں کرتے. ذرا ان سے تو پوچھیں جن کا پورا جسم موجود ہے لیکن سوچ کا رزق نہ ہونے کی وجہ سے پاگل کہلاتے ہیں. کتنے لوگ ہیں جو آنکھیں تو رکھتے ہیں لیکن بینائی کا رزق نہ ہونے کی وجہ سے اندھے کہلاتے ہیں. اس طرح کی کئی مثالیں ہیں جو آپ کے ارد

. گرد بکھری ہوئی ہیں

تھوڑا اور سمجھنے کو کہ جب ہم کچھ کھاتے ہیں تو کچھ حصہ جسم میں جا کر ضایع ہو جاتا اور باقی طاقت کا سبب بنتا ٹھیک اسی طرح جب ہم ہاتھوں، آنکھوں، دماغ وغیرہ کو استعمال کرتے تو غلط کاموں والا استعمال ضایع ہو جاتا اور مثبت کاموں والا ہمارے لئے عزت و احترم، نیک نامی اور خوشحالی کی وجہ بنتا ہے.

تو پیارے دوستو، اللہ کا شکر ادا کرتے ہوے تمام نعمتوں (جس میں کچھ کا ذکر اوپر کیا میں نے) کا استعمال اسی مقصد کے لئے کرنا جس کے لئے یہ عطا ہوئی ہیں کیوں کہ ایسا کرنے سے نعمتوں کی عمر اور معیار میں اضافہ ہوتا ہے. میں نے مختصر الفاظ میں جو بتانے کی کوشش کی ہے اگر سمجھ گے تو کیا بات ہے آپکی جناب، اگر نہیں تو میرے لکھے کو دوبارہ پڑھ کر گہرائی میں جا کر رزق کی اقسام پر غور و فکر تو کریں ذرا، قسم سے حیران رہ جاؤ گے اپنے " الرازق " کی عنایات پر.

کامیاب لوگ نخرے نہیں کرتے جناب

کامیاب لوگوں کو بھوک کم نہیں لگتی، بس ان کو "جتنا ہے، جیسا ہے" پر عمل کر کے صبر و ہمت سے آگے بڑھنا آتا ہے. یاد رکھیں، جن لوگوں کے پاس کوئی بڑا مقصد ہوتا ہے وہ لوگ اچھا کھانا پینا، تازہ، گرم اور مختلف قسم، زیادہ وغیرہ وغیرہ کے چکروں میں نہیں پڑتے. انکو بس بھوک کے وقت کھانا چاہیے ہوتا ہے بس. آپ یوں کہہ لیں کہ اچھے دل کے با مقصد لوگ کھانے پینے میں نہ تو نخرہ کرتے ہیں اور نہ ہی نقص نکالتے ہیں.

پتا ہے کیا، جو لوگ کسی مقصد میں لگے ہوے ہوتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکو تینوں وقت نہ کھانا، من چاہا نہ کھانا یا وقت پر نہ کھانے کی قربانی دینی ہی پڑتی ہے. اگرچہ اپنی بھوک کو ہر روز، کئی بار مارنا بھی بہت ہمت والی بات ہے لیکن جو تو واقعی اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ تو ہنس کر بغیر چڑچڑے ہوے اپنی اس قربانی کے عادی ہو جاتے ہیں کہ انکی نگاہ اپنی منزل پر ہوتی. لیکن جو فوری کامیابی والے جوشیلے ہوتے ان سے اپنی بھوک کو قابو میں رکھنا بے حد مشکل ہوتا، ایسے لوگوں کے لئے روٹی بھی اچھی طرح پکی ہوئی اور گرما گرم ہو، سالن بھی مزیدار ہو، ماحول بھی اچھا صاف ستھرا ہو، ہر روز کیا، ہر وقت نیا کھانا ہو، کھانے کے بعد میٹھا بھی لازمی ہو وغیرہ وغیرہ

ورنہ "یہ روٹی کس نے پکائی ہے کنارے ابھی بھی کچے ہیں" "ایسے پکاتے ہیں سالن بیڑا غرق کر دیا گوشت کا" "آج تو ضایع ہی ہوگے پیسے یہاں سے کھانا کھا کر" "یہ چاول کیسے کے پکاے ہیں" وغیرہ وغیرہ کی باتیں میری طرح آپ بھی سنتے ہوں گے اپنے آس پاس.

یاد رکھیں کامیاب ہونا اتنا آسان نہیں ہوتا، اگر ایسا ہوتا تو ہر بندہ خوشحال بھی ہوتا اور سکوں میں بھی ہوتا لیکن یہ رب کا نظام ہے کہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کے لئے بہت کچھ قربان کرنا پڑتا ہے، کبھی بھوک کی صورت میں، کبھی اپنا من مار کر، کبھی اپنوں کی دوری کی صورت اور کبھی اپنی نفس کی پیدا کردہ بہت ساری جائز خواہشات کو مار کر.

اور آخر میں ایک بات تو آپ بھی مانو گے کہ کم کھانا کھانے سے دماغ زیادہ بہتر کام کرتا. سوچ بھی مثبت ہوتی اور منفرد قسم کے آئیڈیاز بھی تبھی آتے. تو دوستو، اگر کوئی اچھا مقصد ہے تو کبھی بھوک کی پروا نہیں کرنا، بنیادی ضرورت کو یاد رکھنا جو بھوک مٹانا ہے چاہے وہ ٹھنڈی روٹی کھانے سے مٹے یا دن میں ایک وقت ہی کھا کر. اور جب آپ کامیاب ہوگے تو پھر جب چاہے، جو مرضی کھا لینا تب تک ذرا "کامیابی کا چسکا رکھو اور نخروں کو بھوکا رکھو" کا ورد کرتے میری یہ باتیں اپنے دوستوں کو بھی بتا دینا حوصلہ بڑھانے.

.کو

گھبرایا نہ کریں، ہمت کیا کریں

پیارے لوگو، اچھی طرح سے یہ بات ذہن میں بیٹھالیں کہ یہ جو مشکلیں، پریشانیاں، دکھ، کچھ کھو دینا وغیرہ وغیرہ ہوتا ہے تو ان سب کا ہونا اور ہر انسان پر ان کا آنا لازمی ہے، امیر، غریب، بڑا، چھوٹا، مرد، عورت کوئی بھی ان سے بچ نہیں سکتا ہے. یہ رب کی طرف سے امتحان کے لئے ہوتا ہے اور سب کے لئے ہوتا ہے تبھی یہ سسٹم رک نہیں سکتا.

دیکھیں دوستو، کچھ بنیادی باتیں ایسی ہوتی ہیں اگر انکو سمجھ کر مان لیا جائے تو ہی بہتر رہتا ہے. تو پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ جیسے ہمیں پتا کہ ہمیں پیاس لگتی ہی لگتی ہے جو بھی ہو یا بھوک مٹانے کے لئے کچھ کھانا ہی پڑتا ہے. تو پھر ہم گھر سے نکل پڑتے ہیں کمانے کو کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے. سمجھیں کہ بھوک پیاس پریشانی ہے اور کمانا آپ کا حل تو آپ سب کسی بھی مشکل یا دکھ کے آنے کی صورت میں فورا حل کی طرف اپنے دماغ کو لگائیں. ایسے موقعوں پر گھبراہٹ سے رونا آ جانا ایک فطری عمل ہے سو تھوڑا سا رو لینا بھی بہتر ہے.

دوسری بنیادی بات ہے پریشانیوں کا ٹائم پیریڈ مطلب جیسے ہم چاہتے کہ خوشی کے دن سالوں میں بدل جائیں اسی طرح پریشانیاں بھی وقت لے کر آتی ہے اور ختم ہوتے بھی تھوڑا وقت لیتی ہیں اس لئے انتظار تو کرنا ہی پڑے گا. چلو اٹھو شاباش، رونا بند جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب دل کی بجاے دماغ کو سوچنے پہ لگاؤ اور حل کی ایک لسٹ بناؤ پھر جو بہترین حل سمجھ میں آے اس پر عمل کرو. اور اگر ضرورت پڑے تو صرف مثبت سوچ اور حوصلہ دینے والوں سے ہی مشورہ کرنا چاہیے.

آخر میں اتنا ہی کہ پکا یقین کر لیں کہ آپکو تمام مشکلات سے صرف رب ہی نکال سکتا ہے. تو حل کی کوشش کرنے سے پہلے، درمیان میں اور آخر میں بھی اللہ کو ایسے پاس رکھنا جیسے آپ آجکل اپنے موبائل کو رکھتے.

دلہن کا اصل جہیز اسکی سیرت و کردار ہوتا ہے

ہمارے معاشرے میں لڑکی کے والدین کے لئے اچھا لڑکا نہ ملنے کے ساتھ ساتھ جو مسلہ زیادہ پایا جانے لگا ہے اور جس کی وجہ سے اکثر لڑکیاں شادی نہیں کر پاتی وہ مسلہ ہے " دینا کیا ہے لڑکی کو ساتھ میں " مطلب کہ " جہیز " کا . ڈھکے چھپے انداز میں جہاں لڑکے والے کہہ بھی دیں کہ " ہمیں صرف آپکی بیٹی چاہیے ، جہیز نہیں " یا پھر یہ کہ " ہمیں نہیں ضرورت جہیز کی، اللہ کا دیا سب کچھ ہے" پھر بھی یہ مسلہ اپنی جگہ پر قائم ہے کیوں کہ کچھ تنگ ذہن اور نام نہاد " غیرت مند" لوگ سوسائٹی میں خود کو اچھا ظاہر کرنے کے لئے چاہے شادی کے موقع پر انکار کر دیتے ہیں لیکن شادی کے بعد اپنا من پسند جہیز نہ لانے پر بہت جھگڑا کرتے، ذہنی اذیت کی وجہ بنتے اور بعض اوقات طلاق تک دینے کی نوبت کو آ جاتے.

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ اگر لڑکے والے باقاعدہ جہیز نہ بھی مانگیں تو پھر بھی لڑکی والے اپنی خوشی سے اپنے وسائل سے بڑھ کر ضرور دیتے ہیں اسکی وجہ مجبوری نہیں ہوتی بلکہ محبت ہوتی ہے . وہ اپنے جن کے ساتھ لڑکی نے اپنی ایک عمر گزاری ہوتی ، خوشی غمی کا ہر لمحہ اپنی ماں ، باپ ، بہنوں ، بھائیوں کے ساتھ گزارا ہوتا تو وہ سب کبھی بھی دلہن کو خالی ہاتھ رخصت نہیں کرتے ہیں.

ویسے بھی لڑکیاں بہت جذباتی اور حساس ہوتی ہیں وہ خود اپنی چاہت سے اصرار کرکے اپنے گھر سے اپنی والدین کی یا خاندان والوں کی چیزیں بہت پیار اور مان سے لے کر آتی ہیں پھر نئے لوگوں ، اور نئے ماحول میں جب اپنے گھر والوں کی یاد آتی تو انہی چیزوں کو دیکھ دیکھ کر اور دوسروں کو بتا بتا کر لڑکیاں اداسی کم کرتیں کہ یہ چیز مجھے فلاں نے دی تھی ، یہ چیز میری امی نے وہاں سے خریدی تھی، وہ چیز میں نے خود اپنی پسند سے خریدی تھی وغیرہ وغیرہ

مجھے بہت اچھا لگتا ہے کہ آجکل کے اکثر نوجوان لڑکے جہیز لینے کے حق میں نہیں ہیں. اور سلام ہے ایسے والدین کو بھی جو لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ نہیں کرتے. ویسے بھی وہ تمام اچھے خاندان والے جو اپنی کمائی و محنت سے اپنی بیوی یا بہو کو رکھ سکتے ہیں وہ ایسے فضول قسم کے مطالبات نہیں کرتے کہ انکو اپنی عزت معاشرے میں آنے والی کی سیرت و کردار سے بڑھانی ہوتی ہے نہ کہ غافل کر دینے چند روزہ زندگی کے سازو سامان سے جسکا ذکر اللہ نے خود "سورہ التکاثر" میں فرمایا ہے.

یقین مانیں پیارے لوگو، لڑکی کا جہیز وہ نہیں ہوتا جو وہ اپنے ساتھ چیزوں کی صورت میں لے کر آتی ہے بلکہ اصل جہیز تو دلہن کی سیرت اور اسکا کردار ہوتا ہے. اگر لڑکی اپنی اچھی عادات سے اپنے شوہر کا اور اپنے سسرال کا خیال

رکھتی ہے تو اصل جہیز تو یہ اچھی عادتیں ہیں جن سے گھر میں سکوں ہوتا. تو میرے پیارے پڑھنے والو اگر میری بات سمجھ آ جائے تو دوسروں کو بھی سمجھا دینا کہ اگر آپ کسی دوسرے کی بیٹی گھر لاتے ہوے انھیں مشکل میں ڈالیں گے تو اپنی بیٹی کی شادی کے وقت بھی ایسے ہی مسائل سہنے کے لئے تیار رہیں کہ پھر ایسا مکافات عمل ہوتا کہ تب دعا، توبہ وغیرہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا کہ رب بھولتا بھی نہیں ہے اور بے انصافی بھی نہیں کرتا.

پہلی پہلی بار محبت کی ہے

پہلی پہلی بار محبت کی ہے، کچھ نہ سمجھ میں آے میں کیا کروں " آج کل کے دور میں آپ جتنا مرضی سمجھالیں یا جتنا دبالیں یہ محبت "ہونے یا کرنے" کا احساس اور خواہش روکنا بہت مشکل جن کی وجوہات میں اپنے ایک پہلے بلاگ میں کر چکا۔ لیکن اگر کوئی اس میں گرفتار ہو گیا ہے تو ہمیں یہ بات سمجھنی ہو گی کہ ہم زبردستی کسی کے جذبات کو رکوا نہیں سکتے جب تک کسی کا دل و دماغ خود نہ بدل جائے۔ زبردستی کرنے سے ہمیشہ نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

اگر کوئی لڑکا، لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو یہ بات یقینی ہونی چاہیے کہ آپکی محبت کا انجام شادی ہی ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو جو بھی ہو آپ نے خود کے جذبات پر قابو پا کر خود کو آگے بڑھنے سے روکنا ہے۔ جو لوگ سچی و اچھی نیت کے ساتھ محبت کرتے تو انکو اپنا کردار بھی مظبوط بنا کر رکھنا چاہیے۔ محبت وہ جو پاک، مثبت اور سوبر ہو جس میں شادی سے پہلے جنسی و جسمانی تعلق کی نہ تو خواہش ہو نہ سوچ ہو اور نہ ہی ایسے کسی موضوع پر باتیں۔

یاد رکھنا ہے کہ شادی میں والدین کی رضا مندی بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کسی سے ایسا جذبہ رکھتے تو اپنے گھر والوں کو آگاہ ضرور کریں۔ چپکے اور چھپ کے محبت کرنا آپکو اکثر غلط راستے پر لے جاتا ہے۔ والدین کو بھی آج کے ماحول کے حساب سے سمجھنا ہو گا کہ اپنی اولاد کی شادی کرنے میں دیر نہ کریں اور انکی پسند پر بھی توجہ دیں۔ اگر آپ اپنی اولاد سے دوست بن کر انکو سمجھیں گے اور بات کریں گے تو آپکی اولاد کا کردار مظبوط و پاکیزہ ہو گا اور وہ ایسی صورت اپنی پسند کو شادی جیسے پاکیزہ رشتے میں ڈھال کر آپ کو سکوں میں رکھے گی۔

میری آج کی باتیں انکے لئے تھی جو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر محبت کر بیٹھتے لیکن نا سمجھ ہوتے۔ میرا بتانے کا مقصد ویسا ہی تھا جو کسی بیماری کی صورت میں علاج کروانے اور ٹھیک ہونے کا ہوتا۔ ہمیں ایسے جذبوں کو مثبت حل کی طرف جانا ہے نہ کہ آنکھیں بند کر لینا ہے کیوں کہ یہ محبت کا رواج آج کے ماحول میں بہت عام پایا جانے لگا ہے۔

علامہ اقبال کی یاد، صرف چھٹی کے ساتھ ؟؟

کچھ دن پہلے جناب علامہ محمّد اقبال صاحب کا یوم پیدائش منایا گیا. اس دن چھٹی نہ کرنا حکومت کا کام ہے مجھے اس پر بات نہیں کرنی ہے. مجھے تو اس بات سے غرض ہے کہ میں نے خود اس دن علامہ صاحب کی زندگی سے کیا سیکھا ہے. چھٹی ہوتی بھی تو آٹھ گھنٹے کی ہونی تھی بس، لیکن باقی کے دن کا وقت تو ہمارے پاس تھا نا. سچ سچ بتایئے گا کہ کتنے لوگوں نے اس دن علامہ صاحب کی زندگی کا، انکی شاعری کا اور انکی پاکستان بننے میں خدمات کا مطالعہ کیا ہے؟

ہمیں یہ بات آخر کب سمجھ آے گی کہ اگر ہمیں کوئی بدل سکتا ہے یا اچھا بنا سکتا ہے تو وہ سب سے پہلے ہم خود ہیں. ہمیں کسی اچھے لوگوں کے بارے میں جاننے یا انکی زندگی سے کچھ سیکھنے کے لئے چھٹیوں کا انتظار نہیں کرنا چاہیے. کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ہم کاہل ہوتے جا رہے ہیں؟ ہمارا سیکھنا، آگے بڑھنا رکتا جا رہا ہے؟ جیسا مثبت خواب اقبال صاحب نے دیکھا جس نے دنیا کے نقشے کو بدل دیا کیا آپ کے پاس کوئی ایسا خواب ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ جب یادگاری دنوں میں چھٹی کا اس لئے انتظار ہو کہ رات دیر سے سو کر صبح دیر سے جاگ کر خوب نیند پوری کریں گے تو اقبال صاحب کی امید ہمارے شاہین نوجوان

.آسمان کی جگہ بستر پر ہی محو پرواز نظر آئیں گے نا

اور آخر میں گزارش ہے کہ آپ کبھی بھی اخبار سے ، انٹرنیٹ سے یا کتاب سے علامہ صاحب کے متعلق پڑھیں تاکہ آپکو حوصلہ ملے اور سمجھ آے کہ

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں

کرگس کا جہاں اور ہے، شاہین کا جہاں اور

ڈرنا منع ہے

بعض دفعہ ہم با صلاحیت ہوتے ہوئے بھی آگے بڑھنے سے اور اپنا پہلا قدم اٹھانے سے ہی گھبراتے ہیں. جسکی بنیادی وجہ ہوتی ہے "ڈر" جو پہلے صرف سوچوں کی صورت میں آتا ہے اور اس احساس کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں. مثلا ہم جب اپنا مقابلہ کسی اور سے کرتے تو تب ڈر جاتے ہیں کہ وہ تو ہم سے آگے ہے اور ہم بہت پیچھے یا ہم لوگوں کی باتوں سے کہ جب وہ ہمیں حوصلہ دینے کی بجاے مختلف لوگوں کی ناکامی کی باتیں سنا کر اور ڈرائیں گے. وغیرہ وغیرہ،

پیارے پڑھنے والو، دل میں ڈر جانا، گھبرانا، منفی سوچوں کا آنا، نئے کام کو شروع کرتے ہوے ہچکچانا وغیرہ یہ سب احساسات قدرتی ہیں ہم ان کو سوچنا یا محسوس کرنا روک نہیں سکتے لیکن قابو ضرور کر سکتے ہیں اور کامیاب ہونے کے لئے قابو کرنا بے حد ضروری بھی ہے. اس کا سادہ سا حل یہی ہے جناب کہ جو ہم کڑوی دوائی کھاتے وقت، مجبوری میں ٹھنڈے پانی سے نہاتے وقت، تیاری نہ ہونے کے باوجود کمرہ امتحان میں جاتے وقت یا پھر فیل ہونے کی خبر گھر والوں کو سناتے وقت کرتے اور وہ ہے " دیکھا جائے گا کہہ کر قدم بڑھا دینا " مطلب ہمت کرکے حالات سے خود ٹکرا جانا اور فیس کرنا کہ اس کے سوا کوئی چارہ بھی

.نہیں

بس یاد رکھنا کہ کچھ کرنے سے پہلے اپنے وسائل، صلاحیتوں اور سوچ سے منصوبہ بنا لینا اور پھر رب سے سچے دل سے دعا کرکے کہ " یا اللہ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے باقی تم دیکھ لینا" نکل پڑنا. یقین کریں پھر بھی دل ڈرے گا، سانسیں اوپر نیچے ہوں گی، بہت منفی سوچیں آئیں گی، واپس مڑ جانے کو دل بھی کرے گا لیکن اگر اس لمحے آپ نے خود کو سنبھال کر پہلا قدم اٹھا لیا تو پھر دیکھنا کیسے سارا ڈر آہستہ آہستہ ختم ہوتا جائے گا اور ایسا احساس ہو گا جیسے ہم کسی کی اداسی میں آنسو بہا رہے ہوں اور وہ اچانک سامنے آ جائے پھر آنسوں کو ہاتھ سے پونچھتے، تھوڑا مسکراتے اور بے یقینی کی .حالت میں بار بار تکتے ہوے ہوتا

اچھا اب اگر بات سمجھ آ گئی ہو تو دوسروں کو بھی سمجھا دینا کہ آپ سب دنیا میں انسانوں کی عزت بھی کرنا اور احترم بھی لیکن ڈرنا بلکل نہیں کسی سے. ڈر صرف اللہ .سے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ پھر کسی سے نہیں ڈرتا

امیدیں کیوں ٹوٹتی ہیں؟

میرا کیا قصور، تم نے کیوں سوچا تھا کہ ایسا ہی ہو گا؟ یہ وہ جواب ہے جو آپ کو اکثر سننے کو ملتا ہے جب آپ نے کسی کو کوئی کام کہا ہو اور جب کچھ وقت بعد پتا چلے کہ کام یو ہوا نہیں اور پھر آپ کی جو حالت ہو وہ آپ کو پتا ہی ہے.

ہوتا یہ ہے کہ ہم کسی کو صرف کام کا نہیں کہتے بلکہ ساتھ میں ہو جانے ہی امید بھی نتھی کر آتے جو اصل وجہ ہے مسلے کی. کام ہو جانے کی اچھی امید لگانا ایک فطری عمل ہے اور امید ٹوٹ جانے میں غصّہ یا رونا آنا بھی فطری بات ہے. تو پھر قصور کس کا نہ آپ کا، اس اسکا جس کو کام کہاں، قصور صرف ہے امید کا.

تو دوستو سادہ سا حل ہے یہ ہے کہ کسی بندے کو بھی کام کہنے کے بعد اپنی امید ایک چھوٹی سی دعا کے ساتھ نتھی کر کے رب کو بھیجا کریں صرف، پھر دیکھیے گا کام کیسے ہوتا اور اگر پھر بھی نہ ہوا تو اپنی یقین والی الماری سے ایک بھروسہ اٹھایے گا جس پے لکھا ہو کہ اس کام کے ابھی نہ ہونے میں کوئی

رب کی مصلحت ہے. نہ تو پھر آپ چڑچڑے ہو کر شکل بگاڑیں گے نہ ہی غصے سے رنگ برنگ ہوگے. تبھی تو جناب علامہ محمد اقبال صاحب نے بھی فرمایا کہ " پوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ "

سمجھ آ گئی ہو تو ذرا چھوٹے ، بڑے سب دوستوں کو بھی بتا دینا اور کہنا کہ پرامید شخص پریشانی میں بھی کامیاب ہونے کا موقع نکل لیتا ہے کہ تب اللہ بھی ایسے ہی لوگوں کی مدد جلدی کرتا ہے جو مایوس نہیں ہوتے ہیں. اس لئے صرف اور صرف اپنے رب پہ امید رکھنا کیوں کہ

مالی دا کم پانی دینا، پر پر مشکاں پاوے
خالق دا کم پھل پھول لانا، او لاوے نہ لاوے

لڑکیاں شرم و حیا والی ہی ہوتی ہیں

لڑکوں میں یہ محاورہ بہت مشہور ہے کہ " کڑی ہسی ، تے سمجھو پھسی " مطلب جو انجان لڑکی آپ کو دیکھ کر یا بات کرتے ہوئے ہنس پڑتی ہے تو یہ اشارہ ہے کہ جلد یا بدیر اسکا آپ کے ساتھ تعلق جڑ سکتا ہے۔ اگرچہ بذات خود میں اس سے اتفاق نہیں کرتا لیکن آجکل کے آزادانہ ہوتے ماحول کو دیکھ کر یہ بات کچھ حد تک ٹھیک بھی لگتی ہے یا نہیں اس میں آپ کی راے بھی چاہوں گا۔

جس طرح آجکل لڑکیاں مخلوط ماحول میں پڑھتی بھی ہیں ، نوکری بھی کرتی ہیں یا اپنا آزادانہ طور پر کوئی کام کرتی ہیں تو انکا واسطہ مختلف قسم کے اچھے ، برے مردوں واسطہ پڑنا ہی ہوتا ہے۔ یاد رکھیں لڑکیاں جتنی بھی بولڈ یا ماڈرن کیوں نہ ہو اندر سے شرم و حیا والی ہی ہوتی ہیں۔ خواتین کو بہت جگہوں پر نوکری کی اور کمانے کی مجبوری میں جھوٹی مسکراہٹ سجا کر ملنا پڑتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہر گز یہ نہیں کہ کوئی نرس ، ریسپشنسٹ ، بس ہوسٹسس ، ایئر ہوسٹسس ، سیلز گرل وغیرہ اگر مسکرا کر اپنی ڈیوٹی دیتی تو وہ جلدی پھنس سکتی ہیں یا انکا کردار اچھا نہیں۔

وہ تمام خواتین قابل احترام ہیں جو کسی مجبوری میں گھر سے باہر نکل کر کام کرتی اللہ ایسی تمام خواتین کو اپنی پناہ میں رکھے اور انکی عزت کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

اور آخر میں اتنا ہی کہ آپ خواتین بھی باہر کام کرتے بلاوجہ ہر کسی کے ساتھ مسکرا کر اور دل نشین لہجے میں بات نہ کریں اور اپنے رب کی اس بات کو پلے باندھ لیں جو اس نے سورہ احزاب میں اپنے نبی کی بیویوں کو ہدایت کرتے کہا جس کا مفہوم ہے کہ ہر کسی خاص کر نہ محرم کے ساتھ بے تکلفی سی پیش نہ آو اور اپنے لہجے کو خشک رکھو تا کہ کوئی تمہاری نسوانہ آواز سے کوئی متاثر نہ ہو اور اس کے دل میں کوئی لالچ آے۔ اب ہماری تمام خواتین خود ہی غور کر لیں اس آیت پر۔ میرے پاس تو فی الحال اور کوئی مختصر و سادہ الفاظ نہیں بتانے کو۔ جزاک اللہ خیر۔

کرایہ دار اور آخرت کا گھر

" یہ دنیا ایک عارضی قیام گاہ ہے" یقین مانیں یہ بات وہ لوگ بہتر سمجھ سکتے ہیں جو کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں اور بدلتے حالات یا مالک مکان کے کہنے پر اپنا ٹھکانا بدلتے رہتے ہیں. بچپن فلیٹ میں ، جوانی نیچے والے پورشن، شادی اوپر والے پورشن، اولاد کونے والے گھر، بچوں کی شادی فلاں محلے وغیرہ وغیرہ بس ایسی ہی بکھری یادیں ہوتی ساتھ میں. ہر گھر کو ارمان کے ساتھ سجانا اور انسیت پیدا ہونے کے بعد چھوڑ کر دوسرے گھر چلے جانا اور پھر نیے سرے سے سجانا، انسیت، جذبات وغیرہ.... واقعی مشکل ہوتا ہے یار.

آجکل تو اپنا مکان بنانے کا خواب ایسا مقصد حیات بنتا جا رہا جس میں لوگ اپنی جوانی سے شروع ہوتے اور بڑھاپے تک مکان بنا کر پھر اپنے بچوں کو دے دلا کر اپنے ابدی گھر چلے جاتے. خود اپنے مکان میں رہنے کا شوق جب ہوتا ہے تب مکان نہیں ہوتا اور جب مکان مل جاتا ہے تو پھر یا تو شوق ہی ختم ہو چکا ہوتا ہے یا زندگی کا وقت. اوپر سے قیمت اتنی زیادہ کہ جب بندہ ہزاروں کماتا تو مکان لاکھوں میں ملتا اور جب بندہ لاکھوں میں کمانا شروع تو مکان کروڑوں تک بھاگ جاتا.

دوستو، اچھی بات یہ ہے کہ اگر تو آپ کرایہ دے کر بھی رہ رہے تو بھی شکر کریں، شکوہ نہیں کہ کتنے لوگ ہیں جو کرایہ بھی دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے. ویسے بھی مقصد زندگی گزارنا ہے، اپنے مکان میں گزرے یا کرایہ کے مکان میں. اور جو چیز آپکے ساتھ ہمیشہ نہیں رہ سکتی تو اسکو مقصد حیات بنا کر اپنی پوری زندگی اسکے پیچھے لگا دینا اچھی بات نہیں.

سمجھ آ جائے تو اپنے کرایہ کے گھر میں بھی حلال کمائی کے ساتھ ہنسی خوشی رہیں اور انکو دیکھ کر دل چھوٹا نہ کریں جو سود و حرام کی کمائی سے عارضی دنیا میں گھر بنا کر خود کو جنّت کے ہمیشہ رہنے والے اور باغوں والے گھر" سے محروم کر رہے جس کے ہر" دروازے پر فرشتے استقبال کو آئیں گے اور کہیں گے " تم پر سلامتی ہو، تم نے جس طرح دنیا میں صبر سے کام لیا اس کی بدولت تم آج اس کے مستحق ہوے ہو، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر" (سورہ الرعد- القرآن)

کامیابی کے لئے منصوبہ بنانا، ضروری ہوتا ہے

کسی بھی کام کو شروع کرنے کے لئے اچھے "منصوبہ" کا ہونا بہت ضروری ہے کہ آپ کن طریقوں اور کیسے اپنے وسائل کو استعمال کرکے بہترین نتائج حاصل کر سکتے ہیں. ہم میں سے اکثر اس بات پر توجہ نہیں دیتے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اور مختلف تجربات زندگی ہمیں اس کی اہمیت سیکھا دیتے ہیں. لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ کوئی بھی اچھا منصوبہ بنانا اور اس پر اس پر عمل نہ کرنا وقت کو ضایع کرنے کے مترادف ہے.

جو لوگ مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں کام کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیسے ہر کام کے آغاز پر پلان بنایا جاتا ہے پھر ایک ٹائم فریم میں رہتے ہوے اسکو تکمیل کیا جاتا ہے. ان اداروں کے علاوہ ہر گھر یا خاندان ایک کمپنی کی طرح ہی ہوتے ہیں جس میں مختلف لوگ اپنا اپنا کام کرکے گھر کے انتظامات چلا رہے ہوتے ہیں. تو جس طرح ہم اپنے کاروبار یا نوکری والی جگہ پر منصوبہ بنا کر کام کرتے ہیں اسی طرح اپنے گھر کے مختلف کام بھی سوچ و بچار اور ایک پلان بنا کر ہی کرنے چاہیے.

اب منصوبہ بنانے کے بعد یاد رکھنے والی بات ہے وقت پر عمل کرنا. آپ جو بھی

کام کی ترتیب بنایں اس میں ٹائم لمٹ ضرور ہونی چاہیئے کہ یہ کام ، فلاں کام اتنے وقت میں ختم کرنا پھر اس کے بعد وہ والا کام شروع کرنا وغیرہ وغیرہ، رب نے بھی اپنی اس کائنات میں ہر چیز کو ایک وقت کے اندر رکھا ہے سورج ، چاند ، موسم ، درخت، پھل ، پھول، فصلیں وغیرہ سب ایک مقررہ وقت میں ہی کام کرتے .

آخر میں اتنا ہی کہ رب کو ہر معاملے میں اپنے پاس ضرور رکھنا ہے. اسکی توفیق اور مدد کے بغیر آپکے سب منصوبے بیکار جاتے ہیں. اس لئے آپ نے پڑھائی کرنی ہے ، نوکری میں ترقی کرنی ہے ، کاروبار بڑھانا ہے . کوئی نیا کام شروع کرنا ہے تو اللہ کا نام لے کر منصوبہ بنائیں اور قدم اٹھائیں کہ میرا رب خود بھی بہترین منتظم ہے اور اس سے بہتر تدبیر کرنے والا کوئی نہیں ہے .

تعریف: حوصلہ دینے کا خوبصورت انداز

جو میری آج کی بات ہے وہ یہ ہے کہ لوگ جس طرح دکھ بانٹتے ہیں، تسلیاں دیتے ہیں، گلے لگا کر حوصلہ دیتے ہیں ویسا کسی کی خوشی میں دل سے شریک ہو کر نہیں کیوں نہیں کرتے؟ دوسروں کو دیکھ کر اکثر لوگ حسد محسوس کرتے ہیں اور اندر ہی اندر کڑھتے رہتے ہیں. یہ بہت تلخ حقیقت ہے کہ اس دنیا میں لوگ دکھی آدمی کے کندھے پر ہاتھ تو ثواب کی خاطر رکھ دیتا ہے لیکن کسی کی خوشی میں اوپر اوپر سے " اچھا چلو مبارک ہو " کہہ کر فرض پورا کر لیتے ہیں.

پتا ہے کیا، بعض اوقات حسد کا محسوس ہونا فطری ہوتا ہے. اس صورت میں آپکو بدلنا پڑتا ہے آہستہ آہستہ. کسی کی خوشی چاہیے آپکو پسند نہ آے لیکن آپ نے اپنے الفاظ سے اس کا اظہار نہیں کرنا. خود پر قابو پا کر تعریف کر دینی ہے. شروع شروع میں ایسا کرنا مشکل لگے گا لیکن پھر دھیرے دھیرے آپکو مکمل قابو کرنا آ جائے گا اور آپ پھر دل سے تعریف کرنے کے عادی ہو جائیں گے. آپ محسوس کریں گے کہ لوگوں پے کتنا اچھا اثر پڑتا ہے دل سے کی گئی تعریف کا اور آپ کو بھی لوگ اس عادت کی وجہ سے پسند کرنے لگیں گے.

یقین مانیں دوستو کہ، جس طرح لوگ دکھوں میں سہارا چاہتے ہیں ایسے ہی خوشی کے موقع پر بھی کوئی ایسا چاہتے ہیں جن سے وہ اپنی خوشی بیان کرکے خوشی کو دوبالا کر سکیں سمجھ آ گئی ہو میری بات تو چلو شاباش سوچو اگر آپکا کوئی جاننے والا ایسا ہے جس نے کچھ اچھا کیا ہو تو اس سے ملو یا فون کرو اور سچے دل سے تعریف کرکے اسکا حوصلہ بڑھاؤ کیوں کہ تعریف حوصلہ دینے کا ایک خوبصورت انداز ہے..

شکر ہے کہ مجھے یہ زندگی ملی ہے

زندگی بہت بہت بہت خوبصورت تحفہ ہے رب کا، خدارا اپنی پریشانیوں، دکھوں، غموں وغیرہ میں اس نعمت کو کوسامت کریں. مر جانے کی خواہش کرنے کی بجاے ہمت سے برداشت کریں کہ سب دکھ و غم کچھ عرصہ میں ختم ہو ہی جانے ہوتے ہیں لیکن اگر آپ مرگے تو آپ کے پاس دوبارہ اس دنیا میں آنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے.

تصور کریں کہ آپ کچھ بھی نہیں تھے، کہیں بھی نہیں تھے. رب کی بنائی یہ دنیا بنی ہوئی تھی پھر رب نے چاہا کہ آپ کو بھی پیدا کرکے اپنی تخلیق سے متعارف کروائے اور پھر آپ نے خود کو اس کائنات میں پایا جس میں خوبصورت رشتے، دلفریب مناظر، بارش، سہانے موسم، زبردست سمندر، پہاڑ، اور پتا نہیں کیا کیا...

یقین مانیں ہماری کیا اوقات ہے یہ تو اسکی مہربانی کہ اس نے ہمیں اتنی اہمیت دی کہ ہمیں اس دنیاکے لئے پیدا کیا جسکو رب نے خود بنایا اور خود ہی انتظام سنبھالے ہوے ہے. اور ہم ہیں کہ گھبرا کر مرنے کی، رب اٹھالے ہمیں

!وغیرہ جیسی باتیں کرتے ہیں. بہت بری بات ہے یہ

دوستو، جتنی بھی پریشانی ہو وقت تو گزر ہی جانا ہوتا ہے آپ اسے رو رو کر گزر دیں یا مسکراتے ہوے ہمت کے ساتھ. کتنی حیرت کی بات ہے کہ ہم کتنی مشکل اور پیسا لگا کر مری، کاغان، ناران جیسے خوبصورت مقامات پر جاتے تو ایسے خوش ہوتے کہ واپس آنے کو جی نہ کرے اور رب نے ہمیں اپنی خوبصورت دنیا دکھانے کے لئے مفت بھیج دیا .اسکی کوئی قدر ہی نہیں

بات سمجھ آ جائے تو مسکرا کر شکر کریں اپنے رب کا اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی بتا دیں کہ ہر لمحہ میں بھرپور جیا کریں ورنہ قسم سے بہت پچھتائیں گے جب لمحہ تو ہو گا .لیکن آپ نہیں ہوں گے

نہ کام نہ کاج--- فیس بک پر دوستیوں کا رواج

یار آپ سب لوگ کب سدھریں گے، کب آے گی آپکو عقل؟ تب.. جب آپ کسی کے ہاتھوں غلط شکار ہو جائیں گے ؟ میرے مخاطب وہ سب لوگ ہیں جو فیس بک کو صرف اور صرف دوستیاں کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں. شکر کریں آپ سب کہ آجکل فیس بک جیسی اچھی سوشل سائٹس ہیں جنکی وجہ سے آپ بہت کچھ اچھا سیکھ سکتے، ان کو استعمال کرکے اپنی پڑھائی، اپنی نوکری یا اپنے کاروبار کو بہتر کر سکتے... لیکن نہیں....ایسے ترسے ہوے لوگ ہیں جو اپنی عمر کا بہترین وقت منفی کاموں میں ضایع کر دیتے پھر پچھتاوا کا بوجھ لے کر باقی کی عمر توبہ کرتے گزر دیتے بس.

قسم سے ہمارا ملک بھرا پڑا ہے نوجوانوں سے جن میں سے ہر ایک اپنے گھر سے لے کر اپنے ملک تک کی قسمت بدل سکتا ہے لیکن اکثر نوجوان فضول کاموں میں وقت لگا کر کے اپنی عمر بھی گنواتے اور پاکستان پر بھی ناکامی کا بوجھ بڑھا دیتے. کوئی ترتیب ہی نہیں سوچ میں کچھ مقصد ہی نہیں کرنا کیا ہے. جب پڑھنے کی عمر تب نوکری کا سوچتے، جب نوکری کی عمر تب شادی کا سوچتے، شادی کی عمر تو بری دوستیوں میں پر جاتے. وغیرہ وغیرہ

خدارا چھوڑ دیں فیس بک پر صرف دوستیاں کرنا، کوئی پسند ہے تو گھر والوں کے توسط سے سیدھا شادی کی طرف جاؤ، ایک دوسرے کو دھوکے میں اور شادی کے لاروں میں لگا کر صرف مزے نہ لو. اور یہ کیسی فضول دوستی ہے جس میں صرف نام اور ڈی پی دیکھ کر آپ کے اندر بار بار ہر کسی کے لئے پیار جاگ جائے؟

آپ نوجوان فیس بک پر کوئی اچھا گروپ کوئی اچھا پیج بھی لائک کر سکتے جس سے آپ کچھ اچھا سیکھ سکیں. اپنی پڑھائی، نوکری یا کاروبار میں مدد لے سکیں. اپنے رشتے داروں اور آس پاس کے اچھے دوستوں سے رابطے میں رہ سکتے، اپنے بزنس کی مارکیٹنگ کر سکتے جیسے سینکڑوں اچھے استعمال ہیں اس فیس بک کے.

بات سمجھ آ جائے تو خود کو بدلو نا یار، سوبر سے ذرا منفرد سے نوجوان بنو، اچھا استعمال کرو فیس بک کا، اچھی کامیابی والی، مظبوط کردار والی اور صاف ستھری زندگی گزارو. کتنی کی دوستیاں کروگے؟؟ باز آ جاؤ.. برے وقت کا کوئی پتا نہیں کہ کب شیطان بری طرح حاوی ہو جائے اور خدانخواستہ پچھلے دنوں پنڈی میں ہونے والے افسوس ناک واقعہ کی طرح فیس بک پر دوستی کی وجہ سے زیادتی کروا کے قتل ہونے والی " لڑکی " آپ ہوں اور ایسے دھوکہ دے کر جنسی زیادتی کرکے قتل کرکے جیل جانے والی " لڑکے " آپ ہوں یا ایسے کسی لڑکے کے ہمنوا "دوست" .....!

خوشحالی اور عملی کوشش کا رشتہ

اس دنیا میں ہر مادی چیز کی ایک قیمت ہے تو اگر آپ خرید کر لیتے تو امیر اور مانگ کر لیتے تو فقیر کہلاتے. آپ اگر کوئی چیز ہمیشہ اپنے زور بازو سے لیتے ہیں تو جہاں تک خرید سکتے ہیں لیکن اگر فقیر ہیں تو آپ کی رسائی صرف بنیادی ضروریات تک ہی محدود ہوتی ہے. مانگنے والے کو سب روٹی، کپڑا، کچھ پیسے یا دوسری معمولی چیزیں ہی دے سکتے. کبھی سنا یا دیکھا آپ نے کہ کسی فقیر کو کسی نے گھر، پلاٹ، دکان،، زیور، بائیک، گاڑی یا کوئی اور قیمتی چیز بخشیش میں دی ہو؟

یقین مانیں یہ رب کا نظام ہے کہ جو اپنی خود کی محنت سے کماتا ہے اسکے لئے پوری کائنات ہے تسخیر کرنے کو اور جو مانگنے والا ہے وہ دنیا کے کسی بھی جگہ پر ہو وہ اپنی معمولی دنیاوی خواہشات کی پوٹلی دوسروں کے آگے کھولے بیٹھا ہوتا ہے اور کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتا. ہم بھی کیا لوگ ہیں ویسے کہ نماز روزے جیسے آسان ارکان تو خود ادا کر لیتے لیکن حج و عمرہ ادا کرنے کو صرف اللہ کے بلاوے پہ چھوڑ دیتے یا زکوۃ دینے کی بجاے لینے والی حالت کے آس پاس رہتے لیکن خود کو بہتر بنانے کی کوشش نہیں کرتے.

دوستو، حرف آخر یہ ہے کہ اپنی جائز خواہشات کو پورا کرنے کے لئے حلال روزی اور محنت کرکے کمانے والے بن جائیں تو رب دنیا کی ہر چیز آپکے قدموں میں رکھے گا ورنہ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ بہت سے نکمّے ، فارغ ، محنت سے جی چرانے والے اکثر یہ کہتے ملیں گے کہ " بس جی نصیب میں اتنا ہی رزق لکھا ہے " اور پھر اپنی عزت نفس کو روندتے کسی سے اللہ واسطے یا بار بار ادھار مانگتے نظر آئیں گے.

سمجھ آ گئی ہو میری بات تو آس پاس کے لوگوں کو بھی بتا دیں کہ خوشحال ہونے کے لئے کوشش کرنا بری بات نہیں ہے. آپکے پاس خود ہوگا تو دوسرے کو دینے والے بنیں گے نا. اور ویسے بھی رب نے " دنیا و آخرت " دونوں کی کمائی میں کمی و زیادتی کو عملی کوشش کے ساتھ نتھی کیا ہوا ہے نہ کہ صرف دعاؤں کے ساتھ.

اچھے اور سچے لوگ ڈرا نہیں کرتے

دنیا میں بہت سا وقت ہم ڈرتے ہوے گزار دیتے ہیں. ہر کوئی کسی نہ کسی سے خوفزدہ ہوتا ہے. ضروری نہیں یہ ڈر کسی کے مار دینے کا ہی ہو بلکہ ہم کسی کے غصے سے ڈرتے، کسی کے برے اخلاق سے ، کسی کے ظلم سے وغیرہ وغیرہ مثلا بچہ اسکول میں استاد سے ڈرتا، استاد گھر میں اپنے باپ سے ڈرتا، وہ باپ اپنے دفتر میں باس سے ڈرتا، وہ باس اپنے مالک سے ڈرتا، مالک کاروبار کے لئے متعین قوانین سے ڈر رہا ہوتا وغیرہ وغیرہ مطلب ایک مکمل زنجیر بن جاتی جس میں سب ایک دوسرے سے ڈر رہے ہوتے چاہئے دل میں ہی کیوں نہ.

اگر تو ڈر برے اور غیر قانونی کام کا ہو تو اچھا ہے پھر بھی، لیکن اپنے جائز اور اچھے کام کے لئے ڈرتے رہنا برا ہوتا ہے. اور خاص مسلہ تب پڑتا جب ہم جائز اور اچھے کام کے لئے ایسا راستہ اختیار کر لیتے جو غلط ہونے کی وجہ سے ہمارے اندر خوف پیدا کر دیتا ہے. مثلا آپ کا دل نہیں کام کرنے کو اور گھر پر سونا چاہتے ہیں یا کوئی ذاتی کام ہے تو ہم ادارے کو بیماری کا بہانہ بنا کر درخواست دیتے پھر اگلے دن فضول میں بیماروں والوں شکل بنا کر جاتے کہ لوگ واقعی بیمار سمجھیں کہ دل میں پکڑے جانے کا ڈر ہوتا. یہ تو سمجھانے

کو چھوٹی سے عام سی مثال دی میں نے. آپ خود پر غور کریں کہ ایسے کتنے قسم کے ڈر پال رکھے ہم نے خود سے ہی اور اکثر جھوٹ بولنا ہی ہمارے ڈر کی بنیادی وجہ ہوتی ہے. یاد رکھیں دوستو، کہ روزمرّہ زندگی میں ڈر جانا ایک فطری عمل ہے، بس آپ نے خود کا بچاؤ کرنا ہوتا ہے. اگر آپ ٹھیک اور کام جائز ہے تو پھر ڈرنا نہیں چاہیے آپکو چاہے کوئی بھی سامنے ہو سچ بولنا ہر حال میں اور ویسے بھی دل میں کسی بات کا پہلے سے ہی ڈر بیٹھا لینا بھی ٹھیک نہیں ہوتا ہے.

بات سمجھ آ گئی ہو تو آس پاس کے لوگوں کو یہ بھی بتا دیں کہ جو بندہ رب کے بتاے احکامات پر عمل نہ کرے اور صرف باتوں باتوں میں کہے کہ " رب کا بہت ڈر ہے" تو ایسے لوگ پھر سب سے ڈرتے ہیں اور رب بھی انکو ڈر کے دائرے میں گھمایے ہی رکھتا ہے جب تک بندہ اسکی کہی ہر بات کو عملی طور پر کرنے کی کوشش نہ کرے.

کامیابی کے لئے منصوبہ بنانا، ضروری ہوتا ہے

کسی بھی کام کو شروع کرنے کے لئے اچھے "منصوبہ" کا ہونا بہت ضروری ہے کہ آپ کن طریقوں اور کیسے اپنے وسائل کو استعمال کرکے بہترین نتائج حاصل کر سکتے ہیں. ہم میں سے اکثر اس بات پر توجہ نہیں دیتے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اور مختلف تجربات زندگی ہمیں اس کی اہمیت سیکھا دیتے ہیں. لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ کوئی بھی اچھا منصوبہ بنانا اور اس پر اس پر عمل نہ کرنا وقت کو ضایع کرنے کے مترادف ہے.

جو لوگ مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں کام کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیسے ہر کام کے آغاز پر پلان بنایا جاتا ہے پھر ایک ٹائم فریم میں رہتے ہوے اسکو تکمیل کیا جاتا ہے. ان اداروں کے علاوہ ہر گھر یا خاندان ایک کمپنی کی طرح ہی ہوتے ہیں جس میں مختلف لوگ اپنا اپنا کام کرکے گھر کے انتظامات چلا رہے ہوتے ہیں. تو جس طرح ہم اپنے کاروبار یا نوکری والی جگہ پر منصوبہ بنا کر کام کرتے ہیں اسی طرح اپنے گھر کے مختلف کام بھی سوچ و بچار اور ایک پلان بنا کر ہی کرنے چاہیے.

اب منصوبہ بنانے کے بعد یاد رکھنے والی بات ہے وقت پر عمل کرنا. آپ جو بھی

کام کی ترتیب بنایں اس میں ٹائم لمٹ ضرور ہونی چاہیئے کہ یہ کام ، فلاں کام اتنے وقت میں ختم کرنا پھر اس کے بعد وہ والا کام شروع کرنا وغیرہ وغیرہ، رب نے بھی اپنی اس کائنات میں ہر چیز کو ایک وقت کے اندر رکھا ہے سورج ، چاند ، موسم ، درخت، پھل ، پھول، فصلیں وغیرہ سب ایک مقررہ وقت میں ہی کام کرتے .

آخر میں اتنا ہی کہ رب کو ہر معاملے میں اپنے پاس ضرور رکھنا ہے. اسکی توفیق اور مدد کے بغیر آپکے سب منصوبے بیکار جاتے ہیں. اس لئے آپ نے پڑھائی کرنی ہے ، نوکری میں ترقی کرنی ہے ، کاروبار بڑھانا ہے . کوئی نیا کام شروع کرنا ہے تو اللہ کا نام لے کر منصوبہ بنائیں اور قدم اٹھائیں کہ میرا رب خود بھی بہترین مدبر ہے اور اس سے بہتر .تدبیر کرنے والا کوئی نہیں ہے

تکلیف دہ لوگوں اور حالات کا علاج

چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں " جی جناب جب کوئی تعارف روگ بن جائے اور تعلق بوجھ بن جائے تو پھر آپکو ہمت کر کے فیصلہ لینا ہی پڑتا ہے۔ اپنے آپکو لٹکائے رکھنا اور دوراہے پر رکھ کر وقت ضایع کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ اچھے و مثبت لوگوں سے مشورہ کریں اور رب سے دعا کر کے قدم اٹھا لینا چاہئے ۔

یاد رکھیں ، اس دنیا میں سیکھنے کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے ، کوئی یہ نہیں کہہ نہیں سکتا کہ وہ کبھی غلط فیصلہ نہیں کر سکتا، اسکو ہمیشہ اچھے لوگوں ساتھ ہی واسطہ پڑتا ہے یا وہ جو کرتا وہ ہمیشہ ٹھیک ہی ہوتا ہے۔ جہاں ہم دنیا کو آزمائش کی جگہ مانتے تو پھر ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا ہو گا کہ ہم سے غلطیاں بھی ہونی ہے ، برے لوگوں سے واسطہ بھی پڑنا ، تکلیف دہ رشتے بھی سہنے پڑیں گے وغیرہ وغیرہ کہ آزمائش کے لئے کچھ تو ہو گا نا ۔ سیدھی سادھی آسان زندگی ہی ہو تو پھر آزمائش کیسی؟؟؟

تو دوستو ، اگر آپ کسی ایسے حالات میں گھر گئے کہ آپ غلط لوگوں ساتھ منسوب ہو گئے ، تکلیف دہ رشتے میں بندھ گے ہیں ، کسی غلطی میں پھنس گے ہیں وغیرہ

وغیرہ تو ذرا تحمل سے سوچ و بچار سے فیصلہ کریں اور پھر رب سے دعا کرتے عمل کر دیں بس۔ وقت مزید ضایع مت کریں۔ پریشانی، گھبراہٹ فطری ہے، لیکن وقتی ہو بس اور پھر قابو آ جائے۔ اپنے واچھے لوگوں سے مشورہ و حوصلہ لے کر۔

بات سمجھ آ جائے تو خود بھی عمل کرنا اور آس پاس کے لوگوں کو بھی بتانا کہ فیصلہ کرتے وقت چھوڑ دیں یہ سوچنا کہ " لوگ کیا کہیں گے " کہ اپنے حالات کو بدلنے کو تکلیف دہ لوگوں اور حالات سے اجنبی بن جانا ہی بہتر۔ صرف رب کی پروا کریں اور پہلے خود کو اچھا بنائیں کہ قیامت کی نفسا نفسی میں بھی ہر کسی کو پہلے اپنی پروا ہونی نہ کے دوسرے لوگوں کی۔

اداسی، پریشانی میں بندہ کیا کرے آخر؟

بعض دفعہ ہمیں اداسی، پریشانی ایسے گھیر لیتی اور اتنا بے چین کر دیتی کہ کچھ سمجھ نہیں آتا کیا کریں کہاں جائیں کہیں دل نہیں لگتا بس جی چاہتا کوئی ایسی دوائی کی طرح چیز ہو کہ بندہ کھائے اور فٹ پریشانی، درد، اداسی وغیرہ دور ہو جائے۔ کاش، کاش، کاش، کتنا برا ہوتا ہے نا حال تب۔۔۔۔ چلو آؤ میں ذرا آزمودہ حل بتاتا ایسی حالت سے باہر آنے کا۔

گھر کی کسی سکوں سے جگہ پر جائیں جہاں خاموشی ہو اور آپ کی پسند کی جگہ ہو یا باہر پرسکوں، پارک، گلی وغیرہ اور خود سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ ساری پریشانی، اداسی کی باتیں اپنے آپ سے کہیں، رونا آئے تو روکیں نہیں خوب روئیں۔ سب گلے شکوے اپنے آپ سے کہتے جائیں جو برا لگا، کسی نے کچھ کہا، دل دکھایا، مالی، گھریلو، آفس کی مطلب کوئی بھی پریشانی سب بول دینا۔ ہر بات بار بار دہرا کر ساتھ میں یہ ضرور کہتے جانا اللہ جی پلیز مدد فرما دیں کوئی بہترین برکت والا حل نکل دیں۔ بار بار کئی بار کہنا۔

آپ محسوس کروگے کہ کچھ وقت بعد آپ پرسکوں ہونا شروع ہو جاؤگے، بولنا کم

ہو جائے گا اور آنسو رکتے جائیں گے اسکے بعد آپ کو مختلف حل ، راستے سوچوں کی صورت میں آنا شروع ہو جائیں گے اور جو حل بار بار سوچ میں آے وہی برکت والا ہو گا۔ یہ بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی بھی پریشانی میں صبر اور نماز سے مدد لیا کریں اس سے بہترین حل کوئی نہیں ہے .

دوستو، یاد رکھیں کہ کمزور ہونا ، ڈر جانا ، اداس ہونا اور رو دینا سب فطری باتیں ہیں، آدمی جتنا بھی مضبوط ہو ان تمام حالتوں سے ضرور گزرتا ہے فرق صرف یہ کہ کچھ لوگ ہمت کرکے اپنے آنسو پونچھ کر ، چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اور رب سے دعا کرتے دوبارہ نکل پڑتے اپنی منزل کی طرف اور کچھ لوگ ان حالتوں کے سیلاب میں ایسے بہہ جاتے کہ کچھ تو راستے میں ہی خشک ہو جاتے یا آخر میں مزید پریشانیوں کے سمندر میں جا کر گر جاتے اور اپنا نام و نشان کھو دیتے ہیں۔

آپ سب وعدہ کریں خود سے کہ آپ پہلے والے انسان ہی بنیں گے بس، کچھ بھی ہو جائے۔ چلو پھر شاباش بہت ہو گیا رونا اور آنسو پونچھ کر بڑھو اس راستے پر کہ جس کے اختتام پر خوبصورت منزل تمہاری منتظر ہے۔

قابلیت والے ہی اہلیت رکھتے ہیں

اس دنیا میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لئے جو بہت اہم چیز ہوتی ہے وہ ہے " قابلیت " . اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم بہت محنت کر رہے ہوتے ، وقت پر کام پے جاتے اور دل لگا کر کام بھی کرتے لیکن پھر بھی آگے نہیں بڑھ پاتے . اس حالت میں آپ نے غور کرنا ہے کہ کیا آپ اپنا کام واقعی شوق سے کرتے ہیں یا پھر بس کمانے کی مجبوری میں .

یہ ایک یقینی بات ہے کہ اس دنیا میں ہر بندہ اپنے ساتھ کوئی ایک قابلیت یا مہارت لے کر آتا ہے . اپنے ارد گرد نظر دوہرائیں تو آپکو کسی بھی میدان میں جو لوگ کامیاب نظر آتے ، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اس کام کو جانا جس میں وہ قابل ہیں . جب آپ اپنی مرضی کا کام کرتے ہیں تو اس میں آپکا شوق بھی پیدا ہو جاتا ہے اور وہی شوق آپکو قابلیت کی طرف لے جاتا ہے اور پھر قابلیت ، کامیابی کی طرف .

تو دوستو آپ بھی ذرا سوچیں ، اگر آپ کمانے کی مجبوری میں یا بے دلی سے کام کر رہے تو تھوڑی ہمت کریں اور ساتھ ساتھ اپنا مثبت شوق والا بھی کام شروع کر کے دیکھیں . نہ شرمانا ہے ، نہ گھبرانا ہے بس خود کو تھوڑا تھوڑا تراشتے

جانا ہے اور دیکھنا ایک دن خود ہی آپ نے اپنے آپ کو ہیرا بنا کر اپنے میدان کا ہیرو بنا
لینا ہے. انشاللہ.

اولاد اور والدین کا دوستانہ تعلق

اگر تو آپ کسی مشکل میں یا ویسے ہی دل کی کوئی بات ، کوئی مشورہ اپنے والدین یا سگے بہن بھائیوں سے کرتے ہیں، آپکی اولاد آپ کو ، میاں بیوی ایک دوسرے کو اپنا ہر دکھ سکھ بتاتے ہیں تو یقین مانیں آجکل کے حساب سے آپ بہت خوش نصیب ہیں.

بات یہ ہے کہ ہر بچہ یا نوجوان تعریف و حوصلہ پانے کو یا اپنا مسلہ بیان کرنے کے لئے والدین ، اساتذہ ، یا پھر دوست و احباب کو ہی اپنے قریب پاتا ہے. اچھا تو یہی ہوتا ہے کہ پہلے اپنے گھر میں ہی بات کو ڈسکس کیا جائے ، لیکن جن والدین کا اپنے بچوں ساتھ دوستانہ رویہ نہیں ہوتا تو پھر اکثر نوجوان اپنی بات بتاتے ہوے گھبراتے اور گھر سے باہر رجوع کرتے ہیں، پھر اصل مسلہ یہاں سے ہی شروع ہوتا ہے.

ہمیں یہ بات سمجھنی ہو گی کہ فطری ضرورت کے تحت ہر فرد اچھے کام پر تعریف اور کسی پریشانی کی صورت میں حل چاہتا ہے. وہ چاہتا ہے کہ کوئی اسے سراہنے والا ہو یا کوئی ڈھارس بندھانے والا ہو. اب اگر تو اسے ایسا کوئی اپنے گھر میں امی ، ابو ، بہن، بھائی، شوہر یا بیوی کی صورت میں مل جاتا ہے تو حالات

ٹھیک ہو جاتے لیکن جب گھر والے پوری توجہ نہ دیں، ڈر والا ماحول ہو، ضرورت سے زیادہ سختی ہو تو پھر ایسے لوگوں کے ہتے چڑھ جانے کے بہت امکان ہوتے جو تعریف کرنے، حوصلہ دینے یا کندھا دینے کی اکثر بہت بری اور گھٹیا قیمت وصول کرتے ہیں.

کیا ہی اچھا ہو کہ تمام والدین آجکل کے ماحول میں اپنی اولاد کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں، ان سے پیار والے لہجہ میں مسلہ و پریشانی پر بات کریں اور صرف غصّہ کی بجاے حل تلاش کرنے میں ساتھ دیں. اسی طرح بچے ہو یا نوجوان، انکی اچھے کاموں میں ضرور تعریف کریں اور حوصلہ دیں.

بات سمجھ آ جائے تو چلو دوستو، کچھ بھی ہوا ہے اور ڈر بھی لگ رہا ہے تو بھی رب کا نام لے کر اپنے ابو، امی، بہن یا بھائی، شوہر یا بیوی کو ہمت سے بتا دیں اور آنکھیں کھول کر پڑھ لیں کہ اپنوں کو صرف گھر میں تلاش کیا کریں، فیس بک پر، کلاس روم میں، اکیڈمی میں، دفتر میں، یا پھر اکثر کزن ایسے ہمدرد بہروپنے ہوتے جو پہلے آسمان پر چڑھا کر پھر پاؤں تلے زمین کھینچ لیتے ہیں.

معمولی کام کرنے والے , غیر معمولی ہوتے ہیں

ہم گھر میں بہت ساری چیزیں ایسی استعمال کرتے ہیں جو ہوتی تو بہت عام سی ہیں لیکن جب عین موقعہ پر نہ ملے تو غصّہ بھی بہت آتا ہے، جیسے صابن، شیمپو، ٹوتھ پیسٹ، کنگھا وغیرہ وغیرہ یہ سب اپنی جگہ ایسی ہی پر رہتی ہیں، ضرورت پڑی تو استعمال کیا ورنہ ویسے ہی پر رہتی اپنی جگہ پر چپ چاپ....

اسی طرح ہماری زندگی میں بھی بہت سارے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں. کوئی درزی، کوئی مزدور، کوئی قصائی، کوئی سبزی والا، کوئی موچی، کوئی دھوبی، کوئی نائی، کوئی دودھ والا وغیرہ یہ سب بھی ہمارے لئے عام ہوتے اور صرف دعا سلام تک ہی محدود ہوتے ہیں. لیکن یہ سب کام آنے پر بہت خاص بن جاتے ہیں، کسی شادی یا عید پر درزی حضرات، چھوٹی عید پر سبزی اور دودھ والے بھائی، بقر عید پر قصائی صاحب وغیرہ کے وقت پر نہ ملنے پر بہت تپ چڑھتی اور موڈ ہی خراب ہو جاتا.

ہم ان تمام لوگوں کے لئے عام حالت میں پریشان نہیں ہوتے کہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں مل سکتے ہیں. لیکن ضرورت کے وقت ہم بھاگم بھاگ انکو غیر معمولی

اہمیت دیتے ہیں. لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جو اچھے ، محنتی اور ایمان دار ہوتے ہیں ان کو عام دنوں میں بھی اچھی اہمیت دی جاتی ہیں اور خیال رکھا جاتا ہے .

دوستو، میرا آج کی بات کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کو کبھی بھی معمولی نہ سمجھا کریں اور انکی ہمیشہ عزت کیا کریں کہ انکے پاس جو ہنر یا کام ہے وہ آپ کبھی نہیں کر سکتے. کتنے ہیں جو آپ میں سے موچی، مزدور، قصائی وغیرہ بننا چاہتا ہے؟؟ اگر رب نے انکو آپ کی آسانی کے لئے ان کاموں پر لگایا ہے تو اپکا فرض ہے کہ ان سے اچھی طرح سے اور احترم سے پیش آیا کریں .

سمجھ آ جائے تو آس پاس کے لوگوں کو بھی بتا دیں کہ ایسے اچھے لوگوں کی عزت کرنے سے آپکو بھی بہت فائدہ ہوتا کہ دودھ والا دودھ ختم ہونے پر بھی آپکے لئے علیحدہ سے رکھے گا اور قصائی بھی ران کا خاص گوشت سائیڈ پے رکھے گا صرف آپ کے لئے. آزما کر دیکھ لیں .

ہر اک بچہ " شودہ " ہوتا ہے

"بہت ہی " شودہ" بچہ ہے تمہارا، بہت ہی " شودے" ہو تم.... کیسے شودوں کی طرح کھا رہے جیسے پہلے کبھی کھایا نہ ہو یا آج آخری بار کھا رہے"۔

آپ سب نے الفاظ "شودہ" مطلب "لالچی یا نادیدہ پن" لازمی سنے ہوں گے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی. یہ ایک تضحیک ہے جس کا نشانہ تقریباً ہر بچہ ہی اپنے بچپن میں بنتا ہے. جو بچے " ذرا ہٹ کے " ہوتے وہ تو ایسی پکار کی کبھی پروا نہیں کرتے اور لگے رہتے اپنے "شودے پن" میں لیکن جو بیچارے کمزور اور ڈر پھوک قسم کے ہوتے ہیں وہ بیچارے شرمندہ ہوتے ہیں اور اگلی دفعہ سب کے سامنے شودے پن سے گریز ہی کرتے لیکن پھر بھی اکیلے ہو کر یا کہیں موقع پا کر اپنا شودہ پن کا چسکا پورا کر کے ہی چھوڑتے.

ایسے فقرے عموما دونوں صورتوں میں ہی سننے کو ملتے ہیں جب بچے کسی کے گھر مہمان ہوں جب بچوں والے گھر میں کوئی مہمان آ جائے. تب یقین مانیں بچوں کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن والدین خاص کر ماؤں کی جان اٹکی رہتی کہ بچے

کہیں شودے پن کا مظاہرہ نہ کر دیں. لیکن بچے تو پھر بچے ہیں جناب....آپکو تیار رہنا ہی پڑتا دوسروں سے سننے کو کہ " کچھ نہیں ہوتا کھانے دو بچے ہی تو ہیں" لیکن والدین جانتے ہیں کہ جانے کے بعد دوسروں کی جانے والی باتیں" توبہ، دیکھا تھا کیسے "شودوں" کی طرح کھا رہے تھے اسکے بچے، شکر ہے ہمارا گڈو ایسا نہیں ہے" تب انکا گڈو بھی معصوم سے صورت بنائے مہمانوں کے آنے سے پہلے کی ماں کی ڈانٹ یاد کر رہا ہوتا ہے " اگر تم نے مہمانوں کے آگے رکھی کوئی چیز کھائی تو دیکھنا پھر تم ہڈی پسلی ایک کر دوں گی تمہاری" -

دوستو، یقین مانیں.بڑے ہو کر جب اپنی کمائی کا جب مرضی اور جو مرضی کھاتے ہیں تو بہت مس کرتے اس بچپن کے شودے پن کو کہ کچھ چیزیں بچپن کا حصّہ ہوتی ہیں، جو فطری ہونے کے ساتھ ساتھ پیاری و معصوم بھی اور یہ شودہ پن بھی ان میں ایک ہے. اگر آپ بھی بڑے ہیں اور اپنے بچپن میں شودہ پن کرتے رہے ہیں تو اپنے بچوں یا چھوٹے بہن بھائیوں کو بھی کرنے دیں نا..... " رج" کے کرنے دیں "شودہ پن" تاکہ وہ بھی اپنی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں اور ان پر پڑنے والی ڈانٹ کو یاد کرتے مسکراتے ہوے گنگنا سکیں کہ " میرے بچپن کے دن، کتنے اچھے تھے دن، آج بیٹھے بیٹھاے کیوں یاد آ گئے" -

اندھیرا ہوتا ہے تو کیا کرتے ہیں؟

فرض کریں رات کا وقت ہے اور آپ اپنے کمرے میں کوئی کام کر رہے کہ اچانک لائٹ چلی جاتی ہے اور کمرے میں اندھیرا ہو جاتا ہے آپ فورا روشنی کا انتظام کرنے کو اٹھ جاتے اور اندازے سے چلتے ہوے کوئی ٹارچ یا موبائل تلاش کرکے اندھیرا دور کرتے۔ اب یہ مثال ذہن میں رکھ کر اپنی میری اگلی باتیں سکوں سے پڑھیے گا۔ بات یہ ہے دوستو، کہ ہم سب لوگ آنکھیں رکھنے کے باوجود بھی اندھے ھوتے ہیں اور محتاج ھوتے ہیں باہر کی روشنی کے، تبھی اندھیرا ہونے پر اپنی آنکھوں ہونے کے باوجود نہیں دیکھ پاتے۔ ٹھیک اسی طرح دنیاوی پریشانیاں، مسایل اور مشکلات بھی ہماری زندگی کے کمرے میں آ کر ایسا اندھیرا کر دیتی ہیں کہ ہمیں وقتی کوئی راستہ تب تک نظر نہیں آتا جب تک کوئی ایسا حل نہ تلاش کر لیں اس ٹارچ یا موبائل کی روشنی کی طرح جس میں اگرچہ مکمل روشنی تو نہیں ہوتی لیکن اتنا ضرور ہوتا کہ ہم دیکھنے کے قابل ہو جاتے اور تھوڑی روشنی سے بھی حوصلہ ملتا اور گھبراہٹ دور ہو جاتی۔

تو یارو، ہمیں بھی مشکل حالات میں گھبرانا یا ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ اسی طرح اندازے سے اٹھ کر روشنی کو تلاش کرنا چاہئے جیسے آپ کمرے میں چلتے لائٹ بند ہونے پر۔ حل نکلنے کے لئے آپ کو قربانیاں بھی دینی پڑتی، لوگوں کی باتیں سننا پڑتی، اچھے برے لوگوں سے واسطہ پڑتا، ٹھوکریں بھی کھانا پڑتی وغیرہ وغیرہ اور اسکو بھی ویسا ہی سمجھیں جیسے آپکو اندھیرے کمرے میں اندازے سے چلتے ہوے ٹھوکریں کھاتے کبھی بیڈ سے، کبھی صوفے سے کبھی ٹیبل سے وغیرہ وغیرہ مگر آپ رکتے نہیں جب تک روشنی کا انتظام نہ کر لیں۔

امید ہے میری آسان سی مثال سے آپکو آج کی بات سمجھ آ گئی ہو گی تو آخر میں یہ بات بھی پلے باندھ لیں کہ اگر آپ اپنے رب کو ہمیشہ ساتھ رکھیں گے اور مشکل پریشانی کو اس کی رضا سمجھ کر قبول کرتے ہمت سے حل کی طرف جائیں گے تو وہ بھی آپکا کہ لائٹ، UPS بے حد خیال رکھے گا اور ایسے آسانی پیدا کرے گا جیسے آٹومیٹک جنریٹر یا کے جاتے ہی وہ فورا سٹارٹ ہو کر آپکے گھر کو روشن کر دیتے اور آپ اپنا کام ایسے اطمینان سے جاری رکھتے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

رات ہے تو، سویرا بھی ہو گا - پہلا حصہ

سر میری امی بیمار ہیں، میرے ابو کا سایہ ہمارے سر پر نہیں ہے، میرے بھائی چھوٹے ہیں، میری اپنی شادی کی عمر ہے لیکن حالات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی رشتہ نہیں آتا. میری پڑھائی نا مکمل ہے تو کہیں اچھی نوکری نہیں ملتی. میں کہاں سے لاؤں حوصلہ، تنگ آ گئی میں آپ کا کب سے لیکچر سن سن کر، مجھے صرف حوصلہ افزا باتیں نہیں چاہیے مجھے حل چاہیے سر، حل.....!

موٹیوشنل سپیکر کو نہیں پتا تھا کہ سیمینار کے سوال و جواب کے دورانیہ میں بھرے ہال میں موجود کوئی بہت پیچھے بیٹھی باحجاب لڑکی ایسے ان سے مخاطب ہو گی. جہاں لیکچر ختم کرنے کے بعد کی تالیوں کی گونج، ابھی تک ان کے کانوں میں تھی اور وہ سمجھ رہے تھے کہ ایک دفعہ پھر وہ اچھا حوصلہ افزا لیکچر دینے میں کامیاب ہو گئے وہیں پر یہ سوال کچھ ایسے اچانک آیا جو انھیں حیران کے ساتھ وقتی پریشان بھی کر گیا. پھر بھی وہ ہمت سے اٹھے، دماغ میں جواب دینے کو لفظوں کو جلدی جلدی چنتے ہوے روسٹروم کی طرف بڑھے، اسکے قریب جا کر رکے، پھر اچانک رخ موڑ کر اسٹیج سے نیچے اترے اور اپنا سر اٹھا کر ہلکی

مسکراہٹ سجائے اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگے، وہ محسوس کر رہے تھے کہ ہال میں
..... موجود سب لوگ انھیں چپ چاپ تجسس بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں
آپ اٹھیے اور میرے ساتھ آیئے" موٹیوشنل سپیکر جب لڑکی کی جگہ پر آ کر اس سے "
مخاطب ہوئے تو وہ تھوڑا ہچکچاتے ہوئے اٹھی اور ان ان کے پیچھے پیچھے چلتے اسٹیج پر آ ئی.
انھوں نے اسکو پاس کھڑا کر کے اسکو چہرہ ہال میں موجود سب لوگوں کی طرف کرنے کو
..... کہا اور پھر لڑکی کی بات کا جواب دینا شروع کیا
موٹیوشنل سپیکر کا اس انداز میں لڑکی کو اسٹیج پر لے کر آنا اور پھر انکا جواب اس لڑکی پر
اتنا اثرانداز ہوا کہ وہ لڑکی اب بے حد خوش و خوشحال ہے. اب وہ لڑکی ایک چھوٹے و
اچھے کاروبار کی مالک بن چکی ہے، والدہ کا بھی علاج چل رہا اور اسکی اچھی جگہ شادی
. بھی طے پا گئی ہے
وہ جواباً باتیں کیا تھی جن سے لڑکی کی سوچ و زندگی میں تبدیلی آئی وہ میں انشاللہ اس
آرٹیکل کے دوسرے حصّے میں بتاؤں گا. فی الحال کے لئے اتنا یاد رکھیں کہ جو لوگ اپنے
رب پر آنکھ بند کر کے پکا یقین کرتے ہوے عملی کوشش کرتے ہیں تو پھر رب ان کو
" .... کہاں کہاں سے اور کس راستے سے آسانیاں دیتا ہے یہ بات " نہ تم جانو، نہ ہم

رات ہے تو، سویرا بھی ہوگا - دوسرا و آخری حصہ

سب سے پہلے تو میں چاہوں گا کہ ہال میں موجود تمام لوگ اس لڑکی کے اعتماد اور ایسا سوال کرنے کے حوصلہ کو داد دیتے ہوے تالیاں بجائیں.... اور پھر سپیکر نے تالیوں کے بعد اپنی بات منفرد لب و لہجے میں دوبارہ کچھ ایسے شروع کی کہ.....

آپ میں سے بیٹھے ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی مسئلہ جڑا ہوا ہے لیکن جتنی حل کرنے کی شدت وخواہش اس لڑکی میں ہے اور کسی میں نہیں، تبھی اس نے اپنی حالت ایسے سب کے سامنے عیاں کر دی. اسکی حالت جتنی بھی خراب ہے لیکن یہ بات کنفرم ہے کہ یہ لڑکی کمزور نہیں ہے، اسکے علاوہ اسکی جھکی نگاہیں اور باحجاب چہرہ اس کے مضبوط کردار کی ضمانت بھی دے رہا ہے. یہ واقعی بہت پریشان ہے جو ایک فطری کیفیت ہے، لیکن جانتی ہے کہ ایسے حالات میں یہ اکیلی نہیں ہے اور بہت دنیا اسی طرح کے حالات یا اس سے بھی برے حالات میں پس رہی ہے لیکن فرق صرف " سوچ اور عملی اپروچ " کا ہے جو اس لڑکی کو دوسروں سے الگ کرتا ہے. یہ خود کو بدلنا چاہتی ہے اور خوشحالی لانا چاہتی ہے تو آپ سب لوگ میری بات لکھ لیں کہ جلد ہی وہ وقت آنے والا جب یہی لڑکی جو اس وقت آپ سب

کے سامنے اپنے حالات کا رونا رو رہی، یہی لڑکی خود اپنے حالات رب کے فضل سے ایسے بدلے گی کہ یہ خود بھی حیران ہو جائے گی. یاد رکھیں کہ حوصلہ افزا الفاظ چاہیے فوری حل نہ دیتے ہوں لیکن سچے حوصلہ والے الفاظ آپ کے کچھ کر دکھانے اور دنیا بدل دینے کی آگ کو بڑھکا ضرور دیتا ہے.

باہر شام سے ڈھلتی رات کے ماحول میں اندر پورے ہال میں مکمل سکوت طاری تھا اور پھر سپیکر نے اپنی منفرد گرجتی ہوئی آواز میں لڑکی کی طرف رخ موڑتے کچھ ایسے کہنا شروع کیا کہ جس نے ہال میں موجود سب کی دلی دھڑکنوں کو بھی بڑھا دیا، اس لیے آپ آج فیصلہ کرو کہ آج سے رونا بند! ، خود پر ترس کھانا بند! ، ایسے، سب لوگوں کو حالات بتانا بند!، اور آج گھر جا کر ایسے ہی بات کرنے والے ہمت و حوصلے سے اپنے رب سے بھی مخاطب ہو انہی باتوں و سوالوں سے، پھر اپنے آپ کو دوبارہ سے سمیٹ کر موجودہ وسائل میں رہ کر خود سے عملی کوشش کرو تو دیکھنا رب بھی آپ کو ایسے ہی، جیسے میں آپکو پیچھے سے اٹھا کر یہاں سب کے سامنے لے کر آیا جو آپ کے وہم و گمان" میں بھی نہیں تھا کہ میں کچھ اس انداز سے آپ کو جواب دوں گا"، ٹھیک اسی طرح ایک دن رب بھی آپ کو ایسے راستے سے مشکل حالات سے نکال دے گا کہ آپ سوچ بھی نہ سکو. یقین مانیں اپنے مسئلے کی حل کے لئے نہ آپکو میری ضرورت ہے اور نہ اس ہال میں موجود دوسرے لوگوں کی کہ جو ہمت و قابلیت کی روشنی آپ کے اپنے اندر ہے وہ نہ کوئی دوسرا دے

سکتا ہے نہ ہی بجھا سکتا ہے . یاد رکھیے ستارے ہمیشہ اندھیری رات میں ہی چمکا کرتے ہیں اور ہم ناکام صرف تب ہوتے جب کوشش کرنا چھوڑ دیتے ہیں. اب آپ ہمت سے سر اٹھا کر واپس اپنی سیٹ پر جائیں اس پکی امید کے ساتھ کہ رب نے آج آپکی سن لی ہے اور آج کے بعد آپکا ہر قدم کامیابی کی طرف جائے گا انشاللہ، میری اور ہال میں بیٹھے !سب دوستوں کی نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں. شکریہ

تو دوستو، اس کے بعد کیا ہوا، اس لڑکی نے کیسے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا اور کیسے خود کے حالات بدلے وہ مکمل حصہ میرے لکھے گئے زیر تکمیل حوصلہ افزا ناول میں شامل ہے جس کو میں انشاللہ جلد ہی یہاں قسط وار شروع کرنے والا ہوں تاکہ آپ سب بھی حقیقی مشاہدات و واقعات والے اس مختلف ناول کو پڑھ کر حوصلہ پا سکیں اور اپنا یقین پختہ کر سکیں کہ حالات جتنے بھی سخت کیوں نہ ہوں اپنے ساتھ ایسا حل ضرور لے کر آتے ہیں جن کو اپنا کر زندگی خوبصورت بنائی جا سکتی ہے اور یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ آپ کو زندگی دینے والا رب خود دو بار زور دے کر فرما رہا قرآن پاک کی سورہ الا نشراح میں کہ " بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے" " بے شک مشکل کے ساتھ "آسانی ہے

نوٹ: اوپر جس ناول کا ذکر کیا گیا ہے وہ " احسن تقویم" کے نام سے رائیٹر کے فیس بک پیج پر قسط وار شروع ہو چکا ہے. پیج وزٹ کر کے آپ پڑھ سکتے ہیں. پیج

کا ایڈریس یہ ہے

www.facebook.com/jamshades

مشکل حالات کا سامنا ہو تو کیا کریں؟

آپ سب کے ساتھ بھی ضرور ایسا ہوتا ہے کہ جب آپ چلتے چلتے گرما گرم چائے یا کافی پی رہے ہوں تو آپ کو ہر گھونٹ رک کر پینا پڑتا ہے کہ آپکی زبان نہ جل جائے یا آپ کے اوپر نہ گر جائے۔ دوسری طرف اگر آپ کچھ ٹھنڈا پی رہے کوئی سوڈا یا جوس تو بے فکر ہو کر، آرام سے پیتے بھی جاتے اور چلتے بھی جاتے۔ اب آپ میری اگلی باتیں ذرا سمجھ کر پڑھنا۔

اوپر کی مثال کو ذہن میں رکھتے ہوے غور کریں کہ ہماری زندگی بھی ایک سفر ہے جس میں ہم چلتے جا رہے۔ اس سفر میں کئی مشکل حالات، پریشانیاں، دکھ و غم آتے یا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا جو مزاج کے اچھے نہیں ہوتے تو ہمیں ایسے سب لوگوں اور برے حالات کو بھی گرما گرم چائے یا کافی کی طرح ہی لینا چاہئے۔ جن کو ذرا رک کر آرام و تسلی سے، کہ کوئی نقصان نہ ہو، فیس کرنا چاہئے اور حل کرنا چاہئے۔ گرم مزاج لوگوں اور برے حالات کو ذرا ٹھہر کر اور سوچ سمجھ کر ہی ڈیل کرنا اچھا ہوتا کہ پھر ایسے لوگ اور حالات ویسے ہی دھیرے دھیرے ٹھیک ہو جاتے جیسے ہماری کچھ دیر پہلے کی گرما گرم چائے یا کافی کچھ آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہو جاتی اور پھر چلتے چلتے بھی آرام سے پی جاتی۔ دوسری طرف اچھے لوگوں کا سامنا اور خوشی کے حالات کو ویسے ہی آرام وسکوں سے گزارنا

چاہئے جیسے ہم چلتے چلتے ٹھنڈی چیز آسانی سے ، بے فکر ہو کر کھا پی رہے ہوتے۔
اب مجھے نہیں پتا کہ میری آج کی بات آپ کو سمجھ آئی کہ نہیں جو مجھے یہاں کل دبئی کے دلفریب موسم کی گزری رات، جس میں ٹھنڈی ہوا کے ساتھ ہلکی ہلکی بارش بھی تھی، پر فضا مقام پر واک کرتے اور گرما گرم بھاپ اڑاتی چائے کے گھونٹ لیتے ذہن میں آئی ، جس کے لئے مجھے خود بھی بار بار رکنا پڑ رہا تھا۔
اور آخر میں صرف اتنا کہ دوستو، یہ بھی یاد رکھنا، کہ لمحے پریشانیوں کے ہوں یا خوشیوں کے بالاخر ختم ہو کر ایک یاد بن جاتے بالکل اسی مزیدار چائے کی طرح جسکا کپ دس منٹ بعد خالی ہو چکا تھا لیکن اسکا مزہ ابھی تک یاد آ رہا تبھی سوچ رہا کہ اگر موسم آج رات بھی سہانا ہوا تو واک کے بہانے پھر جاؤں گا ہلکی بارش میں چلتے چلتے وہی برانڈ کی چائے پینے اور ایک نئی سوچ سوچنے، اپنے آئندہ آرٹیکل کے لئے۔

صرف دو باتیں اور دو شخصیات

:پہلی بات

دنیا میں اربوں بچے پیدا ہوئے ، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے ۔۔ مگر ایک بچہ ایسا آیا جو پیدا ہوتے ہی یتیم کہلایا۔۔۔ ماں سے دور رہ کر پرورش پانا شروع کی ۔۔۔ جب ماں کی محبت کا لمس محسوس کرنے کا وقت آیا تو ماں بھی چل بسی ۔۔۔ پھر کبھی دادا کے سہارے اور کبھی چچا کے ساتھ بچپن سے جوانی کا سفر طے کیا۔۔۔ اپنوں کی جہاں بے پناہ محبت ملی وہیں نفرت بھی ۔۔۔

ایک بے بسی اور محرومی کی حالت میں زندگی شروع کرنے والا بچہ آخر کیسے اتنے عظیم آدمی بنے کہ خود کائنات کا بنانے والا رب اسکی تعریف کرتا ہے اور ہر انسان کو بھی ان پر درود بھیجنے کا حکم دیتا۔۔۔ کیا کمال و جمال بچے نے جنم لیا کہ جس کا نام دنیا میں اب سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام بن گیا۔۔۔ کیوں وہ صرف دوسروں کے لئے ہی جئے ۔۔۔

کیوں رو رو کر اپنی امت کے لئے رب کے آگے گڑگڑاتے تھے ۔۔۔؟؟؟؟

آخر کیا تھا اس بچے میں، کیسے ہوا کہ آج انکا نام آنے پر لوگ سر جھکا دیتے

۔۔انکی ہر ایک ادا کو اپنا لینا چاہتے ۔۔۔انکے نام وکام پر کوئی بے ادبی و گستاخی برداشت نہیں کرتے اور مر مٹنے کو تیار۔۔۔پڑھیے، جانئے ، سمجھیے اس عظیم انسان، سب سے بڑے موٹیوشونل مینٹور اور رب کے محبوب کی زندگی کو اور پھر عمل کیجئے جس کو دنیا حضرت محمّد صل اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتی و مانتی ہے۔۔۔ان کو تفصیلاً جاننے کے لئے سیرت النبی کا مطالہ ضرور کیجئے گا۔۔

دوسری بات:

کبھی ہوا کسی کے ساتھ کہ کوئی آے اور بڑا سا خوبصورت گھر آپ سے کچھ لئے بغیر عنایت کر دے۔۔؟ کبھی ہوا کہ کوئی آپکی ذات ، آپ کے آس پاس اور انجان لوگوں کے حق کے لئے اپنی زندگی لگا دے۔۔؟ کبھی کسی کو صرف لفظوں سے جنگ کرتے اور جیتتے دیکھا ہے۔؟

اپنے کمزور جسم ، بغیر ہتھیار ، بغیر فوج اور بغیر لڑائی لڑے صرف رب کے سہارے پر خود کو اتنا قابل بنانا ، صرف لفظوں سے مخالف کو چت کرنا اور کرہ ارض پر ایسا ڈینٹ لگا دینا کہ تا قیامت پوری دنیا اس ابھرتے ہوے حصے کو " پاکستان " کے نام سے جانے۔۔۔تو مان جایئے نا پھر کہ ایسا شخص کوئی عام

نہیں ہو سکتا جناب۔۔۔

شاندار پرسنالیٹی، مضبوط کردار، تنہائی میں رب کے حضور سجدہ گزار، جو اعلی تعلیم صرف وہاں سے لے جہاں اسکے نبی کا نام اوپر ہو۔۔جو اپنی زندگی انکے لیے وقف کر دے جو مسلمان ہوں، جن کے لے ایسا آزاد ملک حاصل کرے جہاں دین اسلام ہو اور آئین رب کا قرآن ہو۔۔۔

دوستو، جس کا نام اپنے پیارے نبی اور حیدر کرار کا ہم نام ہو، جو قرآن و سیرت النبی کو اپنا رہنما جانے اور جو رب کا انعام ہو تو خدارا اس بندے کو یاد رکھنا ہمیشہ، جسکو رب نے اتنی عزت دی کہ وہ " قائد اعظم محمد علی جناح " کہلایا۔۔۔ شکر ہے رب کا کہ اس نے ہمیں آزادی دی اور قائد صاحب کو ہمارا بابائے قوم بنایا۔

ان دونوں شخصیات کو جاننے ، حوصلہ پانے اور کچھ سیکھنے کو انکی سیرت و سوانح عمری ضرور پڑھیے گا اور اپنے بچوں ، بہن ، بھائیوں وغیرہ کو بھی ضرور آگاہ کیجئے گا۔ جزاک اللہ خیر!

چچا یہ جو گلی کے نکڑ والے گھر میں رہتے ہیں یہ کون لوگ ہیں روزانہ بہت سا گوشت خرید کر جاتے مجھ سے ... فرید نے حیرت سے سبزی والے نعمت چچا سے پوچھا تو آگے سے انہوں سے کہا او یار یہ اپنے حیات صاحب کا گھر ہے . گارمنٹس کا کام ہے ان کا .. بہت اچھے اور بھلے آدمی ہیں ... مہمانداری بہت ہے انکے ہاں اور دوسرا انکے کام پر جو ملازم کام کرتے انکا کھانا بھی گھر سے ہی جاتا ہے روز. .. ان کے ملازم مجھ سے بھی کتنی سبزی لے کر جاتے.... بہت بھلے آدمی ہیں کبھی کبھی آتے ہیں خود بھی، اگر اس دفعہ آے تو تجھ کو دکھاؤں گا بھی اور ملواؤں گا بھی

واہ چچا کیا بات ہے ان کی ورنہ آجکل کہاں اچھے اخلاق والے اور مہمانداری والے لوگ نظر آتے ... وہ دیکھا نہیں جو ابھی ایک آدمی گاڑی میں آیا تھا کیسے اکڑ کے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی بات کر رہا تھا.....فرید نے کہا، تم ابھی نیے آے ہو اس لئے پتا نہیں لوگوں کا یہاں کے۔ ویسے بھی ہر کوئی اپنے اپنے مزاج کا ہوتا ہے فریدیا ... ہم نے تو اپنی روزی کمانی ہے کوئی جسے بھی خریدے ...اچھا چھوڑ تو ایسا کر دو کلو گوشت بنا دے وہ سامنے والے گھر دینا ہے

سبزی کے ساتھ ...آج صبح صبح ہی انکا بچہ کہہ کر گیا ہے ...چچا نعمت نے سبزی کے اوپر پانی کا چھینٹا لگاتے ہوے کہا اچھا چچا ابھی بناتا پانچ منٹ میں ...فرید نے مرغیوں کے پنجرے کے پاس جاتے ہوے جواب دیا

شفیق دیکھو کون آیا ہے باہر کب سے گھنٹی بجا رہا ہے، پتا نہیں کیا آخر آ گئی اسے. کمرے میں سے ایک خاتون کی آواز گونجی اور شفیق بھاگم بھاگ گیٹ کی طرف بھاگا. دیکھا تو خالہ جمیلہ کھڑی تھیں، انہوں نے گیٹ کھلتے ہی اندر پاؤں رکھتے ہوے کہا، اتنی دیر لگا دی آتے آتے، سوے ہوے تھے کیا سب، بندہ پوچھے صبح کے دس بج گئے اور نیدیں ہی پوری نہیں، اب شفیق نے کیا کہنا تھا چپ چاپ سنتا رہا کہ پتا اندر باجی جی نے خود ہی سنبھال لینا

حمید صاحب میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں لیکن مجھے ایسا جب کرنا ہی نہیں ہے تو میں کیوں اس کی گہرائی میں جاؤں یا اپنا فائدہ کا سوچوں. میں ایک سادہ سا آدمی اور کاروبار بھی سادگی سے کرتا. کاروبار کا سادہ اصول ہے کہ مال خریدو اور اپنا منافع رکھ کر آگے بیچ دو. اس میں جو میرا اصول ہے وہ یہ ہے بھائی کہ مال معیاری ہو اور منافع مناسب کہ جس میں میرے گاہک بھی خوشی اور آسانی سے خرید سکیں. آپکا کہنا بجا ہے کہ مارکیٹ میں لوگ دوگنا منافع کما رہے ہیں تو ہم کیوں نہیں. اس بات پر مجھے بحث نہیں کرنی. یہ میرا کاروبار

ہے میں چاہے اپنا مال خریدی قیمت پے آگے بیچ دوں یا مفت دے دوں یہ میری مرضی ہے. منافع کا جو اصول پچھلے پانچ سالوں سے چلتا آ رہا ہے بس وہی رہے گا.....

حمید صاحب نے جب حیات صاحب کا اصولی اور دو ٹوک رد عمل دیکھ لیا تو بات ختم کرنا ہی سہی لگا اور جیسا آپ کہتے ہیں ویسا ہی ہو گا کی بات کر کے کمرے سے باہر نکل گئے

ارے او فیقو چاچا، ارے ہمری اماں کو کہیں دیکھت ہے تنے، ارسل نے گھر آتے ہی سامنے کھڑے شفیق سے اپنے مخصوص ڈرامائی انداز سے پوچھا. ارے کیا ارسل بابو، سیدھی سیدھی زبان سے پوچھا کریں بات ہم سے کیوں الجھاتے مجھے. شفیق نے بیچارگی کی صورت بنا کر پوچھا تو ارسل نے قریب آ کر شفیق کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا فیقو چاچا پیار سے پوچھتا تم کو واقعی پروا نہیں، قسم سے ابھی اگر میں ذرا رعب اور دھاڑ کر پوچھوں تو آپ کب کے فوت ہو چکے ہوتے. لیکن کیا کریں شریف ماں باپ کی اولاد جو ٹھہرے، پیار، تمیز سے بات کرنی پڑتی.... اچھا اچھا چل رہنے دے بہت ہو گیا تیرا ناٹک، نظر آ رہی تمیز جو مجھے شفیق چھوڑ کر فیقو فیقو کہتا رہتا، چاچا شفیق نے بھی آگے سے پیار جتاتے بات کہہ دی. ارے اچھا جناب شفیق صاحب چھوڑیں یہ سب باتیں اور جو پوچھا ہے وہ بتائیں. باجی جی خالہ جمیلہ کے ساتھ ذرا سامنے والوں کے گھر گئی ہیں، کھانا تیار ہے آپ کھالیں تب تک وہ بھی آ جائیں گی. شفیق چاچا نے

ارسل کی بات کا جواب دیتے ہوے کہا. ارے وہ آج خالہ بھی آئی ہوئی ہیں، اچھا ہے ذرا مزے کی گپ شپ لگے گی، اچھا آپ کھانا لگاؤ میں کپڑے بدل کر آ رہا، ارسل نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوے کہا

میاں۔۔۔ میاں۔۔۔۔۔ جلدی گھر چل، تیری امی فوت ہو گئی ہیں۔۔۔ میاں۔۔۔ میاں، گھر سے تھوڑا دور گراؤنڈ میں اپنے ہم عمر بچوں ساتھ بنٹے کھلیتے جب میں نے دور سے بھاگتے آتے علی کو یہ آواز دیتے ہوے سنا تو فورا کھیل چھوڑ کر میں گھر کی طرف بھاگا، راستے میں میرا چھوٹا سا ذہن اس سوچ میں تھا کہ رات ہی پتا چلا کہ گھر آنے والی ایک بیمار عورت میری امی ہیں اور اب وہ فوت بھی ہو گیں، یہ کیا بات چلو چاچی جی سے پوچھوں گا۔ انہی سوچوں میں جب گھر کے قریب آیا تو بہت سارے لوگ جمع تھے۔آ گیا میاں، آ گیا چلو جلدی لے کے جاؤ اسے اسکی ماں پاس۔ اسکے بعد کوئی پتا نہیں کس نے اٹھایا اور جلدی سے کمرے میں لے گیا جہاں بہت رونے کی آوازیں آ رہی تھیں، یہاں پڑے بیڈ پر پچھلی رات میری امی نے مجھے پاس لیٹا کر بہت پیار کیا تھا۔ اب اسی بیڈ کے پاس روتی ہوئی چاچی نے مجھے اپنی گود میں لے کر پیار کرنا شروع کیا اور روتے ہوے کہنے لگی، میاں او میاں تیری امی مر گئی میاں۔۔۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ مجھے رونا کیوں نہیں آ رہا اس وقت، میں تو بس چاچی کی گود میں لیٹا پاس بیڈ پر بند آنکھوں والی اس عورت کو دیکھ رہا تھا جس کو کل رات

سے میں نے امی کے نام سے جانا تھا۔ تبھی میں نے ایک عورت کو کہتے سنا کہ اس بیچارے کو کیا پتا اپنی ماں کی تکلیف کا، یہ تو خود ابھی چار سال کا ہے، نہ اس نے ماں کا پیار دیکھا نہ ہی مرنے والی کو بیٹا کا پیار نصیب ہوا، جب سے یہ پیدا ہوا تب سے ہی مرنے والی کو کینسر جڑ گیا اور باقی کی عمر لاہور ہسپتال گزر گئی بیچاری کی، میں اب یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کینسر کیا ہوتا، میں نے تو کسی کو جڑا ہوا نہیں دیکھا تھا اپنی امی کے رات سے۔۔۔۔

نتیجہ سے پہلے ہی ہارنے کی بات کرنا واقعی اچھا نہیں ہے مگر تھوڑا سا ہار جانے کو سوچنا اچھا کہ تب آپکو ڈر لگے گا، دل دھڑکے گا آپکا، رونا آے گا آپکو پھر آپ رب کو یاد کرو گے اور اس سے جیتنے کی دعا کروگے، حوصلہ مانگوگے تو یقین کرو پھر اس لمحے آپکی سوچ بدل جائے گی اور آپکا ذہن اور دل سکوں میں آ کر نتیجے سے بے پروا ہو جائے گا اور " رب جو چاہے " کی حالت میں آ جائے گا جس میں جیت ہوئی تو رب کی برکت، ہار ہوئی تو رب کی مصلحت۔۔۔ تو آپ سب میرے ساتھ پوری ہمت و جوش سے یک جا ہو کر بولیں کہ میرے دل کی دھڑکن، میرے دماغ کی سوچ، میرے رب کی، دین ہیں، اور میں، اپنی پوری کوشش، کرنے کے بعد، نتیجہ رب پے چھوڑتا ہوں، اور میں، رب کی رضا میں، بے حد خوش ہوں کیوں کہ، جب رب ملتا ہے، تو سب ملتا ہے۔۔۔۔ جب سپیکر سلمان نے اپنے مخصوص انداز میں اپنے حوصلہ افزا لیکچر کا اختتام کیا تو ھال میں موجود سب

لوگوں نے بھرپور تالیاں بجا کر انکو اس وقت تک پذیرائی دی جب تک وہ اپنی سیٹ پر واپس نہیں گے جہاں
تھوڑی دیر وقفہ کرنے کے بعد انکو سوال و جواب سیشن کے لئے پھر ڈائس پر آنا تھا۔۔
شام کو کام سے آنے کے بعد ابھی حیات صاحب گھر داخل ہوے ہی تھے کہ ارسل روزانہ کی طرح پاپا آ گے ، پاپا آ گے کہہ کر لپٹ گیا۔ تبھی فاریہ بیگم بولی ، حال دیکھو ارسل اپنا، اچھے خاصے بڑے ہوگے تم پھر بھی چھوٹے بچوں کی طرح بول بول کر لپٹ جاتے باپ کو ، کوئی کہے گا کہ تم کالج میں پڑھتے ہو۔۔۔ ارسل خیر ہے سنانے دے اپنی ماں کو باتیں ، جلتی ہے ہمارے پیار سے ، حیات صاحب نے ذرا مسکرا کر ارسل کو سینے سے لگاتے ہوے کہا۔۔ اسی دوران جب انکی بیٹی نمرہ نے سلام کرتے پانی دیا تو پھر حیات صاحب بولے کہ جو بھی ہے نہ ارسل نہ اسکی ماں ، جو پیار میری نمرہ مجھ سے کرتی کوئی اور نہیں ، دیکھو اور کسی کو خیال نہیں پانی پوچھنے کا، صرف میری پیاری بیٹی کو ہے ، حیات صاحب نے ایک ہاتھ سے گلاس لیتے اور دوسرے ہاتھ سے نمرہ کے سر پر پیار کرتے کہا ، یہ سن کر ارسل فورا بولا جی نہیں اس لڑکی کو آپ سے کام ہے تبھی اتنا خیال کر رہی آ پکا ، اچھا چلو پھر کیا کام بھی تو اس نے اپنے ابو سے ہی کہنا ، جی بیٹا کیا ہوا ، کام ہے ، حیات صاحب نے پانی پی کر گلاس سائیڈ ٹیبل پر

رکھتے ہوے نمرہ سے پوچھا، کچھ نہیں ابو، بس وہ کالج والوں کا ٹرپ جا رہا ہے ناران کاغان تو آپ سے پوچھنا تھا کہ میں بھی چلی جاؤں کہ میری پوری کلاس جا رہی ہے۔۔۔ ۔اچھا پہلے کھانا تو کھانے دو اپنے ابو کو پھر کر لینا باتیں، جب فاریہ بیگم نے اپنے شوہر کے چہرے کے تاثرات اس بات پر تھوڑے بدلتے دیکھے تو فورا یہ بات کر کے بات تبدیل کی اور پھر حیات صاحب صرف یہ کہہ کر کہ اچھا سوچتے ہیں بیٹی جی کھانا کھانے کے بعد، اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے کمرے کی جانب چل دیے۔ چلو ارسل باہر چاچا شفیق کو کھانا دے کر آؤ اور تم نمرہ چلو میرے ساتھ کچن میں، یہ کہتے ہوئے فاریہ بیگم بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔

امی جی کیا ہے آخر، کیوں نہیں دی ابو نے اجازت جانے کی۔۔ نمرہ نے بے چارگی سے فاریہ بیگم کے سینے سے لگتے ہوئے کہا، تو انہوں نے کہا، دیکھو بیٹا جب والدین کسی بات سے منع کر دیں تو اچھے بچے مان لیا کرتے ہیں، تبھی تو میں وجہ آپ سے پوچھ رہی کہ انکار تو ابو نے کیا، آپ نے تو نہیں۔۔ نمرہ نے رو دینے والے انداز میں کہا۔ میں نے اس پر کوئی بات نہیں کی ابھی تمھارے ابو سے، خیر پوچھوں گی بعد میں، ویسے میری بھی وہی مرضی جو انہوں نے کہا، فاریہ بیگم نے بات ختم کرتے ہوئے کہا اور ہاں آج تمہاری خالہ جمیلہ آئی تھی جب تم کالج تھیں، انکی بھانجی آ رہی یہاں کوئی ٹیسٹ دینے جاب کا تو وہ

ہمارے گھر رہے گی ایک دو دن تو تم ذرا خیال رکھنا اسکا۔۔اب نمرہ کا موڈ پہلے بجا ہوا تھا تبھی یہ کہتے اٹھ کر اپنے کمرے میں چل دی کہ اچھا جب وہ آے گی تو سوچوں گی ، اور پیچھے فاریہ بیگم اسکو اس غصے میں دیکھ کر بس مسکرا ہی گیں۔۔۔

اوے یار اسے کچھ نہ کہو ، اس کی امی مر گئی ہیں ، جب دوران کھیل مجھے ایک لڑکے نے مارنا چاہا تو فورا دوسرے لڑکے نے اسے ٹوکا تب میں نے سوچا کہ امی مر جانے سے اتنا خیال کیوں کرنے لگ پڑے ، سب لوگ مجھے پاس بلا کر پیار بھی کرتے اور کوئی کچھ نہیں کہتا۔۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ چاچا جی کی آواز آئی بلانے کی تو بھاگ کر ان کے پاس گیا۔ چل میاں تجھے تیری امی سے ملوا کر آؤں ، چاچا جی نے یہ بات کرکے مجھے حیران ہی کر دیا تبھی پوچھا ، چاچا جی وہ تو مر گئی ہیں۔۔۔ تو چل بس میرے ساتھ آ بیٹھ سائیکل پر۔۔ چاچا جی نے یہ کہہ کر مجھے سائیکل پر بٹھایا اور لے کر چل پڑے اس طرف جہاں ایک نئی دنیا تھی میرے دیکھنے کو۔۔

وہ دیکھ فرید ، یہ ہیں حیات صاحب کونے کے گھر والے ، لگتا ادھر ہی آ رہے ، فرید نے اپنے چاچا کی آواز پر گلی میں دیکھا تو اچھے قد کاٹھ والے آدمی انہی کی دکان کی طرف آ رہے تھے پھر ذرا فاصلے سے ہی انکی آواز آئی ، چاچا

نعمت کیا حال ہیں کیسا جا رہا کام ، اچھا کیا چکن کا کام بھی شروع کر دیا ہمیں بھی آسانی ہو گئی ۔ بس صاحب جی یہ میرا بھتیجا ہے فرید اسکو لگوا کر دیا یہ کام کہ اسکا باپ یرقان سے مر گیا تو پھر اسکو کام کرنا پڑا ورنہ یہ تو پڑھ رہا تھا ، چاچا نے بھی مکمل جواب دیا تو حیات صاحب نے ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر کہا ، شاباش جوان ، ذمہ دار ہونا اچھی بات ہے ، یہ بھی اچھا کہ تم نے نوکری ڈھونڈنے میں وقت ضایع کرنے کی بجاے اپنا کام شروع کیا اور یاد رکھنا اگر تم ایمان داری سے کروگے تو بہت کماؤگے اپنے کام میں ۔

بہت شکریہ سر جی آپ تو خود اچھے و بڑے کاروباری آدمی ہیں ، آج پہلی دفعہ آپ سے ملاقات ہوئی ، بہت اچھا لگا بس ایک بات کرنی کہ سر جی مجھے کوئی اچھا سا مشورہ دے دیں جو میرا کام چلا دے ۔ فرید سے جب یہ پوچھا تو حیات صاحب نے اسکی دکان کا ایک جائزہ لیتے ہوئے کہا پہلی بات یہ کہ صفائی کا خاص رکھنا دکان کی بھی ، مال کی بھی اور اپنی بھی ، دوسری بات تم میں پہلے ہی ہے جو میں نے نوٹ کی کہ تم اخلاق سے پیش آتے بس اسی طرح سب کو ملنا برابری کے ساتھ چاہیے کوئی کلو چکن لے یا پاؤ یا پھر صرف مرغی کے پنجے ۔ چل چاچا ذرا آپ بھی مجھے دو کلو کھیرے تول دیں ، اچھا جوان میں چلتا مگر اگلی دفعہ آؤں تو مجھے فرق نظر آے دکان میں بھی اور تم میں بھی اچھا ، حیات صاحب نے اس کے پاس سے جاتے ہوئے یہ بات کہی تو فرید نے بھی آگے سے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا ، جی ضرور سر جی میں سمجھ گیا آپ کی بات ایسا ہی ہوگا انشاللہ ۔ ۔ ۔ ۔

سوال و جواب کا سیشن جاری تھا سپیکر سلمان کے لیکچر کے بعد۔۔۔ سر، میرا نام سائرہ ہے اور میں ایک ٹیچر ہوں میرا سوال یہ ہے کہ ہمیں اکثر بتایا جاتا ہے ہے کہ کوشش کرو اور اسکا نتیجہ رب پر چھوڑ دو، مگر دوسری طرف یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ مزدور کو اسکی مزدوری اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو تو سر مجھے یہ جاننا ہے کہ مزدوری جلدی اور پوری دینے کا حکم جب ہم عام بندوں کے لئے ہے تو یہ کیسے ہو سکتا کہ ہمارا پالنے والا رب ہمیں کوشش کے باوجود اچھا نتیجہ نہ دے۔۔۔ سوال ختم ہوا تو سپیکر سلمان ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دینے کو سیٹ سے اٹھ کر ڈائس کی طرف چل دیے۔۔۔

اچھا سوال کیا آپ نے۔ پہلے تو یہ سمجھیں کہ اس دنیا میں مالک اور مزدور دونوں دنیاوی ضروریات سے بندھے ہوئے ہیں۔ دونوں ایک خاص کام کی کوشش میں ایک دوسرے پر نظر رکھے ہوئے اور محتاج بھی۔ ایک بندہ زیادہ کام، کم قیمت میں کروانا چاہتا تو دوسرا کم محنت، میں زیادہ قیمت کا خواہش مند۔ دوسری طرف رب اور بندے کے معاملے میں ایک بے نیاز ہے اور دوسرا محتاج ،اور پھر کام ہونے اور مزدوری دینے کے بعد مالک کو کوئی پروا نہیں ہوتی مزدور کہاں گیا، آگے کیا کرے گا مگر رب ایسا نہیں کرتا۔ دنیا میں مزدوری پہلے سے طے، مگر رب ایسا نہیں کرتا۔ اکثر ہوتا آپ 100 مانگتے رب آپ کو 1000 دیتا یا کچھ

بھی نہیں دیتا۔ کیوں کہ رب بندے کی کوشش کے سوچنے ، کرنے اور مکمل ہونے تک ساتھ ساتھ ہوتا۔ ہماری دور کی نظر اور سوچ کی ایک حد ہے مگر رب ہماری پوری زندگی کا احاطہ کے ہوئے ہے۔ ہم اپنے ہر کام کا وقتی نتیجہ اچھا چاہتے مگر رب وہ نتیجہ دیتا جو آپ کی آگے آنی والی زندگی کو بھی بہتر بنائے۔ مثلا ایک بندہ نوکری کے لئے بار بار ہر جگہ کوشش کرتا اور چاہتا بس مل جائے مگر کیا پتا اسکو رب نے کاروبار میں سیٹ کرنا ہو یا کم تنخوا کی بجائے زیادہ پے والی جاب دلانی ہو ، اسی طرح ٹیچر کی پوری کوشش کرنے پر بھی بچے پھر بھی کلاس میں نکمے رہتے یا فیل ہوتے تو رب چاہتا ہو کہ بچہ کسی اور فیلڈ میں اچھا تو تبھی وہ فیل یا نکما ہو آپکی کلاس میں۔ ایسی کئی باتیں ہیں سوچنے کو اس وجہ کو جاننے کو۔ پھر رب نے اس کائنات کو اک وسیع سسٹم کے تحت چلانا نہ کہ ہماری محدود سوچ اور ویژن سے ۔۔برے نتیجہ سے رب کا ہمیں کچھ سکھانا یا مظبوط کرنا مقصد ہوتا ہے اور یاد رکھیں ایک بات کہ " نتیجہ اچھا یا برا صرف ہم انسانوں کو لگتا ہے ، رب کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے" ۔ تبھی تو بہت لوگوں کی سوچ اور حالات ہار کر ہی بدلتے ہیں کہ اکثر کامیابی کا راستہ برے نتیجہ یا ہار میں چھپا ہوتا ہے۔ جیسے رب نے یہ فرمایا کہ ہر کسی کو اسکی کوشش کے حساب سے ملتا وہاں یہ بات بھی یاد رکھنے والی کہ عملوں کا دار و مدار نیت پر ہوتا تو آپ جہاں بہت کوشش کریں وہاں اچھی نیت پر ضرور نظر رکھیں۔ اور آخر میں یہ کہ جتنی کوشش کر لیں رات ہو کر رہتی ہے کیوں کہ رب کا نظام

ہے کہ اس طرف رات ہو گی تو دنیا کے دوسرے حصے میں دن آے گا۔ امید ہے آپکو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہو گا شکریہ ، اور اس کے بعد پر جوش تالیوں نے بھی تصدیق کر دی کہ باقی سب لوگوں کو بھی سپیکر سلمان کی بات بخوبی سمجھ آ گئی تھی۔

میں چاچا جی کے ساتھ سائیکل پر آگے بیٹھا ہوا اپنی سوچوں میں گم تھا کہ چاچا جی نے کہا چل میاں یہ لگی بریک، شاباش اتر، میں سائیکل سائیڈ پے کھڑی کروں ذرا۔ پھر چاچا جی ہاتھ پکڑ کر ایک چار دیواری میں دروازے سے اندر لے کر گے تو میں اور حیران رہ گیا۔۔ کھلا سا میدان ، کچھ پودے چھوٹے اور کہیں بڑے بڑے درخت ، زمین پر لمبی لمبی ڈھیریاں، کوئی چھوٹی ، کوئی بڑی۔۔۔ چاچا جی آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے۔۔ میں کبھی ڈھیری کے اوپر چڑھتا کبھی نیچے۔۔ ایسے ہی چاچا جی کے پیچھے پیچھے ، تبھی میرا پاوں ایک ڈھیری کے اوپر تھا کہ چاچا جی کی نظر پر گئی اور ساتھ ہی انکی زور سے آواز آئی۔۔ او میاں خیال کر خیال قبر کے اوپر پاوں نہیں رکھتے۔۔ تب میں نے جانا "قبر " کسے کہتے اور کیسے کی ہوتی ۔ تھوڑی دیر بعد چاچا جی ایک قبر کے پاس رکے جس پر کچھ سوکھے ہوئے پھولوں کی پتیاں بکھری ہوئی تھی۔ تب چاچا جی نے کہا لے میاں یہاں ہیں تمہاری امی ۔۔ چل اب دعا کر۔۔ یہ کہہ کر چاچا جی نے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنی شروع کی اور میں ہاتھ اٹھا کر یہ سوچ رہا تھا کہ امی

تو نظر نہیں آ رہیں ، اس قبر کے اندر کیسے گئیں۔ یہ کیسا ملنا ہوا۔۔۔ مجھے تب آخری بار بہت پیار کرتی اپنی امی بہت یاد آ رہی تھی۔۔ میں تو یہ سوچتا آیا سارا راستہ کہ امی ویسے ہی مجھے ساتھ لٹا کر بہت پیار کریں گی۔۔یا شاید چاچا جی دعا کے بعد قبر کے اندر لے کر جائیں ملوانے کو اور اس سے پہلے دعا کرنا پڑتی ہو۔۔ مگر ایسا کچھ نہ ہوا، چاچا جی نے دعا ختم کر کے میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور واپس چلنے کو کہا۔۔ اب میں واپسی پر مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا کہ شاید قبر سے امی نکل آئیں۔۔۔ ایسا تو نہ ہوا مگر ایسی بیقراری ہوئی کہ دل کیا وہاں کے پر سکوں خاموش ماحول میں ہی رہ لوں۔۔۔ مگر تھوڑی دیر بعد میں پھر سائیکل پر آگے بیٹھا چاچا جی کے ساتھ واپس جا رہا تھا مگر بے حد نئی سوچوں کے ساتھ۔۔۔

جمعہ کا دن تھا بچے کالج میں تھے ، حیات صاحب آج دکان بند ہونے کی وجہ سے گھر پر تھے اور اخبار پڑھ رہے تھے فاریہ بیگم ساتھ بیٹھی بریانی پکانے کو چاول صاف کر رہی تھی تبھی انہوں نے حیات صاحب کو مخاطب کرتے پوچھا، میں جانتی کہ آپکے پاس اچھی وجہ ہی ہو گی نمرہ کو ٹرپ پر نہ جانے کی اجازت دے کر مگر مجھے بھی بتا دیں تاکہ مجھے بھی کچھ اچھا سیکھنے کو مل جائے آپ سے... یہ بات سن کر حیات صاحب مسکرا کر بولے کہ کمال ہے ویسے، بات کرنا اور کچھ پوچھنا تو کوئی آپ سے سیکھے.... پھر انہوں نے اخبار سائیڈ پر رکھی اور

بولے... فاریہ تم جانتی ہو کہ نمرہ مجے بہت عزیز اور پہلے کبھی نہیں روکا کسی ٹرپ سے بس اس دفعہ ٹرپ والی جگہ خوبصورت ہونے کی وجہ سے اسکی خواہش بھی بہت شدید.... تبھی اسکی اس خاص خواہش کو دبانا اسکی تربیت کا اک حصہ سمجھتا کہ اسکو پتا چلے کہ ہر خوبصورت خواہش کا پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا... وہ لڑکی ہے اسکو اگلے گھر جانا ہے... جہاں ضروری نہیں اسکو ہمارے جیسا ماحول ہی ملے، کیا پتا وہاں جا کر اسے اپنی خواہشوں کو روندنا پڑے، اپنا من مارنا پڑے اسی لئے نمرہ کو ابھی سے اپنی خواہشات کو قابو کرنا آنا چاہیے کہ اسے پتا ہو کہ اگر کوئی بہت شدید خواہش ہو تو پوری نہ ہونے پر کیسے صبر کرتے ہیں اور کیسے سمجھوتہ کرتے ہیں... اور میرے خیال میں یہ وقت اسکو سکھانے کے لئے بہترین ہے... میں نہیں چاہتا کہ کل اگلے گھر جا کر میری بیٹی مادی خواہشوں کے پورے نہ ہونے جھگڑا کرے، روے اور سسرال میں جا کر اپنے باپ کا گھر یاد کرے جہاں اسکی ہر خواہش پوری ہوتی تھی ..... فاریہ بیگم نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور یہ بھی دیکھا کہ باتیں کرتے حیات صاحب کی آنکھیں پر نم ہو گیں تھی جسے چھپانے کے لئے انہوں نے اخبار اٹھا کر دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا تھا چاچا نعمت واقعی بہت حیران تھا اپنے بھتیجے فرید کی تبدیلی سے، اس نے حیات صاحب کے مشورے پر بہت اچھے سے عمل کیا تھا. دکان میں ہر چیز ایک ترتیب سے

لگائی اور پھر مرغیوں کے پنجرے کو خود ہی نیلا روغن کیا. اپنے گوشت والے پھٹے پر بھی نیلی رنگ کی نئی شیٹ بچھائی جسے وہ ہر گاھک کے جانے کے بعد چمکا کر رکھتا تھا. گند ڈالنے والا بڑا ڈبہ پیچھے چھپا کر رکھا جہاں سے نہ نظر آے اور نہ ہی بدبو آے. ہر روز تین وقت پانی کا چھڑکاؤ بھی کرتا تھا اور نیچے زمین پر چونے سے ویلکم بھی لکھ دیتا تھا. پھر اس نے ایک سلوکا سلوا لیا تھا جسے وہ کام کے وقت اپنے صاف ستھرے کپڑوں کے اوپر پہن لیتا تھا اور روز گھر جا کر دھوتا تھا. روزانہ نہا کر آنا، صاف کپڑے پہننا، ایمانداری، اچھا اخلاق اور دکان و گوشت کی صفائی سے اسکے کام پر واقعی اثر پڑا تھا اور چاچا نے نوٹ کیا تھا کہ وہ جتنا مال منگواتا تھا شام سے پہلے ختم ہو جاتا تھا. اسکے دیکھا دیکھی چاچا نعمت بھی اب اپنی دکان و مال ویسے ہی صاف رکھنے کا سوچ رہا تھا

مغرب کا وقت ہونے جا رہا تھا اور ارسل ٹیوشن پڑھ کر اپنی اکیڈمی سے نکل رہا تھا کہ اچانک اسکے ساتھ باھر نکلتے دوست بابر نے اسے کہا، وہ سبز کپڑوں والی لڑکی دیکھ یار، قسم سے پٹاخہ لگ رہی ہے، لگتا ہے اس سامنے والی اکیڈمی میں پڑھنا پڑے گا اب، بہت ہی پوپٹ لڑکیاں پڑھتی وہاں پر... بابر نے دوسری اکیڈمی سے چھٹی کے بعد نکلتی ہوئی لڑکیوں میں سے ایک کو دیکھ کر کہا... ارسل نے جب اس طرف دیکھا تو واقعی اسے وہ لڑکی پیاری لگی تھی. گو کہ

ارسل اپنے دوست کی طرح ایسی باتیں اور فقرے نہیں کہتا تھا لیکن وہ لڑکیوں کو دیکھ ضرور لیتا تھا. اسکی عمر ایسی تھی کہ اسے اب لڑکیوں میں کشش محسوس ہوتی تھی اوپر سے اسکے دوستوں کی ایسی جملہ بازی اور تحریک دیتی لڑکیوں کی طرف متوجہ ہونے کی. وہ جانتا تھا کہ اسکے دوست باہر کی کافی لڑکیوں کے ساتھ دوستی ہے جسکے وہ میسیجز بھی پڑھایا کرتا تھا موبائل سے.. اور ارسل کا بھی دل کرتا تھا کہ اس کے پاس بھی موبائل ہو جس پر کسی لڑکی سے دوسرے دوستوں کی طرح باتیں کرسکے. جبھی اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ آج ابو سے موبائل لے کر دینے کا ضرور کہے گا کہ اب صرف لڑکیوں کو دیکھتے رہنے سے کام نہیں چلے گا. ویسے بھی اب پڑھائی کی وجہ سے کافی وقت وہ گھر سے باہر گزارتا ہے تو ضروری ہے رابطے کے لئے موبائل ہو.. ایسی ہی باتیں سوچتے جس سے وہ حیات صاحب کو قائل کرسکے، ارسل گھر کی طرف رواں دواں تھا جہاں اسے اسکی سوچ کے مطابق ہی ملنے والا تھا

حیات صاحب مغرب کی نماز کے لئے مسجد گئے ہوے تھے، خالہ جمیلہ کی بیٹی بھی آج عصر کے بعد آ گئی تھی جو اب نمرہ اور فاریہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی. فاریہ بیگم کو یہ مہمان تھوڑی شوخ اور تیز بھی لگی تھی اپنی باتوں کے انداز سے، نمرہ آپ کے گھر ٹی وی کیوں نہیں ہے ؟جب یہ بات مہمان سارا نے پوچھی تو نمرہ نے کہا، بس ضرورت ہی نہیں پڑتی، میں اور ارسل پڑھائی

میں مصروف رہتے، ابو اور امی کو بھی شوق نہیں ہے... پھر بھی دنیا میں کیا ہو رہا ہے پتا تو چلے، آگے سے سارا نے دوسرا سوال داغ دیا تو فاریہ بیگم نے کہا اخبار آتا ہے نا گھر میں دنیا کے متعلق جاننے کو اور ویسے بھی کون سا کچھ کام کا آتا ٹی وی میں سوائے بے حیائی کے... ایسی بات بھی نہیں آنٹی جی، بندہ اچھے پروگرام دیکھے بس، نہ دیکھے بے حیائی کے پروگرام، اب فاریہ بیگم کو ایسے اسکا بحث کرنا اچھا نہیں لگا لیکن پھر بھی مسکرا کر بولیں، بیٹا جس چیز میں فائدہ اور نقصان دونوں ہوں تو پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ کیا ہے. مانتی ہوں کہ ٹی وی دیکھنے کا فائدہ ہے لیکن نقصان زیادہ ہے اس لئے ہم نے نہیں رکھا ہوا... چلیں خیر کوئی نہیں میں تو اس لئے پوچھا کہ ٹائم پاس کیسے کرتے آپ لوگ... سارا نے ایک اور سوال پوچھا تو نمرہ نے کہا، ایسے ہی پوری فیملی آپس میں بات چیت کرکے یا اچھی کتابیں، رسالے وغیرہ پڑھ کر اور ویسے بھی سارا فری وقت ہی کتنا ملتا.... اس سے پہلے سارا کوئی اور سوال پوچھتی نمرہ نے اپنی امی کے چہرے کو دیکھتے ہوے سارا کو اپنے کمرے میں ہی لے کر جانے کا سوچا... اچھا آؤ سارا تم کو اپنا کمرہ دکھاؤں جہاں تم بھی میرے ساتھ ہی رہو گی. یہ کہہ کر وہ دونوں کمرے کی طرف چل دیں. ساتھ ہی باہر گیٹ پر بائیک کے ہارن کی آواز آئی تو فاریہ بیگم نے بھی اٹھتے ہوے کہا لو لگتا ہے ارسل بھی آ گیا اب میں ذرا اسکے لئے کھانا لگا لوں، آتے ہی بھوک لگی، بھوک لگی کا شور مچا دینا اس نے

میرا سارا دن کھیلتے رہنا، مرضی سے سونا اور کھانا پینا تب بند ہو گیا جب چاچا جی نے مجھے ایک سکول میں داخل کروا دیا. میں نے بہت بچوں کو روتے ہوئے سکول جاتے دیکھا تھا لیکن پتا نہیں کیوں مجھے سکول جاتے رونا نہیں آیا پہلے دن سے لے کر اب تک جب میں پانچویں جماعت میں ہو گیا ہوں. روز اسمبلی میں لہک لہک کر " لب پے آتی ہے " پڑھنا، ٹاٹ بچھانا، آدھی چھٹی کے وقت تختی پر گاچنی لگانا، اور آخری پیریڈ میں کلاس میں کھڑے ہو کر پہاڑے دہرانا " اک دونی، دونی.... دو دونی چار" میرے ہر روز کے پسندیدہ کام تھے. یا پھر کسی مہمان کے آنے پر میرے ماسٹر صاحب کی یہ آواز؛ او میاں، اٹھ شاباش، فٹافٹ جا، باہر کھوکے سے دو سموسے اور دو کپ چائے لے کر آ" بستہ بھی کبھی ایک نہیں رہا میرا، کبھی گھر آیا کسی اچھی دکان کا پکا شاپر میرا بستہ ہوتا یا کبھی چاچی جی کے ہاتھ کا سیا کپڑے کا تھیلا... سکول آتے وقت مجھے روزانہ ایک روپیہ ملتا گھر سے جس میں سے آٹھ آنے کا چھٹی وقت برف کا گولا خریدتا اور گھر جاتے جاتے مزے سے چوستا جاتا. باقی کے آٹھ آنے کا شام کو عصر کی نماز پڑھ کر بڑا گول والا پاپڑ خریدتا جس کو میں پھر قبرستان جا کر اپنی امی کی قبر کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرتے کھاتا اور ان کو سارے دن کی ایک ایک بات بتاتا

ابو جی آ گے . . . ابو جی آ گے . . . . حیات صاحب نماز پڑھ کر آ ے تو ارسل عادتا یہی کہتے لپٹ لپٹ گیا. کیسا ہے میرا یار، سارا دن غائب رہتا اور اس وقت یاد آ جاتی میری، حیات صاحب نے جب خود ہی غائب رہنے کی بات کر دی تو ارسل کو اور کیا چاہیے تھا فورا بات کہہ ڈالی اپنے دل کی . . . تبھی تو ابا حضور آپکو کہنا تھا کہ میں کالج میں پڑھتا اب، کالج بھی جانا ہوتا اور اکیڈمی بھی، بازار بھی جانا پڑتا کبھی کبھی تو اب موبائل لا دیں نا تاکہ آپ سے رابطے میں رہوں تاکہ آپکو پتا چلے میں کہاں ہو، کب گھر آؤں گا وغیرہ وغیرہ . . . . تب حیات صاحب نے فاریہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوے ذرا لمبی سے سانس بھرتے ہوے کہا . . . ہاں کہتے تو تم ٹھیک ہی ہو کہ ضرورت تو واقعی ہی ہے اب . . . خیر اچھا کل دیکھیں گے، سوچتے ہیں اس بارے میں بھی کچھ اب . . . . یہ ہوئی نہ بات، ارسل نے جواب میں بس اتنا ہی کہا کہ وہ جانتا تھا کہ ابو نے آرام سے بات سن کر سوچنے کا کہا ہے تو لگ رہا ہے مان ہی جائیں گے

اس اثنا میں گھر میں سے ارسل کو اک نئی آواز سنائی دی. دیکھا تو نمرہ کے ساتھ کوئی لڑکی اندر داخل ہوئی، دونوں نے ابو کو سلام کیا پھر امی نے کہا. سارا یہ ہے میرا اکلوتا بیٹا ارسل، اس گھر کی رونق بھی ہے یہ . . . . اسکے بعد جو بھی امی نے کہا اسکو بھول کر ارسل تو سارا کو تکتے ہی رہ گیا اور اس سوچ میں کہ یہی وہ لڑکی ہے جس سے اسکو دوستی ہو سکتی ہے کہ سارا کا شوخ پن و

جلوہ اسکے چہرے و لباس سے نظر آ رہا تھا پھر اسکے ہاتھوں میں پکڑا موبائل دیکھ کر ارسل اور بھی خوش ہو گیا کہ اس سے رابطہ کرنا بھی آسان. اب ارسل دل سے خوش ہو کر اپنے موبائل کے انتظار میں تھا تبھی وہ اپنے ابو ساتھ اور جڑ کر بیٹھ گیا لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ حیات صاحب نے اسکے تکنے اور جڑنے کو دیکھ بھی لیا ہے اور سمجھ بھی لیا ہے، آخر باپ تھے اسکے اور تبھی اسی وقت انہوں نے موبائل دینے یا نہ دینے کا فیصلہ ..... بھی کر لیا تھا

آج حیات صاحب مارکیٹ کی طرف سے اپنے کام پر جا رہے تھے جب انکی نظر اچانک فرید کی دکان پر پڑی تو وہ حیران رہ گے. انکو نہیں پتا تھا کہ وہ نوجوان ایسے بہترین سے عمل کرے گا انکے مشورے پر. انکو یہ دیکھ کر اچھا لگا تبھی انہوں نے گاڑی سائیڈ پر کھڑی کی اور فرید کی دکان کی طرف چل پڑے. دکان پر چکن خریدنے والوں کا تھوڑا رش تھا مگر جب فرید نے حیات صاحب کو دیکھا تو کام چھوڑ کر فورا انکی طرف لپکنے لگا.

نہیں ابھی تم کام ختم کرکے آؤ میں تب تک چچا نعمت ساتھ باتیں کرتا." فرید نے" حیات صاحب کی بات سن کر سر ہلایا اور جلدی جلدی کام نبٹانے لگا اور حیات صاحب، چاچا نعمت کے ساتھ حال و احوال میں مصروف ہو گے

پتا نہیں مجھے کیا ہو جاتا تھا، سکول میں ہوتا تو بہت دل لگتا دوستوں ساتھ باتیں کرنے کا اور سکول کے کام کا لیکن گھر آ کر بس خاموشی اور تنہائی ہی

اچھی لگتی. چونکہ میں نخرہ نہیں کرتا تھا اور ہر کسی کا کہنا مانتا تھا تو سب مجھے پسند کرتے تھے . چاچا جی کے بھی بچے تھے لیکن مجھ سے بڑے تبھی ان سے زیادہ گھل مل نہ سکا. فارغ اوقات میں یا تو قبرستان جاتا امی کی قبر پر یا پھر ادھر ادھر اکیلا ہی آوارہ گردی، سکول کی کتابوں کے علاوہ جو مجھے اچھا لگتا تھا وہ تھا کہانیاں.....ٹارزن کی، عمرو عیار کی ایکشن والی، ڈراؤنی قسم کی بھی، ایسی جو ذرا ہٹ کر ہوں جس کو پڑھ کر میں آنکھیں، بند کرکے کھو جاؤں کہیں..پتا نہیں کیوں مجھ پریوں والی، پیار والی کہانیاں تب کبھی بھی نہیں اچھی لگتی تھی شاید اس لئے کہ مجھے یہ کہانی عملی طور پر ہی پڑھنی اور سمجھنی تھی تم نے تو کمال کر دیا جوان، بہت خوشی ہوئی تمہاری دکان میں اور خود تم میں تبدیلی دیکھ کر. یہ لو تمہارا انعام، حیات صاحب نے بات کرتے ایک ہزار کا نوٹ فرید کی طرف بڑھایا. نہیں سر، اسکی ضرورت نہیں ہے آپکا مشورہ کی کافی ہے اور میرا تو کام بھی بڑھ گیا ہے اب ماشاللہ سے . فرید نے نوٹ کو پیچھے کرتے ہوے کہا. دیکھو اگر تم یہ انعام لو گے تو پھر ایک اور اچھا مشورہ ملے گا تمکو، ایسے نہیں. حیات صاحب نے مسکرا کر کہا تو مجبورا فرید نے قبول کرتے کہا کہ یہ پھر آخری دفعہ لے رہا سر جی، آگے سے نہیں ورنہ میں بھی آپکے مشورے پر عمل نہیں کروں گا، تبھی آگے سے حیات صاحب نے کہا، اچھا اچھا جوان

پتا ہے بہت خود دار اور محنتی ہو، تم نے اپنا کام و دکان تو سیٹ کر لیا اب اپنی دکان کو اچھا سا نام دو اور ایک بورڈ لگواؤ اور پھر یہ نام تمہاری پہچان بنے گا. اب میں چلتا کہ پہلے ہی دیر ہو گئی لیکن اگلی ملاقات تفصیلی کروں گا تم سے. بہت اچھا سر جی ایسا ہی کروں گا بہت شکریہ آپکے مشورے اور اس انعام کا. فرید نے حیات صاحب کا سلام کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ تھام کر جواب دیا. تبھی حیات صاحب، چچا نعمت کو بھی سلام کرتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھے یہ سوچتے کہ اب انکے مقصد میں ایک اور بہترین جوان شامل ہو گیا ہے جس کی بات وہ فرید سے اگلی ملاقات میں کریں گے

سر، سپیکر سلمان سے میرا رابطہ ہو گیا تھا اور انہوں نے اگلے ہفتے میں وقت دینے کا کہا ہے. ایک اچھے تعلیمی ادارے کے چیئرمین کو جب انکے پی اے نے یہ بتایا تو انہوں نے کہا چلو بہت اچھا ہوا یہ بھی، تم ان سے معاوضہ کی بات کرو اور ایک دن مقرر کرکے فائنل کرو یہ سیمینار. سر میں نے پوچھا تھا، وہ تعلیمی اداروں میں اپنے لیکچر کا کوئی معاوضہ نہیں لیتے، صرف کارپوریٹ لیول پر لیتے ہیں لیکن آنے، جانے اور رہائش کا انتظام ادارے کے ذمہ ہی ہوتا ہے. پی اے نے آگے سے جواب دیا اچھا، واقعی ؟ کیا بات ہے انکی.... شاید یہی رضاکارانہ اور اچھی نیت ہی وجہ ہے جو انکو اتنی پزیرائی ملتی ہے اور لوگ انکو نہ صرف سنتے بلکہ عمل بھی کرتے ہیں. خیر انکا اخلاص اپنی جگہ لیکن ہم

سپیکیر سلمان کو کوئی بہترین تحفہ ضرور دیں گئے کہ ہمارا ادارہ ایسے لوگوں کی دل سے قدر کرتا ہے. تم فی الحال باقی معاملات طے کرو، تحفے کا معاملہ میں خود ہی دیکھتا ہوں

گھر میں فاریہ بیگم اور سارا تھی بس آج، باقی لوگ اپنے اپنے کام پر گئے تھے. سارا کا ٹیسٹ کل ہونا تھا تو وہ تیاری کے لئے ایک کتاب کھولے بیٹھی تھی لیکن فاریہ بیگم نے جو پاس ہی بیٹھی سبزی بنا رہی تھی محسوس کیا کہ سارا اپنے موبائل پر بھی کسی کے ساتھ مصروف تھی جو مسکرا مسکرا کر تھوڑی تھوڑی دیر بعد میسج کرنے لگ پڑتی. فاریہ بیگم نے اسے تو کچھ نہیں پوچھا نہ کہا، لیکن خود ہی اٹھ کر باہر برآمدے میں آ گیں تاکہ سارا ذرا اچھے سے تیاری" کر لے اپنی. ادھر ارسل بھی رات سے بہت خوش تھا ایک تو جو" ابو نے موبائل کی بات کی اور دوسرا گھر میں آنے والی مہمان کی وجہ سے. اگرچہ اسکی سارا سے زیادہ بات چیت نہیں ہوئی تھی لیکن نظروں اور مسکراہٹ کے تبادلے سے بہت بیقرار تھا بات مزید آگے بڑھانے کو، تبھی آج اسکا کالج میں دل نہیں لگ رہا تھا اور جی میں تھا کہ فورا گھر بھاگ جائے لیکن وقت تو جیسے آج رک رک کر چل رہا تھا۔

نمرہ ایک بات تو بتاؤ، سچ سچ بتانا.....جی پوچھیں سرکار، نمرہ نے ذرا

مسکراتے ہوے اپنی سہیلی کو جواب دیا... دونوں فری پیریڈ میں گراؤنڈ میں بیٹھی ہوئی تھیں... تم اتنی کیوٹ ہو، مختلف ہو تو پھر تم کسی کی مرکز نگاہ نہیں ٹھہری کیا اب تک؟ کوئی ایسا خاص جو تمہیں اچھا لگتا ہو یا کسی نے تمہیں چاہا ہو؟؟ سدرہ کے پوچھنے پر نمرہ نے کہا، او لڑکی، یہ فلموں، ڈراموں اور افسانوں والی باتیں مجھ سے نہ کیا کر.... ویسے بھی میری تربیت میں مجھے محبت جیسے فطری جذبے کا بتایا گیا ہے لیکن اگر یہ کسی اچھے و باعزت رشتے کے ساتھ منسوب ہو اور لڑکی کے لئے وہ رشتہ صرف شوہر کے ساتھ ہے..... تو یار میں نے کب فلرٹ کرنے کا پوچھا ہے، میرا مطلب کوئی شادی کرنے کے لئے کوئی لڑکا پسند کیا ہے تم نے... سدرہ نے ذرا وضاحت سے پوچھا تو پھر نمرہ نے بھی وضاحت سے ہی جواب دیا کہ.. وہ تم نے کہاوت سنی ہے نا " جس کا کام اسی کو ساجھے " تو سدرہ جی میری شادی کی فکر اور لڑکا ڈھونڈنے کا کام میرے والدین کا ہے میرا نہیں ہے. آجکل جو شادی کے بہانے سے لڑکا، لڑکی کی دوستیاں ہوتی، دھوکے ہوتے وہ اسی وجہ سے کہ ہم لڑکیوں نے اپنا اصل کام چھوڑ کر والدین کے کرنے والے کام اختیار کرنا شروع کر دیے ہیں. مجھے تو خود کو اچھا بنانا ہے، تعلیم یافتہ ہونا، مظبوط کردار کا بننا ہے، ویسا ہی جیسے ہمارا رب کہتا ہے کہ میں پردہ اختیار کروں، خود کو ڈھانپ کر رکھوں، اپنی محبت، رومانوی گفتگو، جسم، بننا سنوارنا وغیرہ کو صرف اپنے شوہر کے لئے محفوظ رکھوں. میں صرف ایک لڑکی ہی نہیں ہوں میں ایک بیٹی بھی ہوں، بہن بھی ہوں،

بیوی بھی بننا اور پھر سب سے بڑھ کر مجھے ماں بھی بننا ہے. تو مجھے ان تمام رشتوں کو نبھانے کے لئے مظبوط کردار کا بننا ہے تاکہ میرے شادی سے پہلے کے اور بعد کے تمام محترم رشتے مجھ پر فخر کر سکیں.... سمجھ آ گئی تم کو سدرہ صاحبہ، نمرہ نے پوری توجہ سے سنتی اپنی سہیلی کو کہا. قسم سے بہت ہی اچھی سوچ ہے تمہاری، خیر تم نہ سہی کوئی اور ہی تم پے فدا ہو جائے پاگلوں کی طرح تب تم اسے کیسے قابو کرو گی... سدرہ نے پھر پوچھا... اچھا دیکھیں گے جب کوئی آے گا ایسا فی الحال تو چل اٹھ اب، بیل ہو گئی ہے... نمرہ نے اٹھتے ہوے کہا. اور پھر دونوں کلاس لینے چلی گیں

ارسل دوپہر کو گھر آیا تو یہ جان کر اسے مایوسی ہوئی کہ سارا بازار گئی ہوئی ہے، آج اس نے سوچا تھا کہ اکیڈمی سے بھی امی کو بہانہ کرکے چھٹی کرے گا لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا تو بس پھر اس نے کھانا کھایا، تھوڑا ریسٹ کیا اور اکیڈمی چلا گیا. اسکے اندر کے جذبات، بیقراری عروج پر تھی، کچی عمر کے پہلے لگاؤ کی وجہ سے اس کا کہیں بھی دل نہیں لگ رہا تھا. خیر وقت بھی تو گزارنا تھا نا رات کے ہونے تک، پہلے صرف ابو کا انتظار تھا موبائل کے حوالے سے اب سارا کا انتظار بھی اسکو لگ گیا تھا

اسلام وعلیکم ابو جی، نمرہ نے ابو کے گھر آنے پر سلام کیا تو حیات صاحب نے

اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے جواب دیا اور کہا، ادھر بیٹھو میرے پاس، لگتا ابھی تک ٹرپ والی ناراضگی اچھے سے ختم نہیں کی تم نے ہاں... اچھا یہ دیکھو تمھارے لئے کیا لایا میں.... کمرے میں فاریہ بیگم اور ارسل بھی تھے، سارا ابھی بازار سے آئی نہیں تھی..... یہ لو ایک موبائل تمہارا اور دوسرا ارسل کا.....ابو کا یہ کہنا تھا کہ ارسل نے خوشی سے لپٹ لپٹ کر ابو سے پیار کا اظہار کیا، اسکو جتنی خوشی تھی وہ بیان نہیں کر پا رہا تھا....اچھا سنو دونوں موبائل میں سم بھی موجود ہے اور پانچ سو کا بیلنس بھی میں نے ڈلوا دیا ہے....چلو شاباش اب مسکرا کر دکھاؤ مجھے شاباش اور موبائل کو چلا کر اچھے سے سمجھ لو اسکا سسٹم، اور ہاں ایک دوسرے کو مس بیل بھی دو تاکہ نمبر آ جائیں دونوں کے پاس . اور نمرہ تم اپنی امی کے موبائل اور میرے موبائل میں بھی نمبر محفوظ کر دینا اچھا... یہ کہہ کر حیات صاحب اپنے کمرے میں چلے گئے اور بچے موبائل میں مصروف

حیرت ہے حیات صاحب آپ نے بچوں کو موبائل لا دیے، میں تو سمجھ رہی تھی کہ آپ انکار کر دیں گے. فاریہ بیگم نے رات کو سونے سے پہلے حیرانگی سے پوچھا....پہلی بات تو یہ ہے فاریہ جی کہ آجکل موبائل واقعی میں ضرورت بھی ہے بچوں کی اور دوسروں کے دیکھا دیکھی فطری خواہش بھی، کبھی نہ کبھی تو اسکا واسطہ پڑنا ہی ہے تو اچھا ہے کہ ابھی سے اسکا اچھا و برا استعمال کا

فرق خود سے سیکھ جائیں. ویسے بھی آجکل کے دور میں ایسی خواہش کو دبا دبا کر ختم کرنے کی خواہش بیوقوفی ہے کہ بچے بہت تیز، اگر ایسی چیزوں کا ہم خود انکو اچھا استعمال نہیں بتائیں گے تو بچے پھر باہر سے اور دوسروں سے اکثر غلط استعمال ہی سیکھتے ہیں. بے فکر رہو تم فاریہ بیگم باپ ہوں انکا کچھ سوچ سمجھ کر ہی لا کر دیے ہیں اور ویسے بھی دونوں سم پوسٹ پیڈ ہیں جس کا بل مجھے آتا رہے گا تو پتا چل جائے گا انہوں نے کہاں، کس وقت، کس سے رابطہ کیا ہے. تم بھی ابھی نہ بتانا انکو، جب تک انکو خود پتا چلے گا تب تک مجھے اندازہ ہو جانا ہے کہ بچے بہتر استعمال کر رہے یا نہیں. پھر انکی اسی حساب سے تربیت کروں گا میں.... حیات صاحب نے بات ختم کی تو فاریہ بیگم نے مسکرا کر سر ہلاتے ہوے دل میں رب کا شکر ادا کیا کہ حیات صاحب جیسے آدمی انکے شوہر ہیں جن کی ہر سوچ، بات اور تربیت کا انداز ہمیشہ سے ہی مختلف ہوتا ہے

یا اللہ، اے میرے مالک، تیرا بہت بہت شکر ہے۔۔ ربا مجھے مزید اپنا شکر گزار بندہ بنا۔ ۔ مجھے ہمت دے۔۔ مجھے حوصلہ دے۔۔ میرے سارے کام سنوار دے یا رب۔۔۔ مجھ سے کبھی بھی ناراض نہ ہونا، مجھے کبھی بھی خود سے دور نہ کرنا یا اللہ۔۔۔ میرے ذمہ جتنے بھی ذمہ داریاں اور حقوق ہیں انکو بہترین سے اور آسانی سے ادا کرنے کی توفیق دے۔۔ میں سرخرو ہو کر تیرے پاس آؤں یا اللہ۔۔۔ مجھے برائی سے بچنے اور اچھائی کرنے کی سوچ، کوشش، عمل

اور مستقل مزاجی عطا فرما، مجھے خود اپنی ، اپنی اولاد کی ، اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں کی بہترین تعلیم و تربیت کرنے کی ہمت عطا فرما، یا اللہ تیری مخلوق میں سے کوئی بھی مشکل و پریشانی میں ہے تو سب کو حل فرما کر آسانی پیدا فرما۔۔۔۔۔ یا اللہ ، یا اللہ ۔۔ ۔ حیات صاحب تہجد پڑھ کر دعا میں مصروف تھے کہ مسجد سے بلند ہوتی اذان کی آواز نے انھیں فجر ہونے کا احساس دلایا۔ حیات صاحب کبھی کبھی ہی ایسے باہر لان میں آ کر کھلے آسمان تلے خاموشی و تنہائی میں تہجد پڑھتے تھے۔ پھر وہ اذان ختم ہونے پر اٹھے ، اندر جا کر فاریہ بیگم کو جگایا اور بچوں کو بھی جگانے کا کہہ کر مسجد روانہ ہوگے۔۔۔۔ گھر میں سب ناشتے میں مصروف تھے تبھی سارا کی آواز آئی، انکل آج میرا ٹیسٹ ہے آٹھ بجے، تو کوئی چھوڑ کے آ سکتا مجھے سنٹر۔۔۔ کوئی مسلہ نہیں، ارسل کالج جاتے آپکو چھوڑ آے گا۔ حیات صاحب نے ارسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ارسل نے دل میں خوشی کو چھپا کر معصوم نظروں سے دیکھ کر ٹھیک ہے کا اشارہ دیا۔۔ جہاں حیات صاحب نے ارسل کو پہلی تربیتی آزمائش میں ڈالا وہاں اسی وجہ سے کچھ دیر بعد ہی ارسل اپنی بائیک پر سارا کو بیٹھا اسکے سنٹر کی طرف رواں دواں تھا۔۔۔ پتا نہیں راستہ چھوٹا کیوں لگ رہا تھا اسے آج ۔۔ اگرچہ ارسل پہلے ہی بائیک معمول سے آہستہ چلا رہا تھا پھر بھی سارا نے کہا

۔۔آہستہ چلالو بائیک میرا دوپٹہ ڈھل جاتا بار بار سر سے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی سنٹر آ گیا اور ارسل نے سائیڈ پر بائیک روک دی۔۔۔ اچھا میں نے بارہ بجے تک فری ہو جانا۔۔ لینے آ سکتے مجھے۔۔ سارا نے پوچھا تو اور کیا چاہیے تھا ارسل کو تبھی کہا۔۔۔ کیوں نہیں مگر گھر نہیں بتانا آپ نے کہ میں نے چھوڑا واپسی پر بھی۔۔۔ اچھا نہیں بتاؤں گی۔۔ تم اپنا موبائل نمبر بتاؤ میں تمہیں مس بیل دیتی۔۔۔ پھر بارہ بجے یہیں آ کر مجھے کال کرنا میں آ جاؤں گی باہر۔۔۔ سارا نے اسے مس بیل دیتے ہوے ہدایت دی۔۔۔ ارسل نے نمبر محفوظ کرتے کہا کہ آپ پہلی لڑکی جس کا نمبر سب سے پہلے ایڈ کر رہا ہوں اپنے پہلے موبائل پر۔۔۔ تو سارا نے فٹ سے کہا، جھوٹ نہ بولو، میں دوسری ہوں پہلی لڑکی تو نمرہ ہو گی۔۔ تو ارسل نے فورا کہا، اوھو۔۔ وہ تو بہن ہے میری۔۔ تبھی سارا نے خاص ادا سے پوچھا، اچھا تو میں کون ہوں پھر۔۔۔ تب پہلی دفعہ اس فطری لگاؤ کا شکار ارسل سوائے شرمانے اور مسکرانے کے کوئی جواب نہ دے پایا۔ پھر سارا خدا حافظ اور میں انتظار کروں گی کا کہہ کر خود کالج کے اندر جانے لگی اور ارسل نے اسکے آخری سوال اور انتظار کا دھرکتے دل سے خوش ہوتے ہوے بائیک سٹارٹ کرکے اپنے کالج کا رخ کیا۔۔

سپیکر سلمان چائے کے وقفے میں کچھ لوگوں ساتھ بات چیت میں مصروف تھے کہ ایک صاحب نے پوچھا، سلمان صاحب سنا ہے آپ چہرہ شناس بھی ہیں تو میرا بھی چہرہ

پڑھ کر کچھ بتایئے، سپیکر سلمان نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے جواب دیا، جناب ابھی آپ نے غلط وقت پر سوال پوچھا ہے کیوں کہ آپکی سوچ ابھی اس ٹیبل پر ہے کہ وہاں جمع لوگ وہاں موجود سموسے نہ ختم کر دیں۔ تو آپ ذرا اپنے لئے پہلے لے ہی آیئں پھر بتاتا میں آپکو۔۔ اس جواب کے بعد وہاں موجود لوگوں کا قہقہ بلند ہوا اور ان صاحب نے بھی بات کا مزہ لیا اور کہا کمال ہے بس مجھے اور نہیں پوچھنا کچھ اور ہنستے ہوئے سموسہ لینے چلے گے۔ پھر ایک دوسرے صاحب نے پوچھا، سلمان صاحب مقصد حیات، زندگی کا مقصد، مقصد تلاش کرو وغیرہ بہت سنتے بھی اور پڑھتے بھی مگر کچھ واضح نہیں ہوتا کہ کیسے پتا چلے مقصد کا، کہاں اور کیسے تلاش کرے ایک عام بندہ بھی جو نہ تو زیادہ پڑھا لکھا ہو اور نہ زیادہ علم رکھے۔۔ آپ ہی اپنے سادہ انداز میں سمجھا دیں۔۔۔ بہت اچھی اور پتے کی بات پوچھی آپ نے اور اچھے وقت پر بھی کہ اس وقفے کے بعد میں نے اسی موضوع پر گفتگو کرنی ہے۔۔ چلیے پھر ہال کی طرف چلتے وقفہ بھی ختم ہونے کے قریب۔۔ سپیکر سلمان نے کہا تو باقی لوگ بھی 'چلیں پھر چلتے' کا کہتے ہوئے ہال کی طرف روانہ ہوگے۔۔

مقصد حیات میں صرف دو باتیں بنیادی ہیں۔ پہلی یہ کہ میرا مقصد " کیا ہے " اور دوسری یہ بات کہ مجھے " حاصل کیسے کرنا ہے " یوں کہہ لیں کہ پہلا حصہ " تلاش " ہے اور دوسرا " تکمیل " ہے۔ یقین مانیں بحثیت مسلمان ہم میں سے ہر ایک

کے لیے دونوں حصے پانا بے حد آسان ہے۔ غور کریں کہ آپ جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اسکے ساتھ ہمیشہ یوزر گائیڈ یا مینوئل ضرور ہوتا ہے۔ جس میں دو بنیادی باتیں ہوتی ہیں پہلی استعمال کا طریقہ یا مسلوں کی وجہ اور حل ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ اگر پروڈکٹ کو ٹھیک کروانا ہو، کھولنا ہو تو کسی ماہر کے پاس جانے کی ہدایت ہوتی ہے۔ جو لوگ ایسے ہی عمل کرتے یوزر گائیڈ پر تو وہ آسانی سے چیز کا استعمال بھی کرتے، خیال بھی رکھتے اور خرابی کی صورت میں کسی اچھے ماہر کے پاس جاتے۔ تو دوستو ہم انسان بھی ایک پروڈکٹ ہیں اپنے رب کی اور ہمارا مینوئل یا یوزر گائیڈ قرآن پاک کی صورت میں ہمارے پاس ہے۔ جس میں زندگی گزارنے کا طریقہ بھی ہے، مسلوں کا حل بھی ہے اور اگر ہمیں خود سمجھ نہ آے تو نبی حضرت محمد صل اللہ علیہ وسلم کی صورت میں بہترین ماہر بھی موجود ہیں رہنمائی کو۔ تو مقصد کیا ہے؟ کا پتا ہمیں قرآن و سیرت دونوں کو سمجھ کے پڑھ کر ہر ایک کو مل سکتا ہے۔ حتی کہ مقصد حیات کو جاننے کے لیے غیر مسلمان بھی اسی سے فائدہ اٹھاتے ہیں کا وہ بھی جانتے کہ ہر انسان کا مینوئل صرف رب کا کلام ہے جس کا آخری ورژن قرآن ہے۔ جس کو پڑھنے اور ریسرچ کرنے کے بعد پتا چلا کہ ہر انسان کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ ہے " دوسروں کے کام آنا" جو کہ عبادت اور حقوق العباد میں بھی اعلیٰ درجہ رکھتا کہ آپکی وجہ سے سوسائٹی میں کیا مثبت تبدیلی آئی؟ آپکے ہونے سے اس دنیا میں کیا فرق پڑا؟ آپ نے دوسروں کو کیسے آسانیاں دی؟ آپ نے دوسروں کے لیے کیا کچھ کیا؟

جیسے سورہ العصر میں ہے جو "دوسروں" کو حق بات اور صبر کی تلقین کرتے ہیں" آپ پوری دنیا میں ، جب سے وجود میں آئی ہے تمام اچھی شہرت کے مقبول و معروف لوگوں پر ریسرچ کریں تو آپ جانیں گے کہ انہوں نے دوسروں کو فائدہ دے کر ہی عزت و نام کمایا۔ تو جناب اس دنیا میں ہر انسان کا صرف یہی ایک مقصد ہے۔ فرق صرف دوسری بنیادی بات " تکمیل " کا پڑتا کہ اب اسکو " حاصل " کیسے کیا جائے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے تمام پھل دار درختوں کا ایک ہی مقصد اور وہ ہے " پھل " پیدا کرنا اب پھر کوئی درخت سیب پیدا کرکے ، کوئی آم پیدا کرکے ، کوئی انگور وغیرہ وغیرہ کر کے مقصد کو پورا کر رہے۔ تو دوستو ، اب مقصد کی تلاش مکمل کرکے اگلے سٹیپ پر زور دیں کہ اب ہر بندہ کس طرح اپنے حصے کا کام کرکے اپنے دنیا میں آنے کے مقصد کو پورا کرے۔۔۔ تو اس پر بات میں کل کے سیشن میں کروں گا تو پوری امید انشاءاللہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے گی اور جو رہ جائے تو وہ اس سیمینار کے آخری دن سوال و جواب کے سیشن میں کلیر ہو جائے گی۔۔۔۔ آپ سب کی توجہ اور بھرپور شرکت کا بہت شکریہ۔۔ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد سپیکر سلمان تالیوں کی گونج میں اسٹیج سے نیچے جانے لگے۔۔۔۔

حیات صاحب نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد مسجد واپسی پر فرید کی دکان پر گے تو ایک دفعہ پھر صفائی کے ساتھ ساتھ دکان کے بورڈ پر لکھا نام " فرید چکن

سینٹر " دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اسے شاباش دیتے ہوئے کل شام عصر کے بعد تیار رہنے کا کہا کہ حیات صاحب اسے کسی خاص جگہ پر لے کر جانا چاہتے تھے۔

ارسل جہاں خوش تھا آج ، وہیں پر سارا کے کل واپس جانے پر بہت اداس بھی ہو گیا تھا لیکن اب اس کے پاس اسکا موبائل نمبر تھا تو ذرا دل کو تسلی بھی تھی کہ سارا نے خود بھی رابطہ میں رہنے اور کسی بھی وقت کال کر لینے کی بھی مسکرا کر اجازت دی تھی۔

ارسل نے تو آج اپنے موبائل پر کئی گانے بھی ڈلوا لیے تھے جن میں سے وہ آج بار بار یہی سن رہا تھا۔۔ " پہلی نظر میں کیسا جادو کر دیا۔ تیرا بن بیٹھا ہے میرا جیا۔۔۔

حیات صاحب مارکیٹ کمیٹی کے اجلاس میں مخاطب تھے۔۔۔ دیکھیں کاروبار میں منافع مناسب ہی ہونا چاہیے بس ، ہمیں صرف اپنی جیب نہیں بڑھنی بلکہ گاھک کا بھی سوچنا کہ وہ بھی آسانی سے قیمت ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی خوف خدا بھی ہونا چاہیے ہمیں۔ مانتا ہو کہ دکانوں کا کرایہ زیادہ، بجلی کا بل ، کام کرنے والوں کی تنخواہیں بھی نکالنی ہوتی۔۔ لیکن میرے حساب سے سچ پوچھیں تو ان سب کا خرچہ نکلنا کوئی مشکل نہیں کاروبار میں ، یہ صرف بہانے ہوتے اپنے دوسرے اخراجات چھپانے کے۔۔ اکثر مالکان اپنی شاہانہ زندگی کو رواں دواں رکھنے کے لیے نا جائز منافع میں اضافہ کرتے، غلط طور پر قیمت

مقرر کرتے، عجیب حال یہ ہے کہ 100 کی چیز کی قیمت 500 رکھتے، پھر 50 پرسینٹ ڈسکاؤنٹ کا لالچ دے کر 250 میں بیچ کر بھی بے حد فائدہ کماتے، اب یہ کھلی بے ایمانی اور منافقت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔۔۔ دوسرا آجکل جو دکان داری کا ایک اور غلط رواج آ گیا کہ دکان کی اچھی سے سجاوٹ کرو، مہنگا بورڈ، روشنیاں، فرنیچر، شیشے وغیرہ سیٹ کرو اور پھر ہلکی کوالٹی کا مال زیادہ قیمت پر بیچ دو۔ اوپر سے یہ اصول کہ کوئی چیز نہ واپس ہو گی نہ ہی تبدیل جو کہ اسلامی تجارت کے اصولوں کے مکمل منافی ہے۔۔ یہ پورا حق ہے گاھک کا کہ وہ خریدنے کے بعد بھی چیز پسند نہ آنے پر پورے پیسے واپس لے یا تبدیل کروائے لیکن یہاں گاھک دکان سے اتر کر ہی واپس آ جائے تو اکثر دکان دار ٹھیک سے بات ہی نہیں کرتے۔ خدارا رب کا خوف کریں، اپنے گھر والوں کو حلال کمائی کھلائیں۔ جائز منافع لیں، گاھک کو اچھی چیز دیں، خرابی کا پہلے ہی بتا دیں، خراب کو ٹھیک کے ساتھ مکس کر کے نہ بیچیں، اور تبدیلی و واپسی کا اصول اپنائیں۔ جھوٹے، فریبی، دھوکہ والے ڈسکاؤنٹ کا لالچ دینا بند کریں۔ آسانیاں پیدا کریں خریداروں کے لیے، خوش کریں انکو۔ اور جو لوگ یہ کہتے کہ یہ سب کرنے سے کاروبار نہیں چلتا تو آپ سب کے سامنے میرا کاروبار ہے اور رب کا شکر میں بے حد خوش بھی ہوں اور سکوں میں بھی، رب کا فضل کہ میرے کاروبار میں گاہکوں کا رش پوری مارکیٹ سے زیادہ ہوتا ہے۔ میں چاہتا آپ سب بھی ایسے ہی اقدام سے حلال کمائی کریں اور برکت والی ترقی پائیں شکریہ، مجھے اور کچھ

نہیں کہنا۔۔۔

بڑی کلاس میں بھی آ کر بھی میں پڑھائی میں بہت اچھا نہیں رہا بس درمیانہ سا ہی۔ میٹرک میں دوسروں کے کہنے پر سائنس رکھ تو لی لیکن بائیو، کیمسٹری، فزکس اور ریاضی میں بس پورے پورے نمبر لے کر ہی پاس ہوتا۔ مجھے بس کرکٹ کھیلنا اچھا لگتا یا بزم ادب کے پروگرام میں حصہ لینا۔ اکیلے ہی آوارگردی کرنا، ارد گرد کی چیزوں و ماحول کا گہرائی سے جائزہ لینا اور نئی نئی باتیں و کام سیکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔ مجھے سب کہتے تھے پتا نہیں "میاں" کس پر چلا گیا ہے، نہ اسکی ماں ایسی تھی نہ ہی باپ۔ جہاں میری امی میرے بچپن میں ہی فوت ہو چکی تھیں وہیں پر مجھے اپنے ابو کا بھی کچھ نہیں پتا تھا، چاچا جی بتاتے کہ کسی دوسرے ملک میں ہیں۔۔ انکی میری امی سے کبھی نہیں بن سکی بس انہوں نے طلاق تو نہ دی لیکن جب روزگار کے لیے پہلی دفعہ کویت گئے تو بس پھر واپس نہیں آئے کبھی۔ اور اب کہاں، کون سے ملک، زندہ ہیں یا نہیں، کوئی بھی نہیں جانتا۔۔۔

فرید عصر کے بعد تیار تھا، اس کا چکن ویسے بھی تقریباً بک چکا تھا جو تھوڑا سا تھا بنایا ہوا وہ نعمت چچا نے اپنے ذمہ لے لیا تھا بیچنے کو۔ تھوڑی دیر بعد وہ حیات صاحب کی گاڑی میں انکے ساتھ جا رہا تھا۔ ایک دوسرے

علاقے میں جا کر ایک پرائیویٹ سکول کے باہر حیات صاحب گاڑی سائیڈ پے کھڑی کر کے اترے اور پھر فرید کو ساتھ لے کر سکول میں داخل ہو گئے۔ جس کلاس روم سے آوازیں آ رہیں تھیں وہاں داخل ہوے تو فرید حیران کہ وہاں بچوں کی بجاے مختلف عمروں کے لوگ بیٹھے ہوے تھے اور ایک صاحب استاد کی طرح کھڑے تھے۔ سب نے حیات صاحب کو سلام کیا تو جواب دینے کے بعد حیات صاحب نے فرید سے کہا، یہ غنی صاحب ہیں اس سکول کے مالک بھی اور بہت اچھے استاد بھی اور سامنے بیٹھے لوگ کوئی عام نہیں بلکہ خاص تعلیم لے رہے۔ پھر باقی سب کو مخاطب کر کے بولے ، دوستو یہ ہے آپ سب کا نیا دوست اور اس اسپیشل کلاس کا اسپیشل سٹوڈنٹ فرید ، جسکی اپنی چکن کی دوکان ہے میرے ہی گھر کے پاس۔ پھر فرید کو مزید بتانے لگے کہ جیسے میں تمہیں لے کر آیا یہاں، ایسے ہی ان میں سے بھی کچھ کو میں نے اور کچھ کو غنی صاحب نے دریافت کیا ہے۔ یہ تمام وہ لوگ ہیں جو بہت محنتی ، ہمت والے اور اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہو کر اپنے حالات بدلنے والے ہیں۔ ان سب کے وسائل بہت محدود ہیں لیکن انکا کچھ کر دکھانے کا جذبہ بہت زیادہ ہے۔ میں اور غنی صاحب ان سب کو اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوے اپنے کام کو بڑھانے کے طریقے بتاتے ہیں اور پھر یہ سب ان پر بہترین سے عمل کر کے دن با دن کامیاب ہو رہے مثلا وہ خان بابا گلیوں میں پھر پھر کر چنے بیچتے تھے مگر آج مختلف سکول و کالج کی کینٹین میں پیکنگ میں چنے اور دوسرے نٹس ، سپلائی کرتے۔ وہ کریم بھائی بھی ایسے ہی اپنی قلفیاں سپلائی کرتے

مسعود صاحب مختلف اداروں میں دوپہر کا کھانا سپلائی کرتے جس کو ان کی بیگم گھر میں تیار کرتی۔ جو سستا بھی پڑتا اور صاف ستھرا گھر کا۔ اسلم صاحب حجام ہیں اور شام کو مختلف گھروں میں جا کر ان لوگوں کے اور انکے بچوں کے بال کاٹتے جو انکو فون پر بلاتے۔ حمید صاحب جو ہیں یہ گھر میں ہی مختلف کیک تیار کرتے اور مختلف دکانوں کو سپلائی کرتے۔ اور باقی لوگ بھی ایسے ہی مختلف کام کرتے، ہم ہفتہ میں ایک دن ایسے اکھٹے ہوتے، یہ سب اپنی اپنی پراگریس بتاتے، ایک دوسرے کو اپنے تجربہ سے آگاہ کرتے پھر ہم انکو نیے مشورہ دیتے اور حوصلہ بڑھاتے۔ روزمرہ استعمال کی بنیادی تعلیم اور استعمال ہونے والے سادہ عام انگلش کے الفاظ بھی سکھاتے اور اس کے علاوہ کسی کو کام بڑھانے کے لئے تھوڑا بہت قرضہ چاہیے ہوتا وہ بھی ہم دیتے بغیر کسی سود کے۔ ایسے ہی یہ سب اپنے حالات بھی بدل رہے، اپنے خاندان میں بھی خوش حالی لا رہے اور عملی طور پر ہمت سے اپنے مشکل حالات کا مقابلہ کر رہے تو رب بھی انکے لئے نئ راہیں کھولتا جاتا اور آسانیاں پیدا فرما رہا. تم اب ان سے ملو اور خود پوچھو کہ اب یہ کیسا محسوس کرتے ہیں میں ذرا غنی صاحب سے ضروری باتیں کر لوں۔ یہ کہہ کر حیات صاحب اور غنی صاحب کمرے سے باہر نکال گئے۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد حیات صاحب باہر سے واپس آ گئے، تب تک فرید نے باقی سب لوگوں

سے اچھی علیک سلیک کر لی تھی اور وہ واقعی بہت متاثر ہو رہا تھا وہاں موجود لوگوں کی ہمت و لگن سے۔ کچھ دیر بعد ہی وہ واپسی کے سفر پر تھا کہ آج کے لئے اتنا ہی کافی تھا اسکے لئے ، پھر حیات صاحب نے اسے دکان پر چھوڑا اور خود اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ فرید نے سب کچھ نعمت چچا کو بتایا تو ان کے دل میں بھی حیات صاحب کی قدر اور بڑھ گئی اور دونوں نے شکر ادا کیا کہ حیات صاحب جیسے آدمی انکی بھلائی و رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔

حیات صاحب کو آتے ہی بچوں نے گھیر لیا اور حال احوال میں مصروف ہو گئے، تبھی باتوں باتوں میں نمرہ نے کہا" ابو جی پتا نہیں کون مجھے بار بار فون کر رہا، پہلی دفعہ جب کال آئی تو میں نے اٹینڈ کیا کہ ہو سکتا کسی جاننے والا کا ہو کہ میرا نمبر نیا تو سب کو بتا رہی ، مگر دوسری طرف کوئی انجان آدمی کی آواز تھی۔۔ میں نے ہیلو کہنے کہنے کے بعد کوئی بات نہیں کی مگر وہ بار بار تنگ کئے جا رہا، یہ دیکھیں ابھی بھی آ رہی اسکی کال" نمرہ نے کال آنے پر موبائل ابو کو دیا تو انہوں نے اوکے کر کے ہیلو بولا مگر دوسری طرف سے کوئی آواز نہیں آئی، حیات صاحب نے ذرا سخت لہجے میں پوچھا اور ڈانٹا تب دوسری طرف سے کال کٹ کر دی گئی۔۔ حیات صاحب نے اسکا نمبر اپنے پاس نوٹ کرتے کہا، فکر نہ کرو میں اسکا علاج کرواتا صبح اور نمبر بھی بلاک کرواتا۔۔ اور شاباش بہت اچھا کیا تم نے مجھے بتا کر۔۔ اچھی بیٹیاں ایسے ہی اپنے

مسلے والدین کو بتایا کرتی ہیں۔ کوئی انجان آپکو کال کرے یا کہیں باہر تنگ کرے تو کبھی بھی نہیں چھپانا یا بتاتے ڈرنا۔ مجھ سے شرم آے تو اپنی امی کو بتاؤ لیکن بتانا ضرور ہے، مظبوط کردار کی بیٹیاں والدین کا فخر ہوتی ہیں۔ مجھے بہت اچھا لگا آج، شاباش ایسے ہی ہونا چاہیے میری بیٹی کو، حیات صاحب نے نمرہ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔۔جہاں حیات صاحب خوش ہوئے وہاں پر نمرہ کو بھی بہت حوصلہ ملا ابو کے دوستانہ رویے سے۔۔۔ چلو پھر آج سب باہر سے آئس کریم کھا کر آتے نماز اور کھانا کھانے کے بعد۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی یہ بات کہہ کر تو حیات صاحب نے تو خوش ہی کر دیا بچوں کو۔۔۔۔

رات گہری ہو چکی تھی اور حیات صاحب کتاب پڑھنے میں مصروف تھے تبھی فاریہ بیگم بولی، اچھا کیا آپ نے کہ ہمیں باہر لے گئے اور آئس کریم کھلا دی میرا اپنا بہت دل تھا کھانے کو۔۔۔ او ھو، کوئی حال نہیں آپکا، آپ بتا دیا کریں تو ہم ہر روز ایسے باہر چلے جایا کریں۔۔ حیات صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا، نہیں اب ایسی بات بھی نہیں، پتا مجھے جتنا آپ نے لے کر جانا، پتا نہیں آج کیسے ٹائم نکال لیا ہمارے لیے، اچھا خیر ویسے مجھے بھی آج اچھا لگا نمرہ کا آپکو بتانا، لیکن مجھے ارسل کی فکر ہو رہی کہ میں نوٹ کر رہی وہ بہت استعمال کرتا موبائل، پتا نہیں کس کو میسج کرتا رہتا، فاریہ بیگم نے بات ختم کی تو حیات صاحب بولے ہاں، میں نے بھی نوٹ کیا ہے، آج بھی

باہر جاتے ، آئس کریم کھاتے بھی بار بار میسج کر رہا تھا ، خیر دیکھتے ہیں، میری نظر ہے اس پر ، بل آنے پر پتا چل ہی جانا مجھے ، رب بہتر کرے گا انشاللہ ، یہ کہہ کر حیات صاحب کتاب میں مصروف ، فاریہ بیگم سونے میں ، نمرہ پڑھائی میں مصروف اور ارسل رات کے اس وقت میسج کی بجاے روز کی طرح ڈائریکٹ کال میں مصروف سارا کے ساتھ اس بات سے بے خبر کہ کال کیا گیا نمبر اور وقت کہیں محفوظ ھو رہے جس کا پتا اسکے ابو کو لگ جانا بل آنے پر۔۔۔

آج کانفرنس کا دوسرا سیشن چل رہا تھا اور مختلف اسپیکرز اپنے اپنے موضوعات پر بات کر رہے تھے مگر ھال میں موجود تقریباً سب کو سپیکر سلمان کے لیکچر کا انتظار تھا کہ سبھی انکو ہمیشہ سے ہی سب غور سے سنتے تھے ۔ وہ مشکل باتوں کو سادہ الفاظ میں اور اپنے منفرد انداز میں کچھ ایسے بتاتے تھے کہ انکی باتیں دل پر اثر رکھتی تھیں۔۔ تبھی جب انکا نام پکارا گیا تو ہمیشہ کی طرح جس پر جوش انداز اور بھرپور تالیوں کے ساتھ انکا استقبال کیا گیا وہ واقعی ہر کسی کے لیے قابل دید تھا۔ سپیکر سلمان نے روسٹرم پر آ کر سب کو سلام کہہ کر عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا اور اپنی بات شروع کی، کل جہاں ہم نے مقصد کی تلاش پر بات کی تو آج ہم تکمیل مقصد پر نظر دوہراتے ہیں۔ غور کریں کہ کیا کبھی ایسا ہوا کہ آپ نے نیا موبائل یا لیپ ٹاپ لیا ھو تو اسکے ساتھ چارجر نہ ھو ؟ کوئی ٹی وی، ڈی وی ڈی پلیئر ، کوئی فریج کوئی

الیکٹرانکس کی پروڈکٹ جس کی پاور کیبل نہ ہو؟ اچھا چلو ساتھ نہیں ملی تو کیا آپ ویسے ہی بیٹھیں رہیں گے یا بازار سے جا کر خود لے آئیں گے؟ جب ہال سے جواب آیا تو سپیکر صاحب نے کہا۔۔ جی ہاں، اول تو سب ساتھ ہوتا، اگر نہیں تو ہم کو ہر صورت لے کر آنا ہی ہوتا کہ تبھی چیز میں جان پڑتی، وہ چلتی ہے اور اپنے ہونے کا مقصد پورا کرتی ہے۔ آپ کسی سپر اسٹور پر جائیں اور نظر دوہرائیں تو ہر چیز کوئی نہ کوئی فایدہ دیتی ہیں انسان کو۔۔ اور تمام چیزوں کو بنانے میں کوئی نہ کوئی انسان ضرور ہوتا ہے۔ یہ مائیک بھی کسی نے بنایا، یہ پروجیکٹر بھی، یہ مارکر بھی، اس ہال میں موجود ہر چیز کا کوئی نہ کوئی موجد ہے اور ہر چیز کا اپنا اپنا ایک منفرد مقصد ہے۔ اب سوال یہ کہ انکو بنایا کیوں کسی نے؟ کیا تھا اگر یہ مائیک نہ بنتا، یہ پنکھے، بلب، گاڑی، جہاز وغیرہ نہ بنتے، کیوں سوچا کسی نے ان پر، کیوں غور فکر کی، کیوں اپنا وقت، دماغ لگایا؟۔۔ کس نے کہا انکو یہ سب کرنے کا؟ کیا صرف اپنے لیے بنایا؟ اپنی کمائی و روزگار کے لیے؟ اپنی شہرت کے لیے؟ اور کیا یہ سب دنوں میں بن گیا؟ کیا کسی بھی چیز کی تکمیل فورا ہو جاتی ہے؟

یاد رکھیں کامیابی اور ناکامی میں بنیادی فرق "کوشش و انتظار" کا پڑتا ہے۔ جلد باز لوگ ایک دو بار کوشش و انتظار کرکے پیچھے ہٹ جاتے اور سمجھ دار لوگ

صبر سے بار بار کوشش کرتے اور بار بار ناکام ہوتے مگر وہ پیچھے نہیں ہٹتے جب تک منزل مل نہ جائے۔ کیونکہ وہ جانتے کہ کسی بھی چیز کی تکمیل فورا نہیں ہوتی اور وقت لگتا کہ یہ اس کائنات کا اٹل اصول ہے۔ خود رب نے پہلا بندہ تخلیق کیا تو اسکو بھی بہت عرصہ یونہی رکھا پھر کہیں جا کر اسے حضرت آدم بنایا۔ یاد رکھیں، رب تو کن سے فیکون کر سکتا ہے لیکن ہم انسان نہیں، تبھی اس نے ہمیں اس فرق کو بتانے اور سکھانے کو بہت سی نشانیاں بیان کیں مثلا اس نے خود اس کائنات کو تخلیق کرنے میں چھ دن لگائے، پہلے زمین مکمل کی پھر آسمان کی طرف گیا۔ غور کریں کہ اس نے اپنے مقصد کو پانے کے لیے کیسے پلان سے، ترتیب سے اور وقت لگا لگا کر اس کائنات کی تکمیل کی، وہ چاہتا تو فورا کر سکتا لیکن نہیں۔۔ کیوں کہ انسان کو بتانا و سمجھانا مقصود تھا۔۔ پھر اپنے ہر نبی کو بھی فورا آسانیاں نہیں دی، پڑھ کے تو دیکھیں ذرا قرآن کو کہ کس قدر قربانیاں دینی پڑیں ہر پیغمبر کو، پریشانیاں سہنی پڑیں، کتنا وقت لگانا پڑیں اور ان سب کے ساتھ کتنا غور و فکر کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے اپنے نبی کو چالیس سال کی عمر کے بعد نبوت ملی اس سے پہلے وہ کیا غار میں جا کر غور و فکر نہیں کرتے تھے؟ کیا پھر انہوں نے دین کی تکمیل کے لیے سالوں کوشش نہیں کیا؟ کتنی جنگیں، قربانیاں، پریشانیاں اٹھائیں انہوں نے، پڑھا ہے نا آپ نے؟ قرآن کو لے لیں، کیا یہ فورا نازل ہو گیا؟ کیا یہ تھوڑا تھوڑا اور وقفے وقفے سے نازل نہیں ہوا؟ نماز کی تکمیل ہر رکن کو بتدریج اور وقت دے کر

ہی ہوتی ہے۔ آپ سجدہ میں قیام و رکوع کے بعد ہی جا سکتے ، ہر نماز اپنے مقرر وقت میں ہی ادا ہوتی، سورج مشرق سے مغرب کبھی فورا نہیں آتا، میں آپکو ہزاروں مثالیں دے سکتا سمجھانے کو اور آپ خود بھی غور کر سکتے رب کے کارخانہ قدرت میں اور سمجھ سکتے کہ تکمیل فورا بھی نہیں ہوتی اور نہ ہی آسان۔

لیکن ہمارا تو پہلا مسلہ ہی یہ ہے کہ ہم مقصد کی تلاش میں ہی عمر گزار دیتے اور تکمیل کو وقت ہی نہیں ملتا تبھی فورا نتیجہ چاہتے۔۔۔ جسکی بنیادی وجہ یہ کہ ہم زندگی کے مقصد کو ہزاروں دوسری کتابوں و باتوں میں تلاش کرتے رہتے مگر گھر میں موجود غلاف میں لپٹی کتاب کو چومتے، ہل ہل کر خالی لفظوں کو ثواب و اخروی جنت کے لیے تو پڑھتے لیکن اس کے اندر چھپے مقصد حیات کو نہیں ڈھونڈ پاتے اور نہ ہی اس زندگی کو جنت بنا پاتے۔

۔۔ ہم سب آسان سی زندگی چاہتے بس کہ ایک ہی قسم کی آسان نوکری، کاروبار ہو، گھر، شادی، بچے وغیرہ بس۔۔ ہمیں جاننا چاہیے کہ کمائی، دولت، شادی، اچھا سا پیشہ ہی ہماری منزل نہیں یہ تو صرف حصہ ہے آپکے اپنے مقصد کا۔ لاکھوں لوگ ہیں جو دل سے کام نہیں کرتے صرف مجبوری میں کرتے کمائی کی، اور ایسے لوگ ہی مزید پریشان ہوتے۔

خدارا خود پر غور کریں کہ ہر بندہ ایک خاص کام کی قابلیت لے کر آیا ہے اس دنیا میں اپنے ساتھ ، اسکو ڈھونڈیے پہلے۔ اور ضروری نہیں وہ فورا ملے ، کیا پتا آپکو بہت نوکریاں پیشہ بدلنا پڑے، بہت قربانیاں دینی پڑیں پھر کہیں جا کر ملے۔ بہت سی مثالیں ہیں جو ، پہلے ڈاکٹر وہ استاد بن گئے ، جو استاد تھے وہ کاروبار میں آ گئے، جو وکیل تھے وہ لیڈر بن کے قائد اعظم کہلاے اور دنیا کا نقشہ بدل گئے ، جو ڈاکٹر تھے وہ قومی شاعر بن گئے۔۔

ایسے ہی دوستو جب آپ اپنا وہ والا کام کرتے جس سے آپکی روح ہم آہنگ ہے تبھی آپ تکمیل کر پاتے اپنی اس کائنات و زندگی کے مقصد " اوروں کے کام آنا" کی ۔ کسی نے کوئی ایجاد کرکے اپنا حصہ ڈالا، کسی نے اپنے کام سے، الفاظ سے ، محنت سے، کسی بھی فیلڈ میں جو لوگ ابھر کر سامنے آتے وہ دوسروں کو دینے والے ہوتے اور یہ آپ اور ہم جیسے ہی ہوتے ہیں ، فرق یہ کہ انہوں نے اپنے اس ایک کام کو ڈھونڈھ لیا جو صرف انہی کے لئے بنایا گیا ہوتا. رب بھی پھر ایسے لوگوں کی مدد کرتا اور نئی سوچیں اور راہیں نکال دیتا۔۔

اب دیکھیں رب خود کہتا کہ سیر و سفر کیا کرو تاکہ ہم اسکی قدرت و نشانیاں دیکھ کر شکر بھی کریں ہے عبرت بھی پکڑیں ، اب ان گاڑیوں ، جہازوں کے موجد نے کمال نہیں کیا؟ رب کی اس بات پر عمل کرنے کو آسانیاں نہیں دی ؟ اب کیا انسان پوری دنیا نہیں گھوم سکتا ؟ رب خود ہی فضل کرتا ان پر جو اپنی تلاش و

تکمیل میں غور و فکر کرتے اور پھر عملی کوشش کرتے۔ اور جو لوگ صرف خود کو آسانی و آسائش دینے میں رہتے تو رب انکو پھر روزی و روٹی کے چکر میں ہی گھمائے رکھتا اور ان کے پاس سوائے شکووں و پچھتاؤں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ تو دوستو خدارا، آپ سب ہمت پکڑیں، رسک لینا سیکھیں، ڈھونڈیں خود کا شوق والا کام اور پھر اس وقت تک بار بار کوشش کریں جب تک جیت کر تکمیل نہ کر دیں۔

آخر میں یہ کہ اپنے مینوئل قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھیں، صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار، دل لگا کر، خود سے بھی غور و فکر کریں نوٹس بنا بنا کر، جہاں سمجھ نہ آئے تو مختلف تفاسیر سے مدد لیں، ساتھ ساتھ دعا کریں رب سے ماتھا رگڑ رگڑ کر، آنسو بہا بہا کر، وہ ضرور آپکو آپکے اس شوق والے کام و مقصد سے آشنا کرے گا جس کو اپنا کر آپ نئی زندگی جینا شروع کریں گے اور پھر رب کے اس مقصد کی تکمیل کریں گے جسکے لیے آپ کو یہ زندگی عطا ہوئی ہے۔۔۔ وقت مختصر ہوتا ہے اس لیے فی الحال اتنا ہی، باقی آپ سوال و جواب والے سیشن میں مزید سلجھا سکتے خود کو۔ توجہ سے سماعت کا شکریہ، سپیکر سلمان نے لیکچر ختم کیا تو کچھ دیر پہلے کے خاموش و پرسکوں ہال میں دیر تک بجنے والی تالیوں کی گونج نے ایسا شور مچا دیا جو ہمیشہ سپیکر سلمان کا خاصہ اور ان کی نیک نیتی والی منفرد باتوں کا ثبوت بھی ہوتا۔

ارسل کا نیا شوق و فطری لگاؤ اپنے رنگ دکھا رہا تھا۔ اسکا دل پڑھائی میں نہیں لگتا تھا اب۔ پورا دن سارا کے ساتھ میسیجز میں گزر جاتا اور رات دیر تک کال میں مصروف۔ اب تو اسکے پاس بیلنس بھی ختم ہو گیا تھا۔ اسکو سارا نے رات بتایا تھا ایک پیکج کے کروانے کا جس میں کافی فری منٹ بھی ہوتے اور لا تعداد میسیجز بھی۔ آج اسکا یہی ارادہ تھا کروانے کا تبھی وہ اکیڈمی واپسی پر موبائل شاپ پر گیا۔ اس نے دکاندار کو ہی دو سو کا بیلنس ڈلوا کر مطلوبہ پیکج کرنے کا کہا۔۔ تھوڑی دیر کوشش کرنے کے بعد دکاندار نے کہا کہ یہ والا پیکج نہیں ہو رہا کہ آپکا نمبر پوسٹ پیڈ ہے اور یہ پیکج صرف پری پیڈ سم کے لیے ہے۔۔۔ تب ارسل نے ذرا گھبراتے ہوئے پوچھا کہ کیا میرا نمبر پوسٹ پیڈ ہے؟۔۔ او بھائی یہ تمہارا اپنا موبائل نمبر ہے تو تمہیں خود پتا ہونا چاہے کہ یہ پوسٹ پیڈ ہے، دکان دار نے دوسرے کسٹمر کے ساتھ مصروف ہونے کی وجہ سے ذرا جھنجلا کر جواب دیا

ارسل کو تو اب پریشان سوچوں نے گھیرے میں لے لیا۔ ابو کو تو پتا چل جانا اب۔۔ بل میں تو سارا کا نمبر، راتوں کو ہونے والیں کال کے اوقات ، میسیجز کی اور فون کالز کی تعداد سب کچھ آ جانا ابو کے سامنے۔۔۔ کیا کہوں گا پھر میں ابو کو۔۔۔ ان سبھی سوچوں کو بار بار سوچتے وہ جب گھر پہنچا تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ گھر سے ہو کر وہ سیدھا مسجد گیا تو نماز میں بھی سوچوں نے

پیچھا نہیں چھوڑا۔۔ ایک ہی خیال اب کیا ہو گا۔۔ کیا کروں میں۔۔ بل تو خیر ابھی آٹھ، دس دن تک آنا ہو گا مگر آ تو جانا نا، پتا تو چل ہی جانا۔۔۔ انہی سوچوں کے ساتھ وہ اب مسجد سے گھر کی طرف روانہ تھا۔۔۔۔

میاں۔۔۔ او پتر میاں۔۔۔ سو گیا ہے کیا۔۔۔ چاچا جی نے میرے کمرے میں آ کر آواز دی تو میں نے چارپائی سے اٹھ کر جواب دیا، نہیں چاچا جی بس ویسے ہی لیٹا ہوا تھا، ابھی سکول کا پڑھ کے فارغ ہوا تھا، آپ بتائیں کوئی کام تھا کیا۔۔۔ بس پتر یہ دوائی پکڑ اور آنکھ میں ڈال دے میرے، باقی تو سارے ہی سو گے۔۔ چاچا جی نے میرے ساتھ والی چارپائی پر لیٹتے ہوئے کہا۔۔ پھر میں نے آنکھوں والی دوائی ڈال دی۔۔۔ ۔اور سنا پتر پڑھائی ٹھیک جا رہی تیری، کوئی مسلہ تو نہیں نا، پیسے وغیرہ چاہیے ہوں تو مجھے بول دیا کر یا چاچی اپنی کو، شرمایا نہ کر پتر اوے، میں تو ویسے ہی آجکل زمینداری میں مصروف ہوں تبھی تم سے ملاقات ہی نہیں ہو پاتی اتنی۔۔ چاچا جی نے دوائی پڑی بند آنکھوں سے لیٹے لیٹے ہی پوچھا۔۔ نہیں چاچا جی کوئی مسلہ نہیں، پڑھائی بھی ٹھیک اور چاچی جی روزانہ خرچی بھی دیتی ہے۔۔ میں واقعی ٹھیک کہہ رہا تھا چاچا اور چاچی جی واقعی بہت خیال رکھتے تھے میرا، تبھی میرا دل تھا کہ جلدی سے بڑا ہو کر کمانا شروع کروں اور ان دونوں کی اچھے سے خدمت کروں۔۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ چاچا جی کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز سنائی دی، وہ یہیں

سوگے تھے فورا، تھکن کی وجہ سے۔ تب میں بھی بلب بند کرکے اپنی چارپائی کی طرف سونے کے لئے چلا گیا۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی ، ارسل اپنی سوچوں میں گم ابھی تک پریشان تھا اسکا دل تھا سارا کو کال کرنے کا مگر یہ سوچ کہ پھر یہ وقت اور نمبر آ جانا بل پر، ادھر سارا تو کبھی کبھی ہی خود کال کرتی تھی وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے ورنہ ہمیشہ ارسل کو ہی کرنا پڑتی۔ ابھی پھر اس نے سوچ کر سارا کو صرف میسج کیا کہ وہ آج کال کرے چاہئے تھوڑی سی ہی کہ اہم بات کرنی۔۔ تھوڑی دیر بعد سارا نے کال کی تو حال احوال کے بعد جب ارسل نے اسے اپنی پریشانی بتائی تو آگے سے سارا کا بھی سن کر حال برا۔۔ او ارسل کے بچے مروا دیا تم نے مجھے بھی۔۔ عجیب بیوقوف ہو تم۔۔۔ یہ اور وہ.... پتا نہیں کیا کچھ بول رہی تھی سارا غصے میں ، ارسل تو حیران ہی رہ گیا اس کی باتیں سن کر، تبھی سارا نے یہ کہہ کر کہ اب کوئی رابطہ نہیں کرنا مجھ سے فون بند کر دیا۔۔۔ ارسل جہاں پہلے پریشان تھا اب سارا کے رویہ سے اور زیادہ ہو گیا۔۔ ادھر سارا بھی پریشان ہوئی تھی اگرچہ وہ صرف ارسل سے ہی رابطہ پر نہیں تھی اور بھی کچھ لڑکے تھے جن سے وہ بات کرتی تھی مگر باقیوں کے پاس مختلف نمبروں کی کافی پری پیڈ سم ہوتی تھی۔۔ ارسل کی وجہ سے انکل کو سب پتا چل جانا اب۔۔۔ خیر اب جو ہونا ہے ہو جائے مگر اس نے دوبارہ ارسل جیسے بدھو سے کبھی بھی

بات نہ کرنے کا پکا سوچ لیا تھا اور ساتھ ہی اپنی یہ والی سم بھی بلاک کروانے کا۔۔
اگلی صبح کالج میں فری پیریڈ کے دوران کینٹین واپسی پر چپس کھاتی سدرہ نے پوچھا... کیا ہے یار نمرہ، تم روزانہ ایک ہی رنگ کا حجاب لے کر آتی۔۔ تم چلنا میرے ساتھ بازار، بہت ہی منفرد اور سٹائل کے حجاب آئے ہوئے۔۔ اسکی بات سن کر نمرہ مسکراتے ہوئے بولی خیر ایک رنگ کا تو نہیں ہے، تین چار رنگ کے ہیں میرے پاس..... ہاں لیکن سادہ ہوتے رنگ برنگ کے نہیں، جیسے کے تم بتا رہی۔۔ تبھی تو کہہ رہی چل میرے ساتھ، میری طرف سے گفٹ ہی سہی، سدرہ نے پیار آفر دیتے ہوئے کہا تو نمرہ بولی، بہت شکریہ محترمہ، دراصل حجاب اور عبایا مجھے امی ہی لے کر دیتی ہیں اور میری پسند کے ہی۔۔ نہ امی جی کو رنگ برنگ والے پسند اور نہ ہی مجھے، امی کہتی ہیں کہ گھر سے باہر لڑکیوں کو پردہ وحجاب وغیرہ ایسا لینا چاہیے جو ہماری زینت و حسن کو چھپا دے نہ کہ ایسا جو دلکشی اور بڑھا دے۔ ان پہناوں کا مقصد خود کو ڈھانپ کرنا محرم مردوں کی نظروں سے خود کو بچا کر رکھنا ہے نہ کہ رنگ برنگ کے پہن کر خود کو نمایاں کرنا۔ ایسے پہناوں سے تو میں اور سب کی نظروں میں آ جاؤں گی تب حجاب و عبایا کا مقصد تو فوت ہو گیا نا۔ اس سے اچھا پھر میں ان کے بغیر ہی آ جایا کروں

اور تم نے بھی یہ نوٹ کیا ہو گا کہ جب ہم کسی اسٹور میں جاتے کچھ خریدنے، تو ہمیں شوخ ، رنگ۔برنگ اور سٹائل والی پیکنگ کی چیزیں ہی آنکھوں کو بھاتی ہیں نا ؟ اور پھر اکثر ہم وہی خریدتے چاہے اندر سے وہ اچھی نہ نکلیں۔۔ ہاں یہ تو آجکل بیچنے والوں کی مارکٹینگ کا طریقہ کار ہے اور ہر طرف یہی چلن چل رہا، سدرہ نے آگے سے جواب دیا ۔۔ تبھی تو سدرہ جی۔۔۔ بات یہ ہے کہ میں اپنے اوپر بھی کوئی ایسی پیکنگ نہیں کرنا چاہتی اور نہ ہی کسی دلکش رپیر کی طرح حجاب و عبایا چڑھانا چاہتی کہ پھر میں بھی سب کی نظروں کو بھاؤں۔۔۔ میں کوئی نمائش والی چیز تو نہیں اور نہ ہی کوئی بکنے والی کوئی پروڈکٹ کہ ایسے پہناوے پہن کر اپنی مارکیٹنگ کرتی پھروں اور مرد مجھے ہوس بھری نظروں سے جانچتے پھریں۔۔ مجھے تو بس رب کے حکم کے مطابق خود کو ڈھانپنا ہے تو سادہ و سلیقہ والا پہناوا ہی بہترین ہے کہ مجھے اپنی دل کشی، پیارا لگنا اور نظروں کو بھانا وغیرہ صرف اپنے محرم رشتوں خاص کر شوہر کے لئے ہی سنبھال کر رکھنا ہے۔ سمجھ آ گئی میری بات۔۔ نمرہ نے بات ختم کی تو سدرہ نے کہا یار پتا نہیں کہاں سے دماغ پایا تم نے ایسا، کون سکھاتا تمہیں ایسی باتیں۔۔۔ خیر چل چلیں پیریڈ ہونے والا بس اگلا۔۔

خیر ہے نا ارسل آج بڑا چپ چپ ہے، کیا ہوا ہے.... اب کیا اور کیسے بتاتا ارسل اپنے دوست کو اپنی پریشانی۔۔ اگرچہ وہ کل سے اپنے اندر دبا دبا کر

بات کو خود بھی پریشان ہو رہا تھا اور اب اسے کوئی حل چاہیے تھا۔۔ تبھی اس نے سوچا کہ ریاض سے ہی مشورہ کر لے تو بہتر ہے۔ تبھی پھر اس نے ساری بات جواب میں بتا دی، تب اسکے دوست نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا یار ارسل وہ تمہیں یاد ہے اک بندہ جس کے ساتھ اکثر میری کینٹین میں بات چیت ہوتی، وہ لمبا سا جو بی اے کا سٹوڈنٹ ہے، اسکا کوئی کزن ہے اسی سم والی کمپنی میں، اس سے بات کر کے دیکھتے ہیں، ابھی بل تو آیا نہیں کیا پتا وہ کوئی ہیرا پھیری کر کے کالز کا ریکارڈ ڈیلیٹ کر دے۔۔۔ یار وہ بندہ تو مجھے بہت عجیب سا لگتا ہے تبھی میں خود اس سے دور رہتا ذرا۔۔ ارسل نے کہا تو ریاض بولا۔۔۔ یار کون سا اس نے کھا جانا تمکو، میں ہوں گا نا ساتھ میں، اب یہ مسلہ بھی تو حل کرنا نا ورنہ تیرے باپ کو پتا چلا تو کیا عزت رہ جائے گی تیری بھی اور اس لڑکی کی۔۔۔ بس تو تیار رہنا کالج کے بعد ملتے اس سے۔۔ جواب میں ارسل نے تھوڑے ڈر اور ذرا امید سے سر ہلا کر اچھا کا اشارہ دیا۔۔۔

فاریہ بیگم گھر کے ضروری کام نبٹا کر اخبار پڑھنے میں مصروف تھی کہ باہر بیل ہوئی پھر لان کی طرف سے رفیق چاچا کی آواز آئی، باجی جی ساتھ کے گھر والی باجی سکینہ آئی ہیں۔۔ تو فاریہ بیگم نے اٹھ کر اندر لاؤنج کا دروازہ کھول کر اپنی ہمسائی کو اندر بلا لیا۔۔ وہ بس ویسے ہی ملنے آئی تھی۔۔ چائے پینے کے دوران باتوں باتوں میں وہ کہنے لگی، فاریہ تمہیں پتا وہ جو

پچھلی گلی میں استانی رضیہ رہتی ، اسکی بیٹی کو طلاق ہو گئی ہے، آج صبح سامان واپس آیا لڑکی کا تو پتا چلا۔۔۔آگے سے فاریہ بیگم بولی ۔۔ اچھا۔۔۔ اس کی ابھی تو شادی ہوئی تھی چھ مہینے ہی ہوئے ہوں گے۔۔ میں گئی تھی شادی پر۔۔۔ رب اچھا کرے ان کے ساتھ یہ طلاق ہو جانا بھی بہت پریشانی کی بات ماں باپ کے لئے۔۔۔ بس فاریہ بہن ایسے تو نہیں ہو جاتی نا طلاق ، کچھ تو ہوا ہے نا ایسا ویسا، سنا ہے کہ۔۔۔ ابھی باجی سکینہ نے اتنی ہی بات کی تھی کہ فاریہ بیگم نے انکی بات درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا۔۔ چھوڑیں سکینہ جی سنی سنائی باتوں کو ، لوگ تو پتا نہیں کیا کچھ کہہ دیتے ، ایک کی دو لگا کر بتاتے، ایسے حالات میں خاموشی اچھی ہوتی بس۔۔۔ رب کسی کی بہن بیٹی کو ایسی حالت میں نہ لاے۔ میں جاؤں گی انکے ہاں ، کیا پتا ان پر کیا بیتی ہو اور ہم یہاں فضول میں سنی سنائی باتوں کے پیچھے لگ کر پہلے سے ہی منفی سوچ پیدا کر لیں۔۔ ہماری اپنی بھی اولادیں ہیں سکینہ، رب کسی کو ایسے دکھ نہ دے۔۔ اللہ اس گھر کے معاملے آسان فرما کر اس لڑکی کا گھر دوبارہ سے آباد کر دے۔ باجی سکینہ نے آمین کہتے ایک بسکٹ اٹھایا اور اٹھتے ہوئے کہا، اچھا پھر فاریہ میں چلتی مجھے ذرا مارکیٹ بھی جانا ابھی۔۔ فاریہ بیگم نے جہاں انکو خدا حافظ کہہ کر اس لڑکی کا سوچتے اداس ہو گئی وہی پر باجی سکینہ کو فاریہ بیگم کو ہمیشہ کی طرح کوئی بات بتا کر مزہ ہی نہیں آیا کہ ذرا اچھے سے غیبت کرنے کا چسکا جو پورا نہیں ہوا یہاں پر، تبھی مارکیٹ کا

بہانہ کرکے کسی اور گھر جانے کا سوچا جہاں وہ کسی اور کسے ساتھ اچھی طرح اس موضوع پر بات کر سکے

کالج کے بعد ریاض نے ارسل کو بتایا کہ میں نے اس بندے سے بات کر لی ہے وہ کہتا ہے کوئی مسلہ نہیں ہو جائے گا کام اور وہ اپنے کزن سے بات کر لے گا، تو ایسا کر اکیڈمی کے بعد شام کو میرے پاس آنا پھر اس کے پاس جائیں گے۔ ارسل کو تھوڑا حوصلہ ہوا پھر شام کو اکیڈمی سے جلدی چھٹی لے کر ریاض پاس گیا تاکہ گھر وہ روز والے وقت پر ہی پونہچ سکے. ریاض اسکو ایک نیٹ کیفے لے گیا اس بندے سے ملوانے کہ یہ کیفے بھی اسی بندے کا تھا۔ وہ بندہ بہت پیار سے ارسل کو ملا لیکن ارسل کو دل میں انجانا سا خوف محسوس ہو رہا تھا۔ ارسل ابھی فرسٹ ایئر کا سٹوڈنٹ تھا۔ خوش شکل بھی تھا اور معصوم بھی، اسکو دنیا داری کا کوئی تجربہ نہیں تھا، نا سمجھ اور اپنی فطری لگاؤ کی وجہ سے وہ غلطی پر غلطی کیے جا رہا تھا۔۔۔

حیات صاحب گھر واپسی پر فرید کی دکان پر چکن لینے کے لئے رک گے ، تب کوئی گاھک بھی نہیں تھا تو فرید جلدی جلدی اپنے کام میں لگ گیا۔ حیات صاحب اسکی پھرتی ، صفائی اور کام کے انداز سے بہت خوش ہوئے تبھی کہا جوان مجھے پکا یقین کہ تم بہت جلدی ترقی کروگے انشاء للہ، جیسے جیسے تم خود کو تراش رہے

ہو جلد ہی ہیرا بن جانا تم نے، اس جمعہ کو تیار رہنا پھر کلاس کے لئے میں لیتا جاؤں گا تم کو اچھا۔۔۔ کیوں نہیں سر جی وہ تو میری بہتری کے لئے ہی ہے میں تیار رہوں گا جی مجھے اس دن بھی جا کر بہت حوصلہ ملا دوسرے لوگوں کو مل کر، مجھے ضرور کامیاب ہونا ہے سر جی انشاء اللہ، فرید نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد ہی انکو مسکرا کر فارغ کر دیا چکن دے کر۔۔

ریاض کو نیٹ کیفے کے کاؤنٹر پر بیٹھا کر وہ بندہ ارسل کو کیبن کی طرف یہ کہہ کر چل پڑا کہ اندر بیٹھ کر اطمینان سے بات کرتے ہیں۔۔ کیبن میں جا کر بندے نے واہیات قسم کے گانے لگا لئے اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا کہ ریاض نے بتائی ہے مجھے تھوڑی سی بات مگر تم بتاؤ اب ذرا کھل کر۔۔ پھر ارسل نے بات بتانا شروع کی۔۔ پتا نہیں کیوں اندر سے وہ اس بندے سے ڈر بھی رہا تھا، اوپر سے نیٹ کیفے کا عجیب سا ماحول جہاں وہ پہلی بار آیا تھا. اسے لگ رہا تھا کہ کچھ غلط ہونے جا رہا ہے تبھی اس نے جلدی جلدی بات مکمل کر دی تاکہ وہ اٹھ جایے یہاں سے۔۔۔ ارسل کے بات ختم کرنے پر اس بندے نے کہا کہ کوئی مسلہ نہیں، ہو جائے گا ریکارڈ ڈیلیٹ کہ میں نے اپنے کزن سے بات کر لی ہے مگر اس بہت مشکل کام کو کروانے کے لئے تمہیں میرا ایک آسان سا کام کرنا پڑے گا۔۔۔ اس بندے نے جھوٹ بول کر ایک ہاتھ سے سگریٹ کا کش لگاتے اور دوسرے ہاتھ سے ارسل کے گال تھپتپاتے ہوے کہا،.... کیا کام؟ ارسل نے ذرا ہکلاتے

ہوے مختصراً پوچھا۔۔۔۔

ارسل نے جب وہ آسان کام سنا جو اس بندے نے ذرا قریب ہو کر کہا تو ارسل کے ہوش ہی اڑ گے اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔ میں نہیں کروں گا یہ کام، ارسل یہ کہہ کر اٹھا اور کیبن سے باہر نکلنے لگا تبھی اس بندے نے ارسل کا ہاتھ پکڑا اور بولا، او یار غصہ کیوں ہوتا ہے، تیرا سارا ڈیٹا بھی ڈیلیٹ ہو جائے گا اور تو اس نیٹ کیفے میں بھی جب مرضی آ، جتنا مرضی استعمال کر کوئی پیسا نہیں تیرے لئے۔۔۔ اس بندے نے اپنی گھٹیا غرض پوری کرنے کو لالچ دیا۔۔۔ مگر ارسل تو پہلے ہی ڈرا ہوا تھا اور بھاگنا چاہتا تھا وہاں سے تبھی اس سے بہانہ بنایا کہ اچھا کل کالج میں بتاؤں گا۔۔۔ ارے کالج میں کیوں یہ میں مس کال کرتا تیرے نمبر پر، مجھے مس کال کر دینا بس میں سمجھ جاؤں گا، پھر ذرا اطمینان سے گھر ملیں گے میں خود پکٹ کر لوں گا تمکو۔۔۔ اس بندے نے ذرا قریب ہو کر مس کال دیتے کہا۔۔۔ اچھا میں جاتا اب، ارسل نے کہا۔۔۔ لیکن یاد رکھ سالے اگر تم نے انکار کیا تو، بل آنے سے پہلے ہی میں کال کا ریکارڈ تیرے باپ کو دے دوں گا، سمجھ آئی، اس بندے نے جاتے ہوئے ارسل کو دھمکی بھی کرا دی۔۔۔ ارسل تو بس مزید نہیں رکا پھر، کاؤنٹر پر بیٹھے ریاض کو بھی ملے بغیر باہر نکل آیا اور بائیک پر بیٹھ کر بڑھی دھڑکن اور مزید پریشانی کے ساتھ گھر روانہ ہو گیا۔۔

۔

چاچا جی میرے دسویں جماعت میں پاس ہونے پر بہت خوش تھے اگرچہ میں سی گریڈ میں ہی پاس ہوا تھا پھر بھی سائنس میں میٹرک کر چکا تھا۔۔۔ چاچا جی اپنے سب ملنے والوں کو خوشی خوشی بتا رہے تھے کہ "میاں" نے میٹرک سائنس میں پاس کیا ہے اور اب کالج میں بھی سائنس میں داخلہ لے گا۔۔ ان کے ذہن میں تھا کہ نمبر کم بھی ہوں پھر بھی سائنس والے کو تعلیم مکمل کرنے کے بعد نوکری جلدی اور اچھی ملتی ہے۔۔۔

میں، کہاں میں FSc پھر کچھ ہفتوں بعد شہر کے گورنمنٹ کالج میں میرا داخلہ ہو گیا سکول دور میں روزانہ کے صرف تین یا چار روپے لیتا تھا جیب خرچ کے مگر جس دن میرا پہلا دن تھا کالج جانے کا تو چاچا جی نے پاس بلا کر کہا، یہ لئے میاں تیرے کالج میں پہلے دن کی خوشی میں تیرا انعام، تب انہوں نے پورے دس روپے کا نوٹ دیا مجھے، جو واقعی تب میرے لئے زیادہ اور خوشی والا انعام تھا۔۔۔

ارسل نہیں جانتا تھا کہ وہ مزید ایسے پھنستا جائے گا، اسے افسوس ہو رہا تھا ریاض سے بات کرنا کا۔ پریشانی مزید بڑھتی جا رہے تھی، سارا کا نمبر بھی بند جا رہا تھا اوپر سے اس بندے کی بلیک میل دھمکی۔۔۔ پہلی دفعہ ہو رہا تھا اسکے ساتھ یہ سب اوپر نیچے۔۔۔

اس نے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اور کمرے میں جا کر سو گیا۔۔ سر بھی درد کرنے لگ پڑا تھا اور چہرہ بھی سرخ ہو

چکا تھا۔۔پریشان سوچوں کے ساتھ کب نیند آئی پتا ہی نہیں چلا۔۔۔

حیات صاحب عشا کی نماز ادا کر کے مسجد سے واپس گھر آے تو ارسل کا پوچھا۔۔ فاریہ بیگم نے کہا کہ اکیڈمی سے تھکا ہوا آیا تھا آج، کہہ رہا تھا بھوک نہیں ہے ابھی، پھر ریسٹ کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا، ٹھہریں ذرا میں دیکھتی اس کو اور بلا کر لاتی اگر جاگ رہا ہوا تو۔۔ یہ کہہ کر وہ ارسل کی طرف گیں اور حیات صاحب نمرہ کے ساتھ باتوں میں لگ گئے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد فاریہ بیگم کی واپسی ہوئی تو کہنے لگی، سویا ہوا ہے مگر اسکا چہرہ بہت ریڈ اور جسم گرم ہو رہا، لگتا ہے بخار ہو رہا اسے۔۔ او ہو ۔۔۔ چلو پھر اٹھاؤ اسکو، میں بھی چلتا ساتھ، ابھی وقت ہے، کلینک کھلے ہوں گے، دوائی لا دوں اسے، پوری رات پڑی ابھی، یہ کہہ کر سب ہی ارسل کے کمرے کی طرف چل پڑے۔۔۔۔

ڈاکٹر سے فارغ ہو کر نمرہ اور فاریہ بیگم ارسل کو لے کر گاڑی کی طرف چل پڑے اور حیات صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ وجہ کیا ہوئی اس بخار کی جو اچانک ہی ہوا شام کو، موسم بھی ایسا کوئی تبدیل نہیں ہو رہا، تب ڈاکٹر صاحب بولے کہ مجھے لگ رہا کہ کوئی دماغی بوجھ ہے اس پر، جس وجہ سے پہلے سر درد ہوا پھر اسی سے بخار، آپ ذرا گھر جا کر جب تھوڑا سیٹ ہو جائے تو پوچھئے گا ذرا

پیار سے ۔۔ اور تو کوئی وجہ نہیں لگتی۔۔۔ حیات صاحب نے سر ہلاتے ہوئے اچھا کہا اور سلام کر کے گاڑی کی طرف روانہ ہو گے جہاں بیچارہ ارسل بل میں ریکارڈ کالز، سارا کا بند نمبر، بندے کی گھٹیا فرمائش، اسکا بلیک میل کرنے جیسے پریشان کن باتوں سے اپنے دماغ میں بوجھ لئے بخار میں چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا اور انہی سوچوں میں کہ کیا کرے وہ اب۔۔۔ کس سے کہے۔۔۔ کہاں جائے۔۔۔۔ تبھی اسکے رب سے دعا کرتے آنسو بھی نکل آے جس کو فاریہ بیگم نے دیکھ کر پوچھتے اور پیار کرتے کہا، کچھ نہیں ہوا بیٹا، جلدی اتر جائے گا بخار، روتے نہیں ہوتے۔۔۔

رات کا کھانا سے فری ہو کر نمرہ پڑھائی کرنے اپنے کمرے میں چلی گئی، فاریہ بیگم کچن سمیٹنے میں لگ گئی، ارسل نے بھی دوائی کھا لی تھی اور ڈاکٹر کے لگاے انجکشن سے اس کی طبیعت ذرا بہتر تھی اور سر درد بھی ختم ہو گیا تھا۔۔ تبھی حیات صاحب نے ارسل سے کہا، چل یار اٹھ آج تمھارے کمرے میں تمھارے ساتھ ہی لیٹتا تمہیں جپھی ڈال کر پھر دیکھتا کیسے نہیں اترتا بخار۔۔ حیات صاحب نے اٹھ کر ارسل کو بھی کھڑا کرتے کہا۔۔۔ فاریہ میری چاے ارسل کے کمرے میں ہی لا دینا۔۔ حیات صاحب یہ کہتے ارسل کا ہاتھ پکڑتے اسکے کمرے کی طرف جانے لگے۔

حیات صاحب نے پڑھائی اور دوسری ادھر ادھر کی باتیں کرتے ارسل سے پوچھا اور

تمہارا موبائل کیسا جا رہا ہے، بیلنس ہے ابھی کہ ختم کر دیا۔۔ چونکہ فاریہ بیگم اور خود انہوں نے اسکو موبائل پے مصروف رہتے دیکھا تھا تو تبھی انہوں نے موبائل سے ہی بات شروع کی اسکا دماغی بوجھ جاننے کو کہ ہو سکتا ارسل کسی فطری لگاؤ کا شکار ہو گیا ہو اور اسی وجہ سے یہ حالت۔۔۔ جی ابو، موبائل ٹھیک جا رہا اور بیلنس بھی ہے، ارسل نے جواب دیا۔۔ اسی دوران اسکی امی بھی چائے دینے آ گئی تو حیات صاحب نے اشارے سے انھیں چائے رکھ کر واپس جانے کا کہا کہ وہ ذرا ارسل کو ایسے اکیلے میں ہی اعتماد میں لے کر اندر کی بات پتا کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اچھا دیکھ تو میرا بے حد پیارا بیٹا ہے بہت پیار کرتا تم سے تبھی تمہاری حالت کا پتا چل جاتا مجھے، یہ سر درد پھر بخار ایسے ہی، نہیں ہوا تمہیں، چل شاباش بتا کیا بات ہے، حیات صاحب نے اسکے بالوں پے ہاتھ پھیرتے پیار سے پوچھا۔۔۔ ارسل تو پہلے ہی بہت پریشان تھا مگر اب ابو کے ایسے دوستانہ رویے سے حوصلہ مل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ابو کو بتا دے سب سچ سچ۔۔۔ مگر پھر بھی اسے حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔ چل بھی شاباش بتا نا یار۔۔۔، اچھے بیٹے سب کچھ بتا دیتے ہوتے اپنے ابو کو کہ ان سے بہتر کوئی اچھا دوست بھی نہیں ہوتا۔۔۔ یہ سن کر ارسل اٹھا اور حیات صاحب کے سینے لگ کر، جھپی ڈال کر رونا شروع ہو گیا۔

۔۔۔۔

فرید اور چچا نعمت ہوٹل سے روٹی کھا کر واپس آ رہے تھے۔ دونوں کا گھر گاؤں

میں تھا مگر روزی کے لئے شہر آے ہوے تھے، کھانا پینا باہر سے ہی کھاتے تھے اور رہتے اپنی دکان کے اوپر چوبارے میں ، چچا جی کل عصر کے بعد جانا میں نے حیات صاحب کے ساتھ جہاں پچھلی دفعہ گیا تھا، فرید نے کہا تو چچا نے بھی کہا، اچھی بات ہے چلے جانا، فایدہ کی بات ہی ہے ، تیرا کام میں دیکھ لوں گا فکر نہ کر، لیکن جو سیکھ کے آیا، کرے تو مجھے بھی بتا دیا کرنا میرا کام بھی سیٹ ہو جائے۔۔ کیوں نہیں چچا ضرور، مگر تو انکے بتاے پہلے کام تو کر، سبزی صفائی سے ترتیب سے سجا سجا کر رکھ، فرید نہ جواب دیا۔ ۔۔ میں صاف تو کر لیتا مگر سجاوٹ نہیں ہوتی ، چچا نے کہا تو فرید بولا، یہ کون سی مشکل بات ہو چل میں کل بتا دوں تو پھر ویسے ہی کیا کرنا، چل ٹھیک ہے، چل چابی نکال لے آ گیا اپنا ٹھکانہ، چچا نعمت نے چوبارے کے قریب آتے ہوے کہا۔۔۔

ابو جی پلیز مجھ سے ناراض نہ ہونا، پلیز میں آیندہ کبھی نہیں کروں گا۔۔ ارسل روتے روتے یہی بات کہتا جا رہا تھا، اچھا چل بتانا، پتا تو چلے ہوا کیا ہے۔۔۔ نہیں کہتا کچھ یار۔ ۔۔ حیات صاحب نے اسکی کمر کو تھپکتے ہوے کہا تو ارسل نے آنسو پونچھتے ، نظر نیچی رکھتے بتانا شروع کر دیا، سارا سے رابطہ ، کالز، میسیجز، دوست کو بتانا ،اس بندے سے ملاقات ، دھمکی ، سارا کا نمبر بند ملنا، ارسل نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا اور کچھ بھی نہیں چھپایا۔

۔۔ حیات صاحب اطمینان سے ساری باتیں سن رہے تھے، جب ارسل نے بات مکمل کر لی وہ کچھ دیر خاموشی سے کچھ سوچتے رہے اور پھر تھوڑی دیر بعد بولے ، اپنے موبائل سے اس بندے کا نمبر ملاؤ جس سے تم نے نیٹ کیفے میں ملاقات کی تھی۔۔۔ ارسل حیران تو ہوا مگر چپ چاپ اس بندے کے دیے ہوے نمبر کو ملانے لگا۔

دوسری طرف جب اس بندے نے فون اٹھایا تو ارسل نے موبائل فورا ابو کے ہاتھ میں دے دیا، تبھی وہ بولے ۔۔۔ جی جناب ، بہت بلیک میل کرنا آتا آپکو ، بہت دھمکاتے معصوم لڑکوں کو اپنے گھٹیا کام کے لئے ، میں ارسل کا ابو بات کر رہا ، اس نے بتا دیا مجھے سب کچھ ، اور جو تم کالز کا ریکارڈ ڈیلیٹ کروا سکتے ان سب کا بھی طریقہ خود پوچھنے آؤں گا تمھارے نیٹ کیفے ، صبح ہونے دو ذرا۔۔۔ ابھی انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ آگے سے فون کاٹ دیا گیا۔۔۔ پھر حیات صاحب ارسل سے گویا ہوے، جی بیٹا جی یہ ایک کام تو ہو گیا، وہ تمہیں اب تنگ نہیں کرے گا، اگر کچھ کہے تو مجھے بتانا۔۔ چل اب تم آرام کرو، صبح کالج سے چھٹی کر لینا، کل ویسے بھی جمعہ ، میں نے بھی گھر ہونا تو باقی باتیں کل صبح انشاللہ ، حیات صاحب یہ کہا کر بیڈ سے اٹھے اور ارسل کو پیار کرتے کمرے سے باہر نکل گے ۔۔۔ پیچھے ارسل اتنا حیران ہوا ابو کے رویہ سے۔۔ کتنا سکوں میں آ گیا تھا اب وہ۔۔۔ سب ابو کو بتا کر دل و دماغ کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔۔۔ جتنا مشکل اسے لگ رہا تھا وہ کتنا آسان ہو گیا۔۔۔ اسے بہت پیار آ رہا تھا ابو پر تبھی اس نے اس تکیہ کو جس پر ابو نے

سر رکھا تھا بے اختیار زور سے جھپی
ڈالتے کہا، آئی لو یو ابو جی بہت زیادہ۔۔۔۔

سپیکر سلمان اپنی پڑھائی والے کمرے میں اکیلے تھے اور معمول کی طرح ایک کتاب کا کچھ حصہ پڑھ کر غور و فکر میں مصروف تھے۔ مشکل باتوں کو سادہ الفاظ اور آسان مثالوں سے سمجھانا کچھ اتنا آسان بھی نہیں تھا۔ انکو خوشی تھی کہ آج کے نوجوان بھی سوچتے ہیں اور اچھے سوال کرتے ہیں مگر پھر جواب پانے کے بعد پہلے سوال کو حل کی عملی کوشش کرنے کی بجائے کسی دوسرے سوال کی کھوج میں لگ جاتے ہیں اور یہی وجہ تھی آج کل کے جوان بچوں میں ڈپریشن کی، راستہ نظر نہ آنے کی، حد سے زیادہ سوچنا، صرف سوالوں کو کھوجنا، عملی کوشش نہ کرنا یا جلدی ہار مان لینا، لوگوں کی منفی باتوں میں آ جانا، یہ وہ چند باتیں تھیں جو سپیکر سلمان ہمشہ محسوس کرتے تھے نوجوانوں سے بات چیت کرتے ہوے۔۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ بتا سکیں کہ ہر کام کا ترتیب و تسلی سے کرنا، تھوڑا تھوڑا آگے بڑھتے جانا ہی اچھا جیسے قرآن پاک کو ہر ایک رکوع پڑھ کر رکنا اسکا ترجمہ پڑھنا، اسکو سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور پھر اگلے رکوع کی طرف بڑھنا کچھ ایسا، چاہتے تھے ہر نوجوان سے سپیکر سلمان۔۔۔۔

ارسل تم ابھی جوان ہو رہے ہو، بہت سی نئی نئی باتوں کا تمکو پتا چلنا ہے، جہاں تمھارے اندر جسمانی تبدیلیاں آنی ہیں وہیں پر تمہاری سوچوں، احساسات و جذبات میں بھی بدلاؤ آنا۔۔ دل کچھ چاہے گا کرنا اور دماغ کچھ کہے گا۔ ایک تجسس پیدا ہو گا ان تمام تبدیلیوں سے۔۔ اوپر سے آجکل کے ماحول میں جہاں لڑکا، لڑکی کا ملنا جلنا عام بنتا جا رہا مخلوط تعلیم و نوکری کی صورت میں، ڈراموں، فلموں، موبائل یا انٹرنیٹ کی وجہ سے وہاں پر لڑکا لڑکی کا آپس میں فطری لگاؤ عام بات بن گئی ہے۔۔۔ حیات صاحب لان بیٹھے ارسل کے ساتھ بات کر رہے تھے۔۔ یاد رکھو، تمہارے لئے لڑکی ایک بہن اور ماں کی صورت میں گھر میں موجود ہے۔ اسکے علاوہ جو رشتہ تمہارا کسی لڑکی کے ساتھ ہو گا وہ بیوی کا ہو گا اور پھر بیٹی کا۔۔۔ تم میں ایک جنسی جذبہ بھی موجود ہے جو عمر کے ساتھ ساتھ جوان ہوتا ہے اور وہ اظہار مانگتا ہے پہلے سوچوں کی صورت میں، پھر باتوں و خوابوں اور آخر میں عملی صورت میں۔۔ اور اسی جذبے کی تمام خواہشات کو پورا کرنے کو شادی جیسا بندھن موجود ہے۔۔۔ تبھی حیات کے موبائل پر کال آ گئی اور وہ اس میں مصروف ہو گئے۔۔۔

میں کالج میں آ تو گیا لیکن یہاں کا ماحول سکول کے ماحول سے مختلف تھا، لڑکوں کی مرضی پیریڈ لے یا نہ لیں، مختلف سیاسی تنظیمیں بھی موجود تھیں، کبھی کوئی جلسہ کر رہا کہیں لڑائی و جھگڑا، عجیب سے حلیہ کے بدمعاش قسم،

کے لوگ بھی آتے، کوئی گاڑی میں آتا کوئی بائیک پر کوئی سائیکل پر اور بہت سے میرے جیسے پیدل، عجیب دی دنیا تھی یہاں، میرے سوچنے اور سیکھنے کو۔۔ چاچا جی بھی سمجھایا کرتے تھے کہ میاں، صرف پڑھائی پر توجہ دینا، کسی تنظیم، کسی جھگڑے، گروپ بازی میں نہیں پڑنا۔۔۔ تمام پیریڈ اٹینڈ کرنا، سیدھا گھر آنا، برے، بڑی عمر اور بڑی کلاس میں پڑھنے والوں سے دوستی نہیں کرنا۔۔۔ میں سب پے عمل کرتا تھا بس مجھے دو چیزوں کی احساس کمتری ہوتا تھا کہ کاش میں بھی بائیک پر ذرا سٹائل کے ساتھ کالج آیا کروں اور دوسرا میرے پاس جیب خرچ زیادہ ہو کہ ہر روز کینٹین پے جا کر کھایا پیا کروں مگر یہ دونوں باتیں کالج کی تعلیم تک کبھی بھی پوری نہیں ہوئی۔۔۔

کال ختم ہونے پر حیات صاحب پھر مخاطب ہوے ارسل سے، تو میں کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکا لڑکی کو آپس میں پیار، لگاؤ یا کشش محسوس ہونا فطری بات ہے۔۔ یہ دبانے سے اور، بڑھتی ہے اور کسی کے سمجھانے سے سمجھ نہیں آتی آجکل جب تک چوٹ نہ لگے۔۔۔

ہمارے دور میں لڑکا لڑکی کا آپس میں اتنا آسان اور آزادانہ رابطہ ممکن نہیں تھا جو آجکل موبائل و انٹرنیٹ سے بہت آسان۔۔۔ تبھی ہم اس طرح کے فطری لگاؤ کا شکار کم ہوتے یا اس وقت ہوتے جب شادی کی عمر بھی ہوتی تو ہمارے والدین پھر شادی بھی اسے سے ہی کر دیتے اور اکثر لڑکا لڑکی دونوں برائی سے بچ کر ایک اچھے رشتے میں بندھ جاتے تھے۔۔ تم سے جو ہوا یہ ایک

فطری عمل تھا، جس دن سارا کو تم نے پہلی دفعہ دیکھا تھا تب سے میں تمھارے اندر کی تبدیلی کو سمجھ گیا تھا اور موبائل کی بھی اجازت دے دی تھی لیکن خود لا کر دیا وہ بھی پوسٹ پیڈ سم کے ساتھ کہ باپ ہونے کے ناطے تمہاری تربیت کے لئے تم پر کنٹرول رکھنا میری ذمہ داری ہے اور وہ بھی آجکل کے ماڈرن ٹیکنالوجی کے حساب سے۔۔ پہلے مجھے خود علم ہونا چاہیے کہ تم کیسے اور کس راہ سے بری لائن پر جا سکتے تبھی میں اچھا قابو پا سکتا تم پر، اگر میں سادہ اور نیے دور کے حساب سے خود کو اپ ڈیٹ نہیں رکھوں گا تو اپنی تمہاری اور نمرہ کی ٹھیک رہنمائی نہیں کر پاؤں گا . . .

خیر جو ہو گیا اسے بھول جاؤ، تمہاری پہلی نہ سمجھی کی غلطی سمجھ کر ناراض نہیں تم سے، مگر ذہن میں اچھی طرح بیٹھا کو کہ ایسا دوبارہ نہ ہو، تمکو خود عقل آ جانی چاہیے اب، کیا ملا دوستی کر کے سوائے وقت و پڑھائی کا نقصان کر کے۔۔ ایسی دوستی جسکا انجام شادی نہ ہو وہ اکثر برائی کے راستے پر لے جاتی ہے۔۔ تم ابھی صرف اچھے سے پڑھو، لڑکیوں پے توجہ نہیں دینی، کیا تمہیں اچھا لگے گا کہ ایسے ہی کوئی نمرہ سے بھی دوستی کرے یا نمرہ کسی سے ایسے راتوں کو موبائل پر لڑکوں ساتھ باتیں کرے؟ ارسل کے نہ کے اشارے پر حیات صاحب بولے تو تم بھی ذرا شرم کرنے آگے سے۔۔ لڑکیوں کو عزت و احترم دینا اور نظریں جھکا کر رکھنا، اور اگر کبھی بات کرنی پڑ جائے تو دل میں

حیا لاتے اچھی نظر سے دیکھنا یہ یاد رکھتے کہ تمہاری بھی ایک بہن ہے اور تم نہیں چاہو گے کہ اسے کوئی بری نظر یا دوستی کے لئے آگے بڑھے ، سمجھ آ گئی ہے نا یہاں تک پتر جی، ارسل نے جب جی ابو کہا تو حیات صاحب نے اٹھتے ہوے اسکے گال تھپتپاتے ہوے کہا، شاباش بہت پیارا اور سمجدار بیٹا ہے میرا، چل اب جمعہ کی تیاری کرتے ہیں ، باقی باتیں بعد میں کرتے ہیں ، آج ذرا تمھارے پلے باندھ دوں کام کی باتیں تاکہ میرا بیٹا ابھی سے خود کو مضبوط کردار والا بنا کر میرا فخر بن سکے ۔۔

یہ بات نوٹ کر لیں کہ کسی بھی کام، خاص کر دکان داری وکاروبار میں جو چھوٹا ہو یا بڑا، نیا شروع کیا یا پہلے کو بڑھانا، اس میں کامیابی کے تین بہترین وبنیادی اصول ہیں، پہلا ہے ایمان داری.... اپنی محنت میں، اپنے قول واقرار میں، اپنی دکان کے مال میں تول میں مطلب کہ ہر کام کا آغاز واختتام ایمان داری سے ہو۔۔۔ دوسرا اصول ، ہے.... کریٹویتی مطلب منفرد پن، آپکی دکان کی آرائش ، آپکا مال ، آپکے مال کی سجاوٹ، چیزوں کی پیکنگ ، آپکی گاہک کے ساتھ لیں دین میں کچھ ایسا اچھا و منفرد ہو جو آپ کو باقی دکان داروں سے ممتاز کرے۔۔۔ تیسرا اور آخری اصول ہے مارکیٹنگ مطلب آپکے کام، دکان ، مال کی لوگوں کو جانکاری وآگاہی ، جتنا لوگ زیادہ جانے گے اتنی ہی پہچان بنے گی، آجکل کے دور میں جہاں مسابقت بازی بہت ہے وہاں بار بار

مارکیٹنگ کی ضرورت ہے اور وہ بھی منفرد انداز میں۔۔۔ حیات صاحب اپنی اکیڈمی کی کلاس روم میں سامنے بیٹھے ہوے مختلف چھوٹے دکان داروں سے مخاطب تھے۔۔۔ اب آپ کو غنی صاحب ان تینوں اصولوں کو ہر کسی کے کاروبار کے لحاظ سے مزید سمجھائیں گے تاکہ آپ سب اپنے وسائل میں رہتے ہوے ان کو اپنا سکیں۔۔۔ یہ کہتے ہوے حیات صاحب کلاس روم سے باہر آ گے اور موبائل پر کسی سے رابطہ کو نمبر ملانے لگے۔۔۔

فاریہ بیگم پچھلی گلی والی ہمسائی استانی رضیہ کے گھر موجود تھیں جن کی بیٹی کو ابھی طلاق کا غم سہنا پڑا تھا۔۔ رضیہ بی بی کو فاریہ بیگم کی اچھی عادات کا پتا تھا تبھی وہ فاریہ بیگم کو اعتماد سے طلاق کی وجہ سچ سچ بتا رہی تھیں.... بس بہن شادی سے پہلے ہم نے جتنی تحقیق کی تھی اس حساب سے تو سب اچھا تھا مگر شادی کے بعد لڑکے کا پتا چلا کہ اسکے اور لڑکیوں سے تعلقات تھے، اپنی گھر کی بیوی کا کوئی خیال نہیں، نہ اسکو کوئی خرچہ دے نہ ہی توجہ دے، سسرال والے کو بھی سب معلوم مگر اپنے بیٹے کی اچھی کمائی گھر لانے کی وجہ سے اسی کا ساتھ دیتے تھے۔۔ بیٹا بجاے اپنی کمائی اپنی بیوی پر لگانے کے دوسری عورتوں پر لٹا دیتا، پوچھو تو یہی جواب کہ میری مرضی... یا یہ کہ تم خود بھی پڑھی لکھی تو جاؤ کہیں نوکری کرکے اپنا گزارا خود کرو، بس بہن ہم نے تو لڑکے کی بینک میں اچھی نوکری دیکھی، اسکا اچھے وبڑے لوگوں ساتھ

اٹھنا بیٹھنا دیکھا، شریف ماں باپ دیکھے مگر فاریہ ایسی بھی کیا شرافت جس میں اپنی اولاد کی تربیت اور کوئی روک ٹوک ہی نہ کی جائے۔۔ بس ایک رات دونوں میاں بیوی کا جھگڑا ہوا تو شوہر نے غصے میں تین الفاظ نکالے اور رشتہ ختم۔۔۔۔ ہمیں اسی رات کو فون آ گیا تھا۔۔۔ بس ہم اگلے دن چپ چاپ جا کر اپنی بیٹی لے آے۔۔۔ اب طلاق ہو گئی تو لوگوں کی باتیں ہی نہیں رکتی، کبھی کچھ کہتے اور کبھی میری بیٹی کو ہی الزام دیتے۔۔۔ یہ کہتے ہوے استانی رضیہ رو ہی پڑیں تو فاریہ بیگم کے بھی آنسو نکل پڑے۔۔۔

مجھے ایک دن تب حیرانی ہوئی جب میرے کالج کے ایک کلاس فیلو نے پوچھا.

میاں.... تیری یاری ہے کسی لڑکی کے ساتھ.... تب مجھے پہلی دفعہ پتا چلا کہ لڑکی صرف ماں، بہن، بیوی، چاچی یا کوئی کزن ہی نہیں ہوتی بلکہ دوست بھی ہو سکتی ہے..... لیکن میں نے آج تک اس حوالے سے نہ اپنے خاندان میں کسی کو ایسے رشتے میں دیکھا تھا نہ ہی کسی لڑکی کو اس نظر سے دیکھا تھا تبھی میں اس سوال سے حیران بھی تھا اور پریشان بھی....جب کلاس فیلو نے میرا جواب " نہیں" میں سنا تو کہا.... مجھے پہلے پتا تھا کہ نہیں ہو گی.... نہ ہی تو اچھا کپڑے پہنتا ہے، نہ ہی سجتا سنورتا ہے تو کیسے پھنسے گی کوئی لڑکی ترے ساتھ... اب یہ سب باتیں نئی تھی میرے لئے، لڑکی....یاری.... سجنا و سنورنا....لڑکی کا پھنسنا..... یہ سب کچھ عجیب لگ رہا تھا مجھے .... سن کر

تبھی میرا کلاس فیلو مجھے سوچوں میں دیکھ کر ہنستے ہوے یہ کہتے ہوے اٹھ کر چلا گیا
.... کہ ... جاوے میاں ، تو بھی " بھولوں " ہے بس
ھال میں مکمل خاموشی کا سماں تھا اور صرف سپیکر سلمان کی گرجدار آواز آ رہی تھی
جنہوں نے پانی کا ایک گھونٹ لے کر دوبارہ بات شروع کی کہ۔۔ میری التجا ہے آپ
سب نوجوانوں سے خدارا اس بات کو سمجھیں کہ اداسی و مایوسی کا ہونا اور ان کا خود پر
طاری کر لینا، ان دونوں حالتوں میں فرق ہے۔۔ مایوسی ہونا، اداسی ہونا ایک فطری
بات ہے اور ہر بندہ کو اس حالت کا بہت دفعہ سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔۔ ہم انسان کمزور
ہیں اور یہ والے احساسات آ جانا غیر معمولی نہیں اور یہ بات ہمارے تخلیق کار کو بھی پتا
تبھی اس نے کہا کہ میری رحمت سے مایوس نہیں ہونا۔۔۔ لیکن ہم کیا کرتے اس فطری
احساس کو خود پر خود سے طاری کر لیتے ، خود کو تنہا کر لیتے، اداس گانے سنتے، اداس
شاعری پڑھتے، چپ ہو کر سوچوں میں گم ہو جاتے، نیند کی گولیاں کھاتے۔۔۔ مگر اس
حل کی طرف نہیں جاتے جس کو رب نے خود بتایا، ہر پریشانی کا حل کہ " مدد چاہو
ساتھ صبر اور نماز کے " مایوسی میں اداسی میں اکیلے ہو کر چپ چاپ ہو جانا اور منفی
سوچیں پالتے رہنا مزید مایوس بنا دیتا ہے۔۔ آپکو پتا ہے نہ ہم کیا کرتے ہیں نماز میں ۔۔
۔ ؟ ہم اٹھتے ہیں ، حرکت کرتے ہیں، زبان سے ادائیگی کرتے ہیں ، بولتے ہیں، دعا
کرتے ہیں، تب ہماری دوسری سوچیں بکھر

جاتی ہیں پھر کہ ہم صرف رب کو فوکس کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں اس سے بات کر رہے ہوتے رو رو کر۔۔۔ یہ سب عمل ہمیں بتاتا ہے کہ کسی بھی پریشانی، اداسی یا مایوسی میں ہمیشہ کے لئے بیٹھ نہیں جانا، ہمت نہیں ہارنی، کھڑے ہونا ہے، راستہ تلاش کرنے کا ہے، ٹھہرنا نہیں ہے، اس بارش کے صاف برستے پانی کی طرح جب وہ راستوں میں کھڑا ہو جائے تو خراب، بدبودار ہو جاتا ہے، تب ہم اٹھتے ہیں اسکو کسی راستے سے نکل دیتے ہیں راستہ صاف کرنے کو اور جو تھوڑا بہت رہ جاتا ہے اسے رب کا نظام ہوا و سورج خشک کر دیتے ہیں۔۔۔

اس دنیا میں مایوسی و اداسی کی سب سے بڑی وجہ موت ہوتی ہے۔۔۔ چاہے یہ کسی انسان کی صورت میں ہمارے کسی پیارے کی ہو یا ہمارے جسم کے کسی اہم حصے آنکھ، ہاتھ، پاؤں، ٹانگ وغیرہ کے ضایع ہونے کی صورت میں ہو۔۔۔ ان دونوں صورتوں میں مایوسی و اداسی کی حالت بہت شدید ہوتی ہے جو واقعی میں کافی ہمت و وقت کے ساتھ ختم ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام پریشانیوں کی مایوسی و اداسی کی حالت آپکے اپنے ہاتھ میں جتنا مرضی طویل کر لیں۔۔۔۔۔۔ ابھی سپیکر سلمان نے یہ کہہ کر وقفہ لیا ہی تھا کہ انہوں نے دل پے ہاتھ رکھا، چہرے پر تکلیف کے اثرات ظاہر ہوے اور لڑکھراتے ہوے روسٹروم کے پاس ہی نیچے گر گے۔۔۔ پورے ھال میں کھلبلی مچ گئی اور انتظامیہ کے لوگ بھاگ کر انکے پاس اسٹیج پر گے۔۔۔۔

فرید اکیڈمی سے فارغ ہو کر حیات صاحب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا اپنی دکان پر جا رہا تھا۔۔ ہاں تو نوجوان کیا سیکھا پھر آج کی کلاس میں، کیا بتایا غنی صاحب نے تمھارے کام کے حوالے سے۔۔۔حیات صاحب کے پوچھنے پر فرید بولا کہ بہت مزہ آیا سر. بہت کام کے طریقے بتاے انہوں نے، مجھے کہا کہ اپنی چاچا کی دکان ایک ہی سمجھ کر چلاؤ، اسکو بھی اپنا سمجھ کر اچھا کروں، جو چکن لینے آے وہ سبزی بھی ہمیں سے لے، ساتھ میں انڈے رکھنے کا بھی کہا، اور مشہوری کے لے پمفلٹ بھی چھپوانے کو کہا جو ہر گاھک کو اور پورے محلے میں بانٹنیں ہیں۔۔۔فرید نے بات ختم کی تو حیات صاحب بولے کہ بہت اچھا مشورہ ہے تم حساب لگاؤ کہ کتنا خرچ آ نا انڈے رکھنے میں، پمفلٹ میں جو لکھنا ہے وہ میں بتا دوں گا تمکو، جتنا خرچ ہو گا وہ بھی میں دے دوں گا تم پھر تھوڑا تھوڑا کر کے مجھے واپس کر دینا اچھا۔۔۔۔بہت شکریہ سر جی بہت بہت مہربانی، میں چاچا جی کی بھی دکان اب اچھے سے سیٹ کرتا۔۔۔فرید نے خوش ہوتے ہوے تشکرانہ لہجے میں جواب دیا۔۔۔ تھوڑی دیر میں اسکی دکان آ گئی اور حیات صاحب اسے اتار کر اپنے گھر روانہ ہو گے۔۔۔

اسٹیج پر بہت لوگ جمع تھے، سپیکر سلمان بے ہوشی کی حالت میں نیچے پڑے ہوے تھے، پھر کچھ لوگوں نے جب انکو اٹھایا تو سپیکر سلمان کی آواز آے، چھوڑ

دیں مجھے پلیز۔۔۔ کھڑا ہونے دیں۔۔۔ تب وہ آرام سے کھڑے ہوے اور کپڑے جھاڑتے ہوے اسٹیج پر موجود لوگوں کو جانے کا اشارہ کرتے روسٹروم پر آے اور بولے، پہلے تو شکریہ کہ آپ بھاگم بھاگ میری طرف آے، ایسے خیال کرنے کا شکریہ۔ مثال دینی پڑی (demonstration) ۔۔ مجھے آپ سب کو اک بات سمجھانے کو یہ ہے کہ۔۔۔ کوئی کیسا بھی ہو، جہاں بھی ہو، موت آ ہی جانی ہے، موت یہ نہیں دیکھتی کہ یہ امیر ہے غریب ہے، اچھا ہے.برا ہے، اچھے کاموں میں ہے یا.برائی میں مصروف، خوشی میں ہنس رہا ہے یا اداسی میں رو رہا ہے.... بس ایک بہانہ بننا اور ختم۔۔۔ اب آپ غور کریں میں مر جاتا تو میرے پاس دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی چانس نہیں تھا ۔۔۔ میرے سوچیں، باتیں، لکھنا، بولنا سب ہمیشہ کے لئے ختم۔۔۔ آپکو کیا ملتا یہاں ایک مردہ جسم، میرے کپڑے، میرے پرس میں موجود چند ہزار روپے، میرا فون بس۔۔۔۔ لوگ مجھے نہلاتے، جنازہ پڑھتے، دفناتے اور بس۔۔۔۔ مجھ سمیت سب کے ساتھ ایسا ہونا۔۔۔ میرے مرنے سے کس کو فرق پڑنا۔۔۔ کیا آپ سب کو؟ میرے خاندان کو؟ چلو پڑا تو کیا پڑا؟ بھوک نہیں لگے گی؟ نیند نہیں آے گی؟ اپنی پڑھائی نوکری وکاروبار چھوڑ کر مجھے یاد کرتے گھر بیٹھ جائیں گے؟ کائنات کا نظام رک جانا، کیا؟ کیا کسی کو بھی اداسی ہمیشہ کے لیے ہونی۔۔۔۔ نہیں، نہیں، بلکل بھی نہیں۔۔ یقین کریں

اگر مرنے سے کسی کی فرق پڑنا تو تو صرف " مجھے " ۔۔۔ رب نے جو مجھے یہ زندگی دی مجھے شعور دیا، رہنمائی کے لئے قرآن دیا، سمجھانے کو نبی دیا۔۔ تو کیا میں نے ان، تمام سے فائدہ اٹھا کر زندگی کا حق ادا کیا یا نہیں۔۔؟ جب پتا کہ زندگی ایک دفعہ ملتی اور امتحان کے لئے تو میں نے اس کی قدر کرتے، آزمائش کو امتحان سمجھا کہ نہیں۔۔! رب نے جو مجھے " احسن تقویم " بہترین ساخت کا بنایا تو کیا ہمت و کوشش، پریشانی و مشکلات سے نجات، مایوسی و اداسی میں اس کا بہترین استعمال کیا کہ نہیں۔۔۔؟ خدا کی قسم اگر میں نے رب کی دی ہوئی تمام صلاحیتوں کا استعمال مکمل سے نہیں کیا تو بہت پچھتاؤں گا میں جب قبر میں میرا صرف ڈھانچہ رہ جانا۔۔ جب مجھ سے ان تمام نعمتوں کا پوچھا جائے گا اور تب احساس ہوگا ان تمام بن مانگی عطا کی گئی نعمتوں کا اور تب دنیا کی ہر پریشانی، اداسی، مایوسی قطرے جتنی کم لگنی ۔۔۔ تب مجھ جیسے گنہگار ہی حسرت سے التجا کریں گے یا رب ایک موقع اور ۔۔۔ صرف ایک اور چانس، مگر تب صرف وقت حساب ہوگا اور جس نے زرہ برابر بھی نیکی کی اسکو بھی دیکھے گا اور جس نے زرہ برابر بھی برائی کی اسکو بھی ۔۔۔

میری باتیں توجہ سے سننے کا بہت شکریہ ۔۔ پھر صرف یہی کہتے معمول سے ہٹ کر سنجیدہ انداز میں سپیکر سلمان نے لیکچر ختم کیا اور اسٹیج سے نیچے جانے لگے

۔۔ تبھی انکی باتوں میں گم لوگوں کو ہوش آیا اور ہمیشہ کی طرح بھرپور تالیوں کی ایک گونج تھی جس میں ایک اضافہ یہ تھا کہ سب کھڑے تھے اور اکثر کی آنکھیں بھی پر نم تھی۔۔۔

امی جی ایک بات تو بتائیں یہ مرد ہم لڑکیوں کو اتنا گھور کے کیوں دیکھتے ہیں انکی اپنی مائیں، بہنیں نہیں ہوتی جو ایسے تاڑتے رہتے ہیں، اب تو جو نقاب و حجاب میں ہو اسکو بھی نہیں چھوڑتے۔۔ نمرہ نے کالج واپسی پر گھر لنچ کرتے اپنی امی سے پوچھا تو فاریہ بیگم بولی کہ تمہیں کیسے پتا کہ وہ ایسے گھورتے ہیں تو نمرہ فورا بولی، امی پتا چل ہی جاتا جب کوئی ایسے گھورتے نظر آ جاتا، جب نظریں مل جاتی۔۔۔ دیکھو نمرہ ٹھیک ہے کہ مرد غلط کرتے یہ سب، انکو رب کا حکم ہے نظریں جھکا کر رکھنے کا مگر تم یہ بتاؤ کہ تم نے بھی تو نظریں اٹھا کر، سامنے یا ادھر ادھر دیکھا تو مردوں کے اس کام کا پتا چلانا۔۔۔ چلو مرد نے برا کیا تو تم نے اپنی نظر کی حفاظت کیوں نہیں کی۔۔۔ دیکھ نمرہ اچانک نظر پر جانا اور بات ہے مگر تم جب ارادتا ایسے دیکھو گی تو ہر مرد ہی تمہیں ایسے دیکھتے نظر آے گا۔ میں نے خود ایسی کئی لڑکیاں دیکھیں جو کالج، بازار وغیرہ جاتے رکشہ، وین یا پیدل ادھر ادھر چہرہ گھما کے دیکھتی رہتی ہیں۔۔۔ کیا کام ایسے بلا وجہ دیکھنے کا۔۔۔ تم خود آزما کر دیکھ لو اگر تم خود اپنی نظر نیچی رکھو تو تمہیں پتا ہی نہیں

چلنا چاہیے کون دیکھ رہا، گھور رہا... جو مرد ایسا دیکھتا ہے تو یہ اسکا بے ہودگی ہے، کس کس کو روکیں گے، برا بھلا کہیں گے... اللہ ایسے مردوں کو ہدایت دے بس... تم خود کی نظر کی حفاظت کیا کرو اور اچھے سے ڈھانپ کر نکلا کرو خود کو بس۔۔ سمجھ آ گئی ہو تو چل شاباش یہ برتن اٹھا کر کچن میں رکھ دو اور چائے بنا لو پھر تمہیں ایک چیز دکھاؤں جو تمھارے لئے بازار سے لے کر آئی میں۔۔۔ فاریہ بیگم نے بیڈ پر لیٹتے ہوے کہا۔۔۔

جب میرے کالج فیلو نے لڑکی کے ایک نیے رشتے " دوست " سے متعارف کروایا تو میرے اندر ایک تجسس پیدا ہوا کہ مجھے بھی ایسی دوست بنانا ہے، اسکے لئے مجھے اچھا، بننا سنوارنا بھی ہے تو میں کرنے کو تیار تھا۔۔۔ چاچا جی سے کہہ کر دو تین نیے سوٹ سلوا لئے، ایک اچھی سی جوتی بھی۔۔۔ اب خیال کہ لڑکی کون ہو سکتی ایسی جس سے دوستی کر سکوں۔۔۔ ہمسایہ سے لے کر قریب و دور کے تمام رشتے داروں کی لڑکیوں پے غور کیا تو اپنی ایک کزن، ماموں کی بیٹی پر نظر ٹھہری جو رہتی بھی قریب کے علاقے میں تھی۔۔۔ پھر جمعہ کے دن اس کے گھر جانے کا پلان بنایا۔۔ جمعہ آنے تک یہی سوچا کہ کیا پہنوں گا، کیسے ملوں گا، کیسے بات شروع کروں گا۔۔۔ خیر جمعہ کو مغرب کے بعد ماموں گھر گیا، بیل بجائی، تھوڑی دیر بعد اسی کزن کی " کون ہے" کی آواز آئی دروازے کے اندر سے تو میں بولا۔۔۔ دروازہ کھولو انعم، میں ہوں " میاں"۔

فرید نے تو کمال ہی کر دیا تھا چچا نعمت کی دکان ایسے سیٹ کی اور سبزیوں و پھلوں کی ایسی سجاوٹ کی کہ دوسرے دکان دار بھی تعریف کر رہے تھے۔۔۔خود چچا بھی اب اپنی، دکان و مال کی صفائی کا خاص خیال رکھنا شروع ہو گے تھے جس کا دونوں دکانوں کو فائدہ ہو رہا تھا اور لوگ بھی چکن، سبزی و پھل سب ایک ساتھ انہی سے خریدنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ صفائی و معیار تو تھا ہی، قیمت بھی وہی جو گورنمنٹ کی ریٹ لسٹ پر ہوتی تھی۔۔۔ ایمان داری، صفائی، اچھا معیار اور بہترین اخلاق سب ٹھیک جا رہا تھا تبھی گاھک بھی پکے لگ رہے تھے۔۔۔ انڈوں کا آرڈر بھی دے چکا تھا وہ، حیات صاحب نے مضمون بنا دیا تھا تو وہ پمفلٹ بھی دے آیا تھا چھپنے کو۔۔۔ بہت خوش تھے فرید اور چچا نعمت ایسے کاموں سے جن کے کرنے سے انکی ترقی ہو رہی تھی تبھی دونوں ہمیشہ اپنے محسن حیات صاحب کے لئے بہت دعا کرتے تھے خاص کر ہر نماز ادا کرنے کے بعد۔۔۔ دروازہ کھلنے پر میں گھر میں داخل ہو گیا۔۔آج میں انعم کو صرف ماموں کی بیٹی والی نظر سے نہیں دیکھ رہا تھا تبھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی مجھے آج۔۔۔ صحن میں ہی ماموں ومامی بھی چارپائی پر بیٹھے تھے جنہوں نے مجھے

دیکھتے ہی کہا آ او میاں ۔۔ بہت عرصے بعد آتا تو ملنے ہم سے ۔۔ پھر سلام کے بعد ادھر ادھر کی باتیں شروع مگر میرا ذہن اسی میں کہ کیسے انعم سے بات کروں میں ۔۔۔ لیکن کوئی موقع نہیں مل رہا تھا ۔۔۔ مجھے غصہ آنے لگا تھا ۔۔ میری ساری تیاری ، سجنا و سنوارنا بیکار جا رہا تھا ، کتنا انتظار کیا تھا میں نے جمعہ کا ۔۔۔ تبھی مجھے ایک آئیڈیا آیا ۔ ۔ میں نے برآمدے میں لگی گھڑی میں وقت دیکھا ۔۔۔

میں فورا کرسی سے اٹھا اور باہر جانے لگا ، ماموں کو کہا کہ بس تھوڑی دیر تک واپس آتا اور کھانا یہیں کھاؤں گا ، یہ کہتے باہر نکل کر اپنے سائیکل پر بیٹھا ، تیزی سے چلاتے اپنے گھر آیا ، اپنے کمرے میں آ کر کاپی لی اور اس پر انعم کو سوچ کر دل کی بات لکھنے لگا ۔۔ آدھا صفحہ لکھ کر پین بند کیا ، لکھا ہوا خط جیب میں ڈالا اور واپسی ماموں کے گھر ، مگر اب کی بار دھڑکتے دل اور عجیب سی خوشی کے ساتھ ۔۔۔ واپس جا کر کھانا کھایا اور ماموں و مامی ساتھ باتوں میں لگ گیا مگر ذہن انعم کی طرف تھا کہ وہ کیا کر رہی ، عشا کی اذان ہوئی تو ماموں مسجد اور مامی بھی اٹھ کر نماز کی تیاری میں لگ گئی ۔۔۔ انعم کچن میں تھی ۔۔۔ اور یہی موقع تھا میرے پاس اب ۔۔۔ میں فورا انعم کے پاس گیا ، خط نکال کر جلدی سے اسے دیا اور کہا یہ تمھارے لئے ہے ، جواب ضرور دینا میں کل پھر آؤں گا ۔۔۔ اتنا کہہ کر بس ماموں کے گھر سے

جلدی سے نکال گیا۔۔۔پھر آہستہ آہستہ سائیکل چلاتے، دھڑکتے دل، عجیب سی خوشی کے ساتھ اور گانے گاتا اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔۔

آج حیات صاحب کی دکان پر تمام ملازم بہت خوش تھ کہ انکو بونس کے ساتھ ساتھ انکی تنخواہ میں بھی اضافہ ہوا تھا۔۔۔پوری مارکیٹ میں مشہور تھا کہ حیات صاحب اپنے کام کرنے والوں کا بہت خیال رکھتے ہیں تبھی انکے ہاں اکثر لوگ کافی سالوں سے کام کر رہے تھے اور بے حد مطمئن، یہی وجہ تھی کہ ہر بندہ دل سے کام کرتا تھا یہاں، کوئی بے ایمانی یا ہیرا پھیری کا تصور بھی نہیں تھا۔۔۔جہاں حیات صاحب کاروبار میں اصول پسند اور تھوڑے سخت تھے وہیں پر اپنے ملازمین کے ساتھ بہت نرم دلی سے پیش آتے تھے۔۔۔روزمرہ کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو پیار سے سمجھا کر اگنور کرتے تھے جس سے کام کرنے والوں پر بہت اچھا اثر پڑتا تھا اور ہر کوئی اپنے اپنے کام سے مخلص بھی تھا اور کسٹمرز کے ساتھ بھی بہت اخلاق سے پیش آتا تھا چاہے کوئی نئی چیز لینے آے یا واپس و تبدیل اور یہی بات حیات صاحب کے کاروبار میں ترقی کا اک راز بھی تھی۔۔

میں نے گھر آ کر عشا کی نماز پڑھی اور چاچا جی ساتھ کچھ باتیں کر کے اپنے کمرے میں پڑھائی کے لئے آ گیا مگر آج دل ہی نہیں لگ رہا تھا بس ایک ہی سوچ کہ انعم نے خط پڑھ لیا ہو گا۔۔وہ جواب سوچ رہی ہو گی۔۔۔پتا نہیں میں

کل کیسے اس سے لوں گا جوابی خط۔۔۔یہی باتیں سوچتا پڑھائی میں مصروف ہو گیا۔۔۔
تھوڑی دیر گزری تو باہر سے اونچی اونچی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔۔۔ مجھے لگا جیسے
ماموں کی آواز ہو۔۔ میں فوراً اپنے کمرے سے باہر نکلنے ہی والا تھا کہ زور سے
دروازہ کھلا، دیکھا تو ماموں، چاچا، چچی، کزنز سب اندر گھس رہے، تبھی ایک زوردار
تھپڑ کی آواز آئی جو مجھے پڑا ماموں کے ہاتھوں، بہت بڑا ہو گیا تو، کالج جانے لگا تبھی
جوانی چڑھ گئی تم کو، یہ کرتوت تیرے کہ تو میرے گھر آ کر ہی انعم کو خط دے، یہ کہتے
ہوے ماموں نے ایک اور تھپڑ جڑ دیا میرے۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کروں
عزت نفس پر جو حال گزر رہا تھا وہ میں ہی جان سکتا تھا سب لوگوں کے درمیان۔۔۔،
مجھے نہیں پتا چلا کہ ماموں نے مجھے سب کے سامنے کتنا مارا، میں تو بس گم سم کھڑا ہی رہا
سر جھکا کر، اتنا اچانک ہوا سب کہ دماغ ہی ماؤف ہو گیا تھا۔۔۔ چاچا جی نے ابھی تک
مجھے کچھ نہیں کہا تھا پھر ماموں یہ کہتے غصے سے واپس چلے گے کہ اب اگر دوبارہ ایسی
حرکت کی، انعم کے ساتھ یا کسی اور لڑکی ساتھ تو ٹانگیں توڑ دوں گا تیری اور خبردار
اب دوبارہ میرے گھر آیا اب تو۔۔۔۔ پھر سب لوگ میرے کمرے سے نکال گے اور
پھر میں نے لائٹ بند کر کے کمرے میں اندھیرا کیا اور پھر میں تھا، میری تنہائی تھی اور
ڈھیر سارے

آنسو، بہت رویا میں تب، بہت زیادہ، بہت ہی زیادہ۔۔۔۔
تھوڑی دیر بعد چاچا جی کی آواز آئی۔۔ او میاں۔۔۔ میاں پتر۔۔۔ کہاں ہے تو۔۔
چاچا جی نے اندر آ کر لائٹ جلائی، مجھے روتے ہوے دیکھا تو دوبارہ لائٹ بند کی اور چلتے چلتے میرے پاس چارپائی پے آ کر بیٹھ گئے، کمرے میں اندھیرا تو ہم دونوں ایک دوسرے کو نظر نہیں آ رہے تھے۔۔۔ رات کا وقت تھا بے حد خاموشی تھی اور رونے کی وجہ سے میری بہتی ناک کی شوں شوں تھی تبھی میں نے چاچا جی کا ہاتھ محسوس کیا۔
۔

چاچا جی اپنے ایک ہاتھ سے میرے آنسو پونچھ رہے تھے اور دوسرے ہاتھ سے میرے کمر پر تھپکیاں دے رہے تھے.... میں جانتا ہوں پتر تجھے، اپنے ہاتھوں میں بڑا کیا ہے تمہیں، تو غلط نہیں ہو سکتا ہاں بس یہ آج والا کام تجھ سے غلط ہوا ہے... مجھے نہیں پتا کہ تجھے کس نے کہا، کس سے سیکھا مگر میں یہ جانتا کہ تیری عمر، کالج کے نیے ماحول اور دل و دماغ میں پیدا ہوتی غلط سوچوں نے تجھ سے ایسا کروایا.. میاں پتر، تو جانتا ہے نا کہ تیرا ابا، امی کوئی بہن بھائی نہیں ہے... تیرا سب کچھ میں اور تیری چاچی اور ہمارے لئے صرف تو ہے. ہم دونوں تو اب بوڑھے ہو چکے پتا نہیں کب مر کھپ جائیں مگر پتر تیرے سامنے پوری زندگی پڑی ہے.... اندھیرے کمرے اور خاموش رات میں چاچا جی مجھے جو کچھ

کہ رہے تھے اس کا ایک ایک لفظ میرے دل و دماغ میں اتر رہا تھا شائد دل ابھی تازہ تازہ ٹوٹا تھا

پتر، دیکھ بندے کو اپنی عزت بناتے بہت وقت لگتا ہے مگر جاتے ہوئے کوئی وقت نہیں لگتا، تو نے دیکھا ہے نا ابھی کیسے تم سے پیار جتانے والے ماموں نے سب کے سامنے تمکو مارا، بے عزت کیا.... دنیا ایسی ہی ہوتی ہے پتر... جو غلط ہوتا ہے اسکو سب غلط ہی کہتے ہیں... اور پھر کوئی ماموں جیسا ملے گا جو سختی سے سمجھاے گا اور کوئی میری طرح سے... دیکھ میاں، تو مجھے اپنے بچوں سے زیادہ پیارا ہے تبھی میں چاہتا کہ تمکو میرے جیسے ہی ملیں پیار کرنے والے، مگر اسکے لئے تمکو بہت اچھا بننا ہے... آج جو ہوا اس سے سبق پکڑ اور بھول کر آگے بڑھ جا... خود کو اتنا اچھا بنا کہ لوگ یقین ہی نہیں کریں کہ تم سے ایسی غلطی ہوئی تھی .... پڑھائی پر توجہ دے... خود کو قابل بنا میرے پتر... اچھی جگہ نوکری مل جائے تو پھر شادی کرنا اور تیری بیوی ہی صرف تیری دوست ہو گی بس... پتر جنہوں نے زندگی میں قابل بننا ہوتا، اچھی عزت بنانی ہوتی تو وہ ایسے کاموں میں وقت برباد نہیں کرتے

میں چاہتا کہ تو ایک بڑا آدمی بنے، بہت عزت کماے، تو نے پتر " کچھ نہیں سے، کچھ ہے " کا سفر کرنا ہے اس کے لئے پوری توجہ پڑھائی پے رکھ، ایسے لڑکوں

سے دور رہ جن میں رہ کر تمہیں برے کاموں کی سوچیں آئے... شاباش میرا پتر بہت اچھا ہے... میں اب چلتا تو آج رات جتنا رونا رو لے، فجر ویلے سو کر اٹھے تو ایک نیا میاں ہو تم میں بس ... بڑا آدمی اور ایسی عزت والا بننا کہ سب لوگ تمہیں میاں صاحب، میاں صاحب کہہ کر پکاریں..... پھر چاچا جی میرا ماتھا چومتے کمرے سے باہر چلے گئے اور پھر میں واقعی میں بہت رویا ساری رات، ماتھا رگڑ کر.... کروٹیں بدل کر.... آہیں بھر بھر کر..... مگر صرف آخری بار۔۔۔

سورج اور چاند اپنے اپنے مقررہ وقت پر گھوم کر زندگی کے وقت کو آگے بڑھاتے جا رہے تھے... دن ہفتوں اور سالوں میں بدلتے گئے اور ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں گھوم پھر کر زندگی کو گزار رہا تھا... حیات صاحب نے بڑھتے ہوے کام کی وجہ سے دوسری مارکیٹ میں ایک اور دکان کھول لی تھی. فرید کا بھی کام بڑھ گیا تھا تبھی اس نے ساتھ والی دو دکانیں اور لے کر بڑا سیٹ اپ کر لیا تھا اور ہاتھ بٹانے کو دو لڑکے بھی رکھ لئے تھے... مگر وہ آجکل اندر سے بہت بجھا بجھا اور پریشان تھا.... ایک غلطی جو کر بیٹھا تھا.... یکطرفہ محبت کرنے کی..... وہ بھی کوئی اور نہیں بلکہ، حیات صاحب ..... کی بیٹی نمرہ سے

موسم بہت خوشگوار تھا، ہلکی بوندا باندی میں تھوڑی تیز ٹھنڈی ہوا کے جھونکے

شامل تھے، حیات صاحب نے صبح کام پر جاتے فرید کو گھر چکن بھجوانے کا کہہ گئے کہ گھر کے ملازم رفیق چاچا چھٹی پر تھے ، فرید ان دونوں ساتھ لی ہوئی نئی دکانوں کو سیٹ کرنے میں مصروف تھا اور ابھی کوئی ملازم بھی نہیں رکھا تھا، اس نے پہلے روٹین والے گاہکوں کو فارغ کیا اور حیات صاحب کا آرڈر بنا کر انکے گھر کی طرف چل دیا۔۔۔ نمرہ نے کالج لیٹ جانا تھا کہ فاریہ بیگم ہمسایہ گھر قرآن خوانی میں گئیں ہوئی تھیں۔۔۔ فرید نے حیات صاحب کے گھر بیل دی تو نمرہ کو ہی آنا پڑا کہ اور کوئی گھر موجود نہیں تھا۔۔ ۔ نمرہ نے دوپٹہ اچھے سے لیا اور گیٹ کی طرف چل دی۔۔۔

فاریہ بیگم قرآن خوانی میں آ تو گئیں تھی مگر ہمیشہ کی طرح انکو کئی باتوں پر غصہ آ رہا تھا کہ اکثر خواتین سپارہ پڑھنے کی بجاے باتوں میں لگی ہوئی تھیں ، کچھ تلاوت کرتے بیچ بیچ میں ایک دوسرے سے باتیں بھی کرتی جاتی، فاریہ بیگم کو زیادہ چڑ تب ہوئی تب ایک خاتون نے اونچی آواز میں کہا کہ ، اور کتنی دیر ہے کھانے میں ، صبح کا خالی پیٹ ہی سپارہ پڑھائی جا رہے ، لے آؤ جو بھی ہے ، دعا منگواؤ ہو بہت دفعہ ہو گئی ہے پڑھائی اب۔۔۔ فاریہ بیگم اس عورت کی عمر کا احترام کرتے چپ رہیں، پھر اپنا سپارہ اٹھایا اور اس گھر والی بی بی کو کہا کہ میں باقی کا گھر جا کر پڑھ دوں گی، آپ شامل کر لیجئے گا دعا میں، پھر وہ اٹھیں اور اپنے گھر کو جانے کو کمرے سے نکلنے لگیں۔۔۔

جی کون۔۔ نمرہ نے پوچھا تو فرید بولا۔۔ یہ گوشت لے لیں، حیات صاحب کہہ کر گئے تھے۔۔۔ نمرہ نے دوپٹہ سے چہرہ آنکھوں سے نیچے تک ڈھانپا، ایک ہاتھ سے گیٹ کھولا اور ذرا باہر ہو کر شاپر پکڑنے لگی کہ اسی وقت ہوا کا تیز جھونکا آیا اور دوپٹہ نے ہٹ کر چہرہ عیاں کر دیا۔۔۔۔ نمرہ نے جلدی سے پھر چہرہ ڈھانپا، شاپر پکڑا اور اندر ہو کر گیٹ بند کر لیا۔۔۔ اگرچہ فرید نے ایک دو بار پہلے بھی دیکھ رکھا تھا نمرہ کو آتے جاتے مگر فرق صرف یہ تھا کہ پہلے دوری سے اور نقاب میں مگر اب نزدیکی میں بے حجابانہ۔۔۔ تھا تو وہ صرف ایک لمحہ مگر ایسا فوکس ہوا اسکے دل و دماغ میں کہ اسے پتا ہی نہیں چلا دکان تک واپس آ جانے کا۔۔۔

ادھر فاریہ بیگم نے سامنے ہمسایہ گھر سے نکلتے ہوے نمرہ کے دوپٹہ کا ڈھلکنا اور فرید کا دیکھنا دیکھ چکی تھیں۔۔۔ وہ پہلے ہی ذرا خراب موڈ کے ساتھ آ رہی تھیں تو اس بات نے اور گرم کر دیا، اب سارا غصہ نمرہ پر ہی نکلنے والا تھا۔۔۔ انہوں نے اپنی چابی سے گیٹ کھولا اور اندر جاتے ہی نمرہ کو شروع ہو گئیں جو کوئی کتاب کھولے بیٹھی تھی۔۔۔ کیا ضرورت تھی تم کو گیٹ کھولنے کی۔۔۔ تم سے دوپٹہ کیوں نہیں سنبھالا گیا۔۔۔ جان نہیں تھی کیا ہاتھ میں۔۔۔ کیوں کیا تم نے چہرہ ننگا غیر بندے سامنے۔۔۔ اسکو بولتی گوشت

گیٹ کے نیچے سے پکڑا دے یا اوپر سے پکڑتی۔۔۔ تم نے گیٹ کیوں کھولا۔۔۔ کیوں دکھایا چہرہ اپنا۔۔۔ نمرہ تو گھبرا ہی گئی ایسے امی کے اچانک غصے سے۔۔۔ اس نے تو کوئی خیال ہی نہیں کیا تھا اس بات پر کہ دوپٹہ خود ہی تیز ہوا کی وجہ اچانک ڈھلک گیا تھا، کسی ذاتی ارادے کے بغیر۔۔۔ مگر وہ چپ چاپ سنتی رہی کہ ابھی امی غصے میں ہیں۔۔۔۔

اگرچہ اس واقعہ کو کافی عرصہ ہو چکا تھا فرید نے اسکے بعد بھی دوبارہ کئی دفعہ دیکھا نمرہ کو مگر ہمیشہ نقاب میں ہی، مگر وہ والا منظر کبھی نہیں بھلا پایا۔۔۔فرید ایک شریف و اچھے کردار کا لڑکا تھا اس نے اس بات اور اپنے لگاؤ کا کسی سے بھی تذکرہ نہیں کیا تھا۔۔۔ پھر وہ انکے محسن کی بیٹی تھی اور محسنوں کے عزت و احترم کی تربیت اسکو گھر سے ملی تھی تبھی بس دل میں چھپا رکھی تھی اس نے اپنی محبت۔ اسی پاک و یکطرفہ محبت کا ہی یہ مثبت اثر تھا کہ وہ اب بہت کامیاب بننا چاہتا تھا، بہت ہی اچھا و عزت والا کہ نمرہ جیسی ہی کوئی خوبصورت ، تعلیم یافتہ و با کردار لڑکی اسکی شریک حیات بنے۔۔۔ نمرہ سے اسکی محبت سوچوں میں بھی معصوم و پاک تھی۔۔۔ وہ فرق کو جانتا تھا اپنے اور حیات صاحب کے، تبھی نمرہ اسکا مقصد نہیں تھی اور نہ ہی اسے پانے کی خواہش تھی بس وہ تو اسے ایک گڑیا جیسی لگتی تھی اور اسی طرح کی انمول گڑیا وہ اپنے لیے بھی چاہتا تھا تبھی وہ خود کو بہتر سے بہترین

بنانے کے لیے تراش رہا تھا۔۔۔۔

حیات صاحب نے ضرورت کی وجہ سے بہترین کمپیوٹر وہ بھی انٹرنیٹ کنکشن کے ساتھ بچوں کو لا دیا تھا۔ جس کو انہوں نے بچوں کے کمرے کی بجاے لاؤنج میں ہی رکھوایا تھا اور پھر جس نے جو کام کرنا ہوتا وہیں پر کرتا تاکہ انکا کام نظر میں رہے۔ آج چھٹی کا دن تھا اور ارسل کمپیوٹر پر اپنا کام کر رہا تھا، حیات صاحب اخبار پڑھ رہے تھے، نمرہ اور اسکی امی اندر کمرے میں کسی کام میں مصروف تھیں۔۔۔ حیات صاحب نے اخبار سائیڈ پر رکھتے ارسل سے پوچھا۔۔۔ کیا ہو رہا ارسل آج بہت مصروف، وقت ہی نہیں مجھ سے بات کا۔۔۔ ارسل نے بھی مسکراتے ہوے کہا۔۔۔ چلیں یہ ہوا کام بند اور آپ سے باتیں شروع۔۔ پھر وہ حیات صاحب کے پاس آ کر نیچے بیٹھ گیا اور پوچھا ابو جی یہ تو بتائیں کہ اکثر لوگ صرف اپنی بات کو ہی ٹھیک کیوں سمجھتے ہیں۔۔ میرے کچھ دوست ہیں جب انکو میں کچھ اچھا بتاتا یا کسی بری بات سے ٹوکتا تو آگے سے الٹا ہی جواب دیتے مجھے۔۔۔

حیات صاحب، ارسل کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوے بولے، ایک بات یاد رکھنا ارسل، ہمارے ارد گرد کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہیں جن پر ہمارے اچھے مشورے کا، اچھی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، چاہے آپ انھیں جتنی مرضی مثبت

سوچ کے ساتھ ملیں، بات کریں یا حوصلہ دیں وہ اپنے منفی حصار سے باہر نکل ہی نہیں پاتے اور آپ سے صرف بحث کریں گے اور آپ سے صرف اپنی مرضی کا حل چاہیں گے۔ تو بیٹا جی، آپ نے ان لوگوں پر اپنا وقت ضایع نہیں کرنا نہ ہی انکی منفی باتوں اور نہ ماننے والے رویہ سے خود کو پریشان کرنا ہے کہ کچھ لوگ واقعی رب کے فرمان کے مطابق گونگے، بہرے، اندھے ہو چکے ہوتے ہیں کہ ان پر کوئی اچھی بات اثر نہیں کرتی ۔اس لئے آپ نے بھی انکی پروانہ کرتے ہوے بس اپنے اندر کی روشنی کو باہر نکال کر خود کو پر نور بنانا ہے تب ایسے منفی لوگ خود ہی یا تو پھر اس نور سے راستہ پا جائیں گے یا پھر جل جائیں گے۔۔۔ سمجھ آ گئی ہے نا۔۔ چل اب اٹھ ذرا مارکیٹ تک چلتے ہیں۔ ۔۔حیات صاحب کہتے ہوے اٹھ کھڑے ہوے۔۔

حیات صاحب نے جہاں اپنا کاروبار بڑھا لیا تھا وہیں پر اپنی اکیڈمی کا دائرہ کار بھی بڑھا لیا تھا۔ اب مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی اپنا کاروبار کرنے کے متعلق بتایا و سکھایا جانے لگا تھا جس کا انتظام فاریہ بیگم کے ذمہ تھا اور نمرہ بھی کبھی کبھی آ جاتی تھی۔ ۔اس سے گھر بیٹھ کر کام کرنے والی خواتین بہت فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ کوئی یہاں کپڑے ڈیزائن کرنا سیکھتا، کوئی لیڈیز بیگز بنانا، کوئی آرٹیفیشل جیولری وغیرہ۔۔۔ سب یہاں ایک دوسرے سے کچھ نا کچھ سیکھتے، پھر فاریہ بیگم انکو حیات صاحب کے توسط سے

ان

چیزوں کو مارکیٹ میں بیچنے اور مارکیٹنگ کے طریقے بتاتی۔۔۔ اسکے علاوہ حیات صاحب خود بھی ان خواتین کی بنائی ہوئی چیزیں مارکیٹ میں اپنے مختلف جاننے والوں کی دکانوں میں رکھوا دیتے تو ایسے ایک سلسلہ چل پڑتا ان خواتین کا گھر بیٹھے کام کر کے کمائی کا۔۔۔

میں نے چاچا جی کے سمجھانے کا بہت اثر لیا تھا۔۔ ماموں جی کی مار کے بعد کا کچھ وقت تو بہت مشکل گزرا لوگوں کی باتیں و طعنے سن کر، لیکن چپ چاپ برداشت کرتا رہا پھر وقت کے ساتھ ساتھ لوگ بھولتے گئے۔۔ میرے گریجواشن میں آنے اور ٹیوشن پڑھنے کی وجہ سے میرے اخراجات بڑھنے لگے تھے۔۔ چاچا جی جتنا کر سکتے تھا وہ خوشی سے کرتے تھے اور ہمیشہ حوصلہ بڑھتے ہوے کہتے تھے، میاں، بس تو پڑھتا جا... آگے بڑھتا جا۔۔ پیسوں کی فکر نہ کیا کر، مگر پھر بھی میں نے ٹیوشن پڑھانا شروع کر دی، گھر جا کر بھی اور مختلف سنٹر میں بھی۔۔ اس تمام محنت سے مجھے آرام کا وقت بہت کام ملتا تھا مگر مجھے پتا تھا کہ بیج کو زمین پھاڑ کے باہر نکلنے اور پودا بننے لے لئے لیے بہت گرمی و دباؤ سہنا ہی ہے۔۔۔ تبھی میں پوری جان اس لیے لگا رہا تھا کہ مجھے اپنی شناخت بنانی تھی کونپل سے درخت بننا تھا۔۔۔ تاکہ میں اپنے پھل و چھاؤں سے پہچانا جاؤں۔۔۔ اب تو عام سے خاص بننا تھا مجھے، ہر حال میں بس! ۔۔۔

حیات صاحب کے پاس مارکیٹ کے کچھ دکان دار آے ہوے تھے انکو انکم ٹیکس نہ دینے پر راضی کرنے اور احتجاج میں شامل ہونے کے لیے، مگر حیات صاحب کسی صورت نہیں مان رہے تھے ، دیکھیں زاہد صاحب، گورنمنٹ ہمارے ٹیکس کا غلط استعمال کرے ہمیں پوری سہولیات نہ دے یا کھا پی جائے یہ انکی فعل ہے، ان افسروں کا اپنا ایمان، ہے، لیکن میں ہر صورت میں ٹیکس ادا کروں گا کچھ بھی ہو۔ یہ دینے کے بعد ہم انکو اپنے مسائل سے آگاہ کر سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ ٹیکس ہی نہ دیں۔۔ کیوں نہ دیں بھائی۔۔۔ صرف آزادی جسی نعمت کو ہی لے لیں جو اس ملک میں نصیب ہے تو یہ ٹیکس تو کچھ بھی نہیں اسکے آگے۔۔۔ ویسے بھی میں کسی گورنمنٹ کو ٹیکس نہیں دیتا، میں اپنے پاکستان کو دیتا ہوں، رب کا شکر ادا کرتے خوشی سے دیتا کہ جب اس نے مجھے اتنا قابل بنایا ہے کہ میں ایمان داری و دیانت داری سے اپنا کاروبار کروں تو میں باقی ہر کام اسی طرح کیوں نہ کروں۔۔۔ یا تو صاحب قانون نہ بنائیں، اگر بن گیا تو پورا عمل کریں۔۔۔ ویسے بھی زاہد صاحب جو لوگ قرآن میں رب کے بتاے ہوے قوانین میں سے جب اپنی مرضی و آسانی کے اپنا کر باقی کی پروا نہ کریں تو پھر وہ لوگ دنیا کے بناے قوانین کی کہاں پروا کرتے ہیں۔ بھائی جو بندہ اپنے پیدا کرنے والے رب کی نافرمانی کرتے بینک سے سود پر قرضہ ، گاڑی وغیرہ لے سکتا ہے تو پھر وہ لوگ بندوں کے بناے قوانین کی نافرمانی کیوں نہ کریں گے۔۔۔ اس سے

پہلے کہ حیات صاحب کچھ اور بولنے پر آتے، آے ہوے دکان داروں نے " اچھا جی آپکی مرضی " کہتے ہوے اٹھنے کو ھی بہتر سمجھا۔۔۔

خالہ جمیلہ آئی ہوئی تھیں اور فاریہ بیگم ساتھ پھل کھاتے باتوں میں مصروف تھیں، ارسل بھی کالج سے تھوڑی دیر پہلے ھی آیا تھا اور لنچ کر کے کمپیوٹر کے آگے بیٹھا کسی کام میں مصروف تھا۔۔۔ اچھا خالہ، وہ سارا کا کیا حال ہے، کیسی جا رہی اسکی جاب۔ کوئی اتا پتا ھی نہیں اسکا۔۔۔ فاریہ بیگم نے پوچھا تو خالہ بولیں، بس فاریہ ٹھیک ھی ہے، کوئی ایک نوکری تھوڑی کی اس نے، پتا نہیں کتنی کے کر چکی، ٹکتی ھی نہیں ایک جگہ پر، پتا نہیں کیا مسلہ اسکے ساتھ۔۔ عجیب سی ھی طبعیت ہو گئی اب تو اسکی، پتا نہیں کیا بنے گا اسکا، اسکی ماں بھی بہت پریشان رہتی اسکے لیے۔۔۔ سارا کا ذکر آیا تو ارسل کے کان بھی لا شعوری طور پر باتیں سننے میں لگ پڑے۔۔۔ سب پرانا یاد آ گیا اسے۔۔۔ پتا نہیں کیوں زندگی میں کی ہوئی پہلی پہلی باتیں، یادیں، لگاؤ، محبت دوستی، رشتے، اچھائی، برائی وغیرہ کبھی نہیں بھول پاتا بندہ، کسی نہ کسی موڑ پر یاد آ ھی جاتیں ادھوری باتیں، ملاقاتیں، کوئی ہنسی، کوئی ناراضگی، جدائی۔۔۔ لیکن پھر ارسل کو ساتھ ھی وہ غلط بندہ، کال ریکارڈز اور ابو کا سمجھانا بھی یاد آ گیا تو اٹھ کر چل ھی دیا اکیڈمی جانے کی تیاری کرنے کے لئے۔۔۔

سر میرا نام فائزہ ہے اور مجھے یہ کہنا ہے کہ، میری امی بیمار ہیں، میرے ابو کا سایہ ہمارے سر پر نہیں ہے، میرے بھائی چھوٹے ہیں، میری اپنی شادی کی عمر ہے لیکن حالات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی رشتہ نہیں آتا. میری پڑھائی نامکمل ہے تو کہیں اچھی نوکری نہیں ملتی. میں کہاں سے لاؤں حوصلہ، تنگ آ گئی میں آپ کا کب سے لیکچر سن سن کر، مجھے صرف حوصلہ افزا باتیں نہیں چاہیے مجھے حل چاہیے سر، حل ۔۔۔ سپیکر سلمان کو نہیں پتا تھا کہ سیمینار کے سوال و جواب کے دورانیہ میں بھرے ہال میں موجود کوئی بہت پیچھے بیٹھی باحجاب لڑکی ایسے ان سے مخاطب ہو گی. جہاں لیکچر ختم کرنے کے بعد کی تالیوں کی گونج، ابھی تک ان کے کانوں میں تھی اور وہ سمجھ رہے تھے کہ ایک دفعہ پھر وہ اچھا حوصلہ افزا لیکچر دینے میں کامیاب ہو گئے وہیں پر یہ سوال کچھ ایسے اچانک آیا جو انھیں حیران کے ساتھ وقتی پریشان بھی کر گیا. پھر بھی وہ ہمت سے اٹھے دماغ میں جواب دینے کو لفظوں کو جلدی جلدی چنتے ہوے روسٹرم کی طرف ، بڑھے، اسکے قریب جا کر رکے، پھر اچانک رخ موڑ کر اسٹیج سے نیچے اترے اور اپنا سر اٹھا کر ہلکی مسکراہٹ سجائے اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگے، وہ محسوس کر رہے تھے کہ ھال میں موجود سب لوگ انھیں چپ چاپ تجسس بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں

آپ اٹھیے اور میرے ساتھ آیئے" سپیکر سلمان جب لڑکی کی جگہ پر آ کر اس سے "
مخاطب ہوئے تو وہ تھوڑا ہچکچاتے ہوئے اٹھی اور ان ان کے پیچھے پیچھے چلتے اسٹیج پر آ ئی.
سپیکر سلمان نے اسکو پاس کھڑا کر کے اسکو چہرہ ہال میں موجود سب لوگوں کی طرف
کرنے کو کہا اور پھر لڑکی کی بات کا جواب دینا شروع کیا سب سے پہلے تو میں چاہوں گا
کہ ہال میں موجود تمام لوگ اس لڑکی کے اعتماد اور ایسا سوال کرنے کے حوصلہ کو داد
دیتے ہوے تالیاں بجائیں.... اور پھر سپیکر سلمان نے تالیوں کے بعد اپنی بات منفرد
لب و لہجے میں دوبارہ کچھ ایسے شروع کی کہ
آپ میں سے بیٹھے ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی مسئلہ جڑا ہوا ہے لیکن جتنی حل کرنے
کی شدت وخواہش اس لڑکی میں ہے اور کسی میں نہیں، تبھی اس نے اپنی حالت ایسے
سب کے سامنے عیاں کر دی. اسکی حالت جتنی بھی خراب ہے لیکن یہ بات کنفرم ہے کہ
یہ لڑکی کمزور نہیں ہے، اسکے علاوہ اسکی جھکی نگاہیں اور با حجاب چہرہ اس کے مضبوط کردار
کی ضمانت بھی دے رہا ہے. یہ واقعی بہت پریشان ہے جو ایک فطری کیفیت ہے، لیکن
جانتی ہے کہ ایسے حالات میں یہ اکیلی نہیں ہے اور بہت دنیا اسی طرح کے حالات یا اس
سے بھی برے حالات میں پس رہی ہے لیکن فرق صرف " سوچ اور عملی اپروچ " کا ہے
جو اس لڑکی کو دوسروں سے الگ کرتا ہے. یہ خود کو بدلنا چاہتی ہے اور خوشحالی لانا
چاہتی ہے تو آپ سب لوگ

میری بات لکھ لیں کہ جلد ہی وہ وقت آنے والا جب یہی لڑکی جو اس وقت آپ سب کے سامنے اپنے حالات کا رونا رو رہی، یہی لڑکی خود اپنے حالات رب کے فضل سے ایسے بدلے گی کہ یہ خود بھی حیران ہو جائے گی. یاد رکھیں کہ حوصلہ افزا الفاظ چاہے فوری حل نہ دیتے ہوں لیکن سچے حوصلہ والے الفاظ آپ کے کچھ کر دکھانے اور دنیا بدل دینے کی آگ کو بڑھکا ضرور دیتا ہے

باہر شام سے ڈھلتی رات کے ماحول میں اندر پورے ہال میں مکمل سکوت طاری تھا اور پھر سپیکر نے اپنی منفرد گرجتی ہوئی آواز میں لڑکی کی طرف رخ موڑتے کچھ ایسے کہنا شروع کیا کہ جس نے ہال میں موجود سب کی دلی دھڑکنوں کو بھی بڑھا دیا، اس لیے آپ آج فیصلہ کرو کہ آج سے رونا بند! ، خود پر ترس کھانا بند! ، ایسے، سب لوگوں کو حالات بتانا بند!، اور آج گھر جا کر ایسے ہی بات کرنے والے ہمت و حوصلے سے اپنے رب سے بھی مخاطب ہو انہی باتوں و سوالوں سے، پھر اپنے آپ کو دوبارہ سے سمیٹ کر موجودہ وسائل میں رہ کر خود سے عملی کوشش کرو تو دیکھنا رب بھی آپ کو ایسے ہی، جیسے میں آپکو پیچھے سے اٹھا کر یہاں سب کے سامنے لے کر آیا جو آپ کے وہم و گمان" میں بھی نہیں تھا کہ میں کچھ اس انداز سے آپ کو جواب دوں گا"، ٹھیک اسی طرح ایک دن رب بھی آپ کو ایسے راستے سے مشکل حالات سے نکال دے گا کہ آپ سوچ بھی نہ سکو. یقین مانیں اپنے مسئلے کی حل کے لئے نہ آپکو میری ضرورت ہے اور نہ اس ہال میں موجود دوسرے لوگوں

کی کہ جو ہمت و قابلیت کی روشنی آپ کے اپنے اندر ہے وہ نہ کوئی دوسرا دے سکتا ہے نہ ہی بجھا سکتا ہے . یاد رکھیے ستارے ہمیشہ اندھیری رات میں ہی چمکا کرتے ہیں اور ہم ناکام صرف تب ہوتے جب کوشش کرنا چھوڑ دیتے ہیں. اب آپ ہمت سے سر اٹھا کر واپس اپنی سیٹ پر جائیں اس پکی امید کے ساتھ کہ رب نے آج آپکی سن لی ہے اور آج کے بعد آپکا ہر قدم کامیابی کی طرف جائے گا انشاللہ، میری اور ہال میں بیٹھے سب دوستوں کی نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں.... بات کے اختتام پر تالیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اسی کی گونج میں سپیکر سلمان نے اس لڑکی فائزہ کو آہستہ آواز میں کانفرنس کے بعد ان سے رابطہ کرنے کا کہا

میں ابھی اپنے امتحانات سے فارغ ہوا ہو تھا کہ ایک محترم پروفیسر کے توسط سے اپنے ہی شہر میں موجود ایک کاٹن فیکٹری میں نوکری مل گئی...پہلی نوکری کے ملنے پر جو خوشی تھی وہ سنبھالی نہیں جا رہی... مجھ سے زیادہ خوش میرے چاچا تھے لیکن انہوں سے ساتھ یہ بھی کہا کہ پتر اسکو اپنی منزل نہیں سمجھنا، یہ سمجھ لے پہلا قدم ہے تمہاری منزل کی طرف، اسی نوکری پر ہی اکتفا نہیں کرنا نہ ہی ابھی یہ سمجھنا کہ پڑھائی ختم... بس پھر انکی رضامندی سے میں نے بعد میں ایم بی اے کی نائٹ کلاسز میں داخلہ لے لیا... ٹیوشن پڑھانا چھوڑ دی تھی کہ مناسب تنخواہ کی وجہ سے فیس کا بندوبست ہو جاتا تھا اور کچھ پیسے چاچا جی بھی دے دیتے تھے. سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا صبح کو نوکری اور شام کو

کلاسز.... مگر میری زندگی میں پہلا بدلاؤ آیا... چاچا جی اللہ کو پیارے ہوگے.... میں پھر رویا بہت، بہت زیادہ... بس یہی بات ذہن میں آتی تھی کہ جب میں تھوڑا سا قابل ہوا انکی خدمت شروع کرنے کے تو وہ کیوں چل بسے.... " یہ کس موڑ پے تجھ "کو بچھڑنے کی سوجھی، مدتوں بعد تو دن سنورنے لگے تھے

فرید کا کام اب دن بدن بڑھتا جا رہا تھا. اپنے چچا نعمت کو اس نے باقاعدہ پارٹنر ہی بنا لیا تھا تو وہ اب دونوں مل کر کاروبار چلا رہے تھے، کہاں صرف ایک چیز سے کام شروع کیا تھا اس نے، مگر اب چکن کے علاوہ پھل، سبزی، دودھ اور دہی بھی رکھ لیا تھا... وہ اپنی چیزوں کے معیار، صفائی اور اچھے اخلاق و کردار کی وجہ سے کامیاب جا رہا تھا... حیات صاحب کی اکیڈمی جانے سے بھی اسے بہت فائدہ ہوتا تھا تبھی ایک اور نیا طریقہ اپنایا اس نے زیادہ گاھک بنانے کا، وہ تھا ہوم ڈیلیوری، جس کا سب سے زیادہ فائدہ گھر بیٹھی خواتین کو ہوا.... مرد و بچے تو گھر سے باہر ہوتے سارا دن، تو گھر کی خواتین فون پر ہی فرید سے چیزیں منگوا لیتی تھیں... اس کام کے لئے فرید نے علحیدہ سے دو لڑکے رکھ لئے تھے تاکہ وقت پر ڈیلیوری ہو سکے... اور اس نیے کام کی وجہ سے اسے واقعی کافی فائدہ ہو رہا تھا

ادھر فاریہ بیگم اپنے شوہر کے رضاکارانہ کام میں بھرپور ساتھ دے رہی تھی اور

باقاعدگی سے اکیڈمی میں جا کر خواتین میں آسانیاں فراہم کرنے کا کام کر رہی تھی۔
انہی دنوں ایک نیی لڑکی " فائزہ" کا اضافہ ہوا تھا جو کہ اپنی عادتوں، باتوں اور حجاب و نقاب والے حلیہ سے بالکل نمرہ جیسی ہی لگتی تھی فاریہ بیگم کو...کچھ دن فائزہ نے دوسری لڑکیوں سے حال احوال لیتے، کچھ اپنے مطابق کا سیکھتے اور حوصلہ پانے میں ہی گزارا پھر سب کے مشورے سے گفٹ پیکنگ کا کام شروع کر دیا...وہ بازار سے مختلف و منفرد چیزیں خرید کر، انکو اچھی سے منفرد پیکنگ میں تیار کرتی اور مختلف دکانوں میں رکھوا دیتی جس میں حیات صاحب کی جان پہچان کام آتی..کام شروع کرنے کے لئے پیسے اکیڈمی نے ہی دے تھے..فائزہ کو خود بہت اچھا لگا تھا یہاں آ کر اور بہت حوصلہ پایا تھا، اسے نہیں پتا تھا ابھی کہ اسکا یہاں آنا اور یہ شروع میں یہ چھوٹا سا خود کا کام شروع کرنا اسکی آنے والی زندگی و حالات میں کتنی اچھی تبدیلی لانے والا تھا
حیات صاحب کے بڑھتے ہوے کام کی وجہ سے مارکیٹ کے اندر والی دکان چھوٹی پڑتی جا رہی تھی، اوپر سے اپنی اصول پسندی اور نیک طبیعت کی وجہ سے انکی مارکیٹ میں موجود کچھ لوگوں سے بنتی بھی نہیں تھی، تبھی انہوں نے مارکیٹ سے باہر ایک نئی جگہ پر دکان کو شفٹ کر لیا جہاں پر گارمنٹس کی کوئی اور دکان نہیں تھی اور نئی دکان بھی کافی بڑی تھی. اپنے کماے ہوے نیک نام اور اخلاق کی

وجہ سے تمام مستقل گاھک بھی متاثر نہیں ہوے تھے اور بخوشی نئی دکان پر آتے تھے کہ جو مال، قیمت اور سہولتیں حیات صاحب دیتے تھے اور کوئی نہیں دیتا تھا

چاچا جی کے کہنے پر نوکری کے ساتھ میرا ایم بی اے میں داخلہ لینا بہت اچھا ثابت ہوا کہ بہت کچھ نیا و منفرد سیکھنے کو ملا، اس کے علاوہ اپنی صلاحیتوں کا مزید پتا چلا اور خود کو مزید نکھارتے ہوے آگے بڑھتا گیا... پڑھائی کے علاوہ دوسری غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے میں یونیورسٹی میں مشہور بھی تھا، مخلوط تعلیم کی وجہ سے لڑکیوں سے بھی رابطہ رہتا تھا، مگر کبھی بھی خود کو کسی لڑکی سے دوستی، فلرٹ کی طرف لے کر نہیں گیا.. لڑکیوں سے صرف کام کی حد تک بات کرتا تھا... میں سوچتا تھا کہ، کہاں بچپن میں ماموں کی مار پڑی تھی اور کہاں اب لڑکیوں تک آسانی سے رسائی تھی جن کے پیار بھرے جملے مجھے اپنی طرف کھینچتے تھے مگر میں نے اپنے چاچا جی کی بات اچھے سی پلے باندھ رکھی تھی کہ صرف بیوی ہی اچھی دوست ہوتی ہے اور میرے کچھ نہیں سے، کچھ ہے، بننے کے سفر میں لڑکیوں سے دوستی کا کوئی پڑاؤ نہیں تھا بلکہ صرف شادی جیسا پاکیزہ راستہ ہی تھا

ارسل نے بھی گریجوشن مکمل کر لی تھی اور اپنے ابو ساتھ کاروبار میں لگ گیا

تھا. مین دکان کو حیات صاحب وقت دیتے تھے اور باقی دو دکانیں ارسل کی نگرانی میں تھیں... نمرہ کی شادی کا ارادہ تھا اب حیات صاحب کا اور انکی نظر اکیڈمی والے اپنے دوست غنی صاحب کے بیٹے پر ٹھہری جو کہ ایک کوکنگ آئل بنانے والی مشہور کمپنی میں اچھے عہدے پر فائز تھا اور حیات صاحب کا اچھا دیکھا بھالا تھا، فاریہ بیگم کو بھی پسند تھا وہ لڑکا اور انہوں نے نمرہ کو بھی تصویر کے علاوہ گھر میں دکھوا کر اس کی راے بھی لے لی تھی.. نمرہ کو والدین پر پورا اعتماد تھا تو اس نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کر دی... دونوں خاندانوں کا آپس میں مل بیٹھنا ہوا اور آنے والی چھوٹی عید کے فورا بعد شادی طے پا گئی

فرید نے اپنا کام تو بڑھا لیا تھا مگر دکان کا نام وہی پرانا چلا آ رہا تھا، ایک دن حیات صاحب نے نماز واپسی پر فرید کی دکان پر رکے اور بڑھتے ہوے کام کا اچھی طرح سے جائزہ لیتے کہا کہ جوان اب تمہاری دکان کا نام بھی تبدیل ہونا چاہیے کہ موجودہ نام تمھارے اب کے کام کے ساتھ میل نہیں کھاتا تو فرید نے حیات صاحب کو ہی کوئی اچھا نام رکھنے کا مشورہ دینے کا کہا .... حیات صاحب نے کہا چلو ٹھیک، مگر اس شرط پر کہ میرے بتاے ہوے کا سائن بورڈ بھی میں ہی تحفتاً بنوا کر دوں گا تو فرید نے مسکراتے ہوے انکی بات مان لی... پھر کچھ ہی دن کے بعد اسکی بڑی سے دکان کے اوپر حیات صاحب کا

لگوایا خوبصورت بورڈ " فوڈ فرینڈز " کے نیے و ماڈرن نام سے دکان کی خوبصورتی کو اور بڑھا رہا تھا

اپنے ایم بی اے ، مارکیٹنگ کے آخری سیمسٹر میں ہی معروف موبائل کمپنی میں ایک دوست کے توسط سے بہترین نوکری کا سلسلہ لگ گیا جہاں پر میں نے خوب محنت سے نام بنانا شروع کر دیا، جتنا بھی منفرد پڑھا تھا وہ سب یہاں عملی طور پر کیا جسکی وجہ سے جلد ہی ترقی کی منزل کو پاتا گیا...اسی کمپنی میں رہتے ہوے اچھی کمائی بھی کی اور پورا ملک بھی گھوما....اسی کمپنی میں رہتے ہوئے اپنے جاننے والوں کے توسط سے رشتے آنا شروع ہوگے تو پھر رب پے بھروسہ کرکے ایک رشتہ قبول کر لیا اور اس طرح اپنی بیوی کی صورت میں بہترین دوست بھی مل گیا...اپنی نوکری کے ساتھ ساتھ میں اپنی بچت سے دوستوں کے ساتھ مل کر کاروبار بھی کرتا رہا جن میں سے اکثر ناکام ہوے، مگر اپنی ناکامیوں سے بہت کچھ سیکھ کر آخر کار نوکری کے ساتھ ساتھ اچھا کاروبار شروع کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر جس کو بعد میں ملازمت چھوڑ کر میں نے پورا وقت ہی دینا شروع کر دیا.... مگر پھر بھی کوئی کمی محسوس ہوتی تھی ...مجھے اتنا کامیاب ہوتے ہوے بھی لگ رہا تھا کہ منزل و مقصد حیات ابھی بھی نہیں ملا جسکا مجھے چاچا جی نے کہا تھا... بہت غور و فکر کیا، بہت ماتھا رگڑا، بہت دعائیں کی رب سے...بہت رو رو کر پوچھا رب سے ....اور پھر کچھ عرصے بعد ہی مجھے اپنے مقصد

حیات کا پتا چل گیا اور پھر میں نے سکوں میں آ کر دوسرے کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی توجہ اس پر بھی مرکوز کر دی

رمضان کے مہینے کے آخری دن چل رہے تھے. اگرچہ فاریہ بیگم شادی کی تیاریوں میں مصروف تھیں مگر پھر بھی اکیڈمی آنے والی خواتین کو پورا پورا وقت دیتی جہاں پر فائزہ انکی بہت مدد کرتی تھی، اسکا خوبصورت گفٹ پیک بنا کر چیزیں بیچنا والا کام چل پڑا تھا اور اس نے اکیڈمی سے لئے ہوے پیسے بھی واپس کر دیے تھے.. اب وہ لوگوں کی شادیوں سال گرہ وغیرہ کے مختلف موقعوں کے حساب سے بھی گفٹ بناتی تھی، ساتھ ہی اس ، نے ایک ویب سائٹ بھی بنا لی تھی اور فیس بک پر ایک پیج بھی، جہاں اسکے مختلف گفٹ پیک پوری معلومات اور مناسب قیمت کے ساتھ درج تھے، اس سے یہ فائدہ ہوا کہ اسکا کام ایک شہر سے نکل کر دوسرے شہروں تک بھی پھیل گیا... مختلف لوگ ویب سائٹ اور پیج پر چیزیں پسند کرتے اور فون پر آرڈر دے دیتے... فون سننے اور آرڈر ڈیلیور کروانے کی ذمہ داری اس نے اپنے چھوٹے بھائی کے ذمہ لگا دی اور ایسے اسکا کام آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا

آخری روزہ کی افطاری ہو چکی تھی اور آج چاند رات تھی. فاریہ بیگم گھر میں نمرہ کی شادی کی تیاریوں کے سلسلے میں آئی ہوئی کچھ خواتین کے ساتھ مصروف

تھیں، حیات صاحب اور ارسل دکانوں میں تھے کہ عید کی خریداری کے سلسلے گاہکوں کا کافی رش ہوتا، تو رمضان میں عشا کے بعد ہی دونوں باپ بیٹا گھر آتے تھے. فاریہ بیگم ایک عورت سا تھ باتوں میں مصروف تھی کہ انکے موبائل پر ارسل کی کال آئی جس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا.... امی جلدی سے تیار ہو جائیں میں گھر آ رہا آپ کو لینے، ابو کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور ہم
ہسپتال لے کر آئیں ہیں انکو ایمرجنسی وارڈ میں
عید الفطر کا دن اور صبح سویرے کا وقت تھا، مسجد میں فجر کی نماز ادا ہو چکی تھی، تبھی خاموش فضا میں مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے آواز گونجی، ایک ضروری اعلان سنیے، "مشہور و معروف سپیکر" اور "الف گارمنٹس" کے مالک " میاں سلمان حیات" بقضاءے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں، جن کی نماز جنازہ مرکزی عید گاہ میں عید کی نماز کے فورا بعد ادا کی جائے گی، نماز جنازہ میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں... ایسا ہی اعلان شہر کی تقریباً تمام مساجد سے کروایا گیا... عید کی وجہ سے ویسے بھی بہت رش تھا مگر تمام جاننے والے، چاہے وہ مارکیٹ کے لوگ ہوں، اکیڈمی والے، انکی کانفرنس میں شرکت کرنے والے سٹوڈنٹس، اساتذہ، عام و خاص لوگ، غرض کہ جس جس کو بھی پتا چلتا گیا وہ حیرانی و اداسی سے جنازہ میں شریک ہوا، پھر جنازے کے بعد ارسل، فرید اور دوسرے بہت سارے جاننے و چاہنے والے باری باری انکی میت کو کندھا دیتے

... قبرستان پہنچے اور میاں سلمان حیات کا جسد خاکی زمین کے سپرد کر کے واپس آ گے شروع کے دنوں میں تو گھر کے اندر اداسی و لوگوں کا رش رہا، مگر پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں پھر سے مصروف ہو گیا.... اصل فرق پڑا تو صرف فاریہ بیگم اور انکے بچوں کو.... بچے تو بہت ہی گم سم ہو گئے تھے اپنے دوست جیسے بہترین باپ کے جانے سے، مگر پھر فاریہ بیگم نے ہمت سے کام لیتے ہوے اپنے شوہر کی دی ہوئی تربیت کے مطابق گھر سنبھالنا شروع کر دیا.... نمرہ کی شادی آگے کر کے بڑی عید کے بعد طے کر دی گئی اور ارسل نے اپنے آپ کو مکمل طور پر کاروبار میں مصروف کر لیا، اگلے سال اپنے مرحوم شوہر کی خواہش کے مطابق فاریہ بیگم کا اچھا رشتہ تلاش کر کے ارسل کی شادی بھی کر دینے کا ارادہ تھا تاکہ نمرہ کے جانے سے خالی گھر کی کمی کو بہو پورا کر سکے

دوسری طرف باقی لوگوں میں جس نے سب سے زیادہ کمی محسوس کی وہ تھا فرید.... جس نے اب اپنے محسن کے رضاکارانہ بے نام اکیڈمی کو "حیات اکیڈمی" کا نام دیا اور غنی صاحب کے ساتھ مِل کر اپنے محسن کی طرح لوگوں کے حالات بدلنے میں مدد کرنے لگا. اسکی خاموش محبت جیسی لڑکی کا انتظام بھی میاں سلمان

حیات اپنی زندگی میں ہی کر گئے تھے اور فرید کی شادی انہوں نے خود ہی طے کر دی تھی اسی لڑکی کے ساتھ جس نے ان سے سیمینار میں سوال کرکے اپنے مسلے کا حل مانگا تھا، پھرانہوں نے اسکو اپنی اکیڈمی میں فاریہ بیگم کے ذمہ لگایا تھا، جو آج آن لائن ویب سائٹ کے زریعے مختلف گفٹس کی فروخت کا کامیاب کاروبار کر رہی تھی اور اب وہی لڑکی کچھ عرصے بعد " فائزہ فرید" کہلانے والی تھی

ادھر ارسل بہت کمی محسوس کر رہا تھا اپنے ابو کی، تبھی وہ تقریباً روزانہ ہی آتا تھا قبرستان جہاں اسکے ابو کی قبر کے ساتھ ہی دو اور قبریں بھی تھی، جن میں سے ایک میاں سلمان حیات کے چاچا جی کی اور دوسری انکی امی کی، جہاں پر وہ اپنے بچپن میں آ کر اپنی امی سے بہت باتیں کیا کرتے تھے.... اوراب "کچھ نہیں سے ، کچھ ہے" کا کامیاب سفر طے کرنے کے بعد میاں سلمان حیات اپنی حقیقی منزل کی طرف خالی ہاتھ واپس لوٹ چکے تھے لیکن اپنے پیچھے حقیقی نیک کمائی اپنی باتوں ،کتابوں اور اپنے تربیت یافتہ لوگوں کی صورت میں زندہ چھوڑ گئے تھے.

" بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت / ساخت (احسن تقویم) والا بنایا. پھر..... رفتہ رفتہ اسکو پست سے پست کر دیا. مگر جو لوگ ایمان لاے اور نیک عمل

(کرتے رہے انکے لئے بے انتہا اجر ہے" . .....(سورہ التین- القرآن

الحمدللہ آج سال 2015 کے آخری دن ناول بھی مکمل ہو گیا ! آپ سب کے پڑھنے و سمجھنے کا بہت بہت شکریہ، جزاک اللہ خیر

رائیٹر : جمشید

کیا ضروری تھا کہ وہ بندہ میری زندگی میں ہی آتا

ہم اکثر یہ کہتے ہیں کہ " کیا ضروری تھا کہ یہ مرے ساتھ ہی ہوتا" کیا ضروری تھا کہ وہ بندہ میری زندگی میں ہی آتا" ....ہم ایسا اکثر لاچار اور بے بسی کی عالم میں ہی کہتے کہ ہمیں لگتا کہ ہمارا اس " ضروری " میں کوئی اختیار نہیں ہوتا ...حالانکہ ایسی ....بات بھی نہیں ہوتی جناب

ہمیں بہت سے باتیں ایسی در پیش آتی ہیں جو ہمارے کسی عمل کا ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ وہ نتیجہ ہوتی ہیں جن کو ہم اکثر جان بوجھ کر اگنور کرتے یا دل کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے ہیں.... مثلاً جب پتا کہ ہماری تربیت، گھر کا ماحول ایسا کہ کسی سے بنائے گئے تعلق کا کوئی انجام نہیں ، جدائی ہی ہے تو پھر بھی وہ تعلق بنائے رکھتے....جب ہمیں پتا ہے کہ فلاں کام کرنے سے مجھے مشکل ہو گی پھر بھی کرنا ہے یا کیے جانا ہے.....جب ہمیں پتا ہے کہ فلاں کام کا نقصان ہونا ہے پھر بھی مسلسل کے جانا ہے....اوپر سے تب نہ تو کسی کی بات اچھی لگتی نہ ہی سمجھ آتی اور جب معاملہ بگڑ جاتا تو پھر کسی کو حال دل سناتے یا روتے ہوے خود سوچتے بس یہی دہراتے بار بار " کیا ضروری تھا کہ....."

دیکھیں دوستو، جذباتی ہو کر کوئی فیصلہ کرنا، کام کرنا یا کسی تعلق میں بندھ جانا سب فطری باتیں ہیں، مگر پھر کوئی غلطی کرکے جو بات سمجھ یا سیکھ نہ جائے اور اسکا سبق پھر اسے "بندے کا پتر" نہ بنائے تو نقصان ہی ہونا ہوتا ہے آگے بھی ہمیشہ.... تو اس لئے پیارے لوگو، غلطی پر مزید غلطی سے بچیں اور پہلے ہی کسی اپنے و مثبت انسان سے مشورہ کرکے، دوسروں کی اچھی باتوں اور تجربات و مشاہدات سے سیکھ کر عمل کیا کریں تاکہ آپ ہمیشہ پر سکوں زندگی گزر سکیں.

دیکھنے کے لئے صرف آنکھیں ہی ضروری نہیں

ذرا سوچیں کہ آپ ایک مکمل انسان ہیں اور دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی ہیں جن سے ہمیشہ آپ کوئی بھی چیز آسانی سے دیکھ سکتے ہیں.... لیکن ذرا رکیں اور غور کریں کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے؟؟؟.... چلیں ایک تجربہ کرکے دیکھیں اور خود کو کسی اندھیرے کمرے میں لے کر جائیں اور محسوس کریں کہ آپ آنکھیں ہونے کو باوجود کیوں نہیں دیکھ پاتے.. ؟ نظریں جب ٹھیک ہیں تو پھر یہاں آ کر ہم اندھے کیوں بن جاتے....؟؟؟

تو جناب بات یہ ہے کہ ہمارے دیکھنے کے لئے صرف آنکھوں یا نظر کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی باہر کی " روشنی " کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے. چاہے وہ سورج و چاند کی ہو یا کسی روشن بلب کی ... ٹھیک اسی طرح ہماری زندگی میں بھی کبھی کبھی اچانک اندھیرا آ ہی جاتا ہے کبھی پریشانی کی صورت میں ، غم و دکھ، جدائی وغیرہ وغیرہ اور پھر ہم مکمل و با صلاحیت انسان ہونے کے باوجود رک جاتے ، ڈر جاتے ، روپڑتے یا اداس ہوتے..... تب ہمیں اس صورت حال سے نکلنے کے لئے کسی راستے کی تلاش ہوتی ہے جو صرف آس پاس روشنی ہونے کی صورت میں ہی واضح دکھائی دے گا.

آپ اس بات کو سمجھیں کہ جس طرح ہم کو ہمیشہ دیکھنے کے لئے روشنی کا انتظام رکھنا پڑتا ہے تو ٹھیک اسی طرح ہمیں خود کو "اچھے لوگوں، اچھی باتوں، کتابوں اور مثبت سوچوں" کے حصار میں رکھنا پڑتا ہے تاکہ کسی پریشانی کے اندھیرے میں یہ سب ہمارے لئے روشنی کا سبب بنیں. ہم مشورہ کر سکیں کسی اپنے، اچھے و مثبت لوگوں سے، کتابوں سے، آرٹیکلز سے اور ان کی مفید باتوں سے مدد لے سکیں...ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ آپکو کوئی اچھا، اپنا، سمجھنے والا، مشورہ و حوصلہ دینے والا نہ ملے. اگر واقعی کوئی ایسا نہیں ہے تو پھر آپ خود پے غور کریں کہ کیا آپ اس قابل ہیں کہ کوئی آپ کا اپنا بنے؟؟؟ اور اگر خود میں کوئی کمی و کوتاہی ہے تو اسکو دور کریں نا کہ " میں نہیں مانتا" میں ہی ٹھیک ہمیشہ" " میرا کوئی قصور نہیں" وغیرہ وغیرہ والی فضول انا پرست سوچ " واپروچ سے خود کو اچھا بنانے کا عمل خود سے ہی روکے رکھیں.

اور آخر میں صرف اتنا ہی کہ یقین مانیں سب سے بہتر روشنی ایمان کی ہوتی ہے جو آپ کے اندر سے نکل کر باہر کے ماحول کو بھی منور کر دیتی ہے اور یہ صرف رب پر مکمل یقین کی صورت میں ہی حاصل ہوتی ہے. پھر رب آپکو ایسے " نائٹ ویژن گلاسس" عطا کرتا ہے کہ مکمل اندھیرے میں بھی نظر آنا شروع ہو جاتا ہے اور

جس میں آپ خود تو دیکھتے ہی ہیں، ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی راستہ دکھاتے آگے
.....بڑھتے جاتے ہیں

پیار سے ڈرنا ہی، اچھا ہوتا ہے

سر ہمیں برائی کرنے میں اتنا مزہ کیوں آتا ہے، ہم اتنی آسانی سے کیسے کر جاتے ہیں، کیوں ہم اتنے کمزور ہو جاتے ہیں کہ ہم خود کو روک ہی نہیں پاتے یا روکنا چاہتے ہی نہیں ہیں، حالانکہ ہم رب کو مانتے بھی ہیں اسکا ڈر بھی ہوتا ہے مگر پھر وہ ڈر کہاں چلا جاتا ہے آخر، جب ہم کسی برائی کو سوچوں سے بھی گزار کر عملی جامہ پہنا رہے ہوتے..... میرے پاس آئے ہوئے چند نوجوانوں میں سے ایک جوان نے ذرا جھنجلاتے ہوئے سوال کیا تو میں مسکرائے بغیر نہ رہ پایا، اسکا سوال آجکل کی اکثر " آسان ودلکش " رسائی والی برائیوں کے حوالے سے تھا تبھی اسکی بات ختم ہونے پر .... میں نے سادہ الفاظ میں سمجھانے کے لئے اپنے لفظوں کو سوچتے و تولتے ہوئے کہا فرض کریں آپ اپنی بہن یا امی کے ساتھ بازار جاتے ہیں تو خود کو بہت سوبر سا، اعتماد والا بنا کر جاتے ہیں، آپ نہ کسی لڑکی کی طرف دیکھتے ہیں نہ کوئی کومنٹس پاس کرتے ہیں، یہ نہیں کہ آپکو ڈر ہوتا ہے کہ میری اپنی بہن یا امی ساتھ ہیں بلکہ آپکو اپنے کردار کی فکر ہوتی ہے کہ امی و بہن کیا سوچیں گی یا پھر لوگ کیا کہیں گے کہ اپنی بہن و امی کے ساتھ ہوتے ہوئے دوسروں کو گندی نظر سے دیکھ رہا وغیرہ وغیرہ تو ، بھائیو، ٹھیک اسی طرح ہم رب کو جانتے ہیں

باتوں کی حد تک ڈرتے بھی ہیں مگر چونکہ وہ ہمیں بہن وامی کی طرح نظر نہیں آ رہا ہوتا تو ہم "ڈر" کو اچھے سے خود پر طاری نہیں کرتے ہیں کیوں کہ ہم انسان کسی " نظر" آنے والی چیز کا ڈر رکھتے ہیں جیسے گھر میں باپ موجود ہو تو تب ڈر لگتا، آفس میں باس کی موجودگی سے ڈرتے ہم کام ٹھیک کرتے، کوئی انسان نہ بھی ہو تو صرف کیمرے کی آنکھ سے ہی ڈرتے ہیں کہ سب ریکارڈ ہو رہا وغیرہ وغیرہ

تو یاد رکھیں دوستو، بات یہ ہے کہ، ہم رب کے کسی احکام سے " ڈر" کر کبھی نہیں بچ پاتے جیسا آپ نے کہا کہ ڈر ہوتے ہوے بھی ہم برائی کر جاتے ہیں. بلکہ ہم برائی سے تب بچتے ہیں جب ہم رب سے " پیار" کرتے ہیں، جب ہمیں اپنے اندر سے اسکے لئے محبت محسوس ہو، تب ہمیں فکر ہوتی ہے رب کی، کہ رب کیا سوچیں گے، جب وہ نظر نہ بھی اتے ہوے آپ کو محسوس ہو گا آس پاس اور آپکو لگے گا کہ میرا یہ کام رب کو اچھا نہیں لگ رہا.... وہ ہرٹ ہو رہا ہے...اسے ہمارا برائی کرنا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا.....اور جب آپ کو ایسا " پیار" محسوس ہوتا تب آپ خود کو روک لیتے ہیں.

تب آپ کو برائی میں مزہ نہیں آتا ہے...تب برائی آسان ہونے کے باوجود مشکل لگنے لگتی ہے، پھر آپکو رونا آتا ہے اور تب " پیار کے ڈر سے " نکلے ہوے آنسو آپ کی برائی کو دھو ڈالتے ہیں. یہ ذہن میں رکھیں کہ ڈر کے مارے رکنے پر آپ برائی بار بار کر سکتے، جب ڈر دینے

والا سامنے نہ ہو، مگر رب سے پیار اور اسکی پروا کرتے ہوے جب آپ خود کو قابو
... کرتے ہیں تو پھر برائی آپ بار بار نہیں کر سکتے

اور آخر میں اتنا ہی کہ برائی بارش کے قطروں کی طرح گرتی ہے پہلے، سوچوں کی صورت میں، پھر ہی کیچڑ بنتی ہے، تبھی تو رب خود فرماتا کہ " بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ" تاکہ دیکھ کر ہی ذہن میں سوچ نہ آے، چوں کہ برائی ایک آزمائش ہوتی ہے اس لئے آپ نے پھر برائی کے ارد گرد گھومتے ہی نہیں رہنا بلکہ رب سے پیار کو ابھارتے ہوے بچ بچا کر آگے نکل جانا ہے چاہے برائی گلاب جامن کی طرح لذیز سامنے پڑی ہو یا اس مزیدار بریانی کی طرح جس کی خوشبو دور سے ہی آ جاتی ہے

...

مفہوم محبت : ایک قسط کی مکمل کہانی

شام کا وقت تھا اور نیا شادی شدہ جوڑا، ٹیرس میں بیٹھے، کافی پیتے، باہر ہوتی ہلکی بارش سے لطف اندوز ہو رہا تھا. آخر کار شوہر نے بیوی کی ضد کے آگے ہار مانتے ہوئے اپنے اندر کا حال بتانا شروع کیا....

پتا ہے کیا، دراصل گزری زندگی میں مجھے بہت لگاؤ ہوئے، مختلف لڑکیوں سے اور پھر ہر کسی سے ایک ہی طرح کی باتیں کیں ہمیشہ.... ہر لڑکی کو بہت سراہا، اسکا پہننا، سجنا سنوارنا، ہسنا، چلنا، اٹھنا، بیٹھنا مطلب کہ ہر ہر بات و ادا کی تعریف کی... کبھی کسی، سے دل لگا تو کبھی کوئی دل سے اتر گئی ...ایسا ہی چلتا رہا بس .....اور اب تم میری زندگی میں گھر والوں کی پسند سے میری بیوی بن کر آئی..... یہ تم کہتی ہو نا کہ میں خاموش کیوں رہتا....میں باتیں کیوں نہیں کرتا تم سے....تو جاناں، باتیں تو بہت ہیں مگر اب بے حس و بے اثر لگتی مجھے، تبھی نہیں کر پاتا تم سے ... تمہاری خوبصورتی باتیں، سجنا و سنوارنا مرے دل میں کوئی کیفیت نہیں جگاتا....کہ یہ سب اب مرے، لئے معنی نہیں رکھتا....میں پہلے بہت لڑکیوں سے سچی و جھوٹی اتنی باتیں اور تعریفیں کر چکا کہ میں اندر سے مکمل خالی ہو چکا.....اور یہی بات

پچھتاوا ہے میرے لئے اب... کاش میں ایسا نہ ہوتا... میرا کسی سے کوئی تعلق نہ ہوتا.... میں اپنی باتیں، جذبات واحساسات پہلے سے ضایع نہ کرتا.... میں یوں آج جذبات سے عاری ہو کر، بہت تکلیف میں اس طرح تم سے مخاطب نہ ہوتا.... میں یوں چپ نہ ہوتا.....کاش اللہ مجھے معاف کر دے! کاش مجھے سکوں آ جائے!...

آج لڑکی نے آخر شادی کے کچھ ہفتوں بعد ہی اپنے شوہر کی اداسی اور اندر کا حال جان ہی لیا تھا..... یہ سب باتیں بہت تکلیف دے رہی تھی اسے... اسکے آنسوں جم سے گئے تھے آنکھوں میں .... ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے، باہر دیکھتے اسے لگا جیسے لان میں ہوتی ہلکی بارش کے ننھے ننھے قطرے اسکے آنسوں کا ہی کام دے رہے ہوں..... اسکا شوہر، اسکے ساتھ بیٹھے ہوے وہ سب بتا رہا تھا جس سے اسکے دل میں ہلچل سی مچ گئی تھی.... مگر پھر بھی وہ اٹھی، کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ساتھ بیٹھے شوہر کے پاس جا کر نیچے ہی بیٹھ گئی. پھر اس نے اپنا سر اسکے گھٹنوں میں رکھا اور اوپر نظریں کرکے، شوہر کی جھکی نگاہوں کو دیکھتے ہوئے بولی.... قسم سے، آپ کی باتوں سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے، اتنی زیادہ کہ رو بھی نہیں پا رہی مگر آپ نے سچ بولا وہ بھی میرے بار بار کی ضد کرنے پر تو اچھا لگا، آپکو پچھتاوا ہے، معافی مانگتے ہیں تو رب ضرور معاف کرے گا آپکو... اور... آپ نے کہا نا کہ آپ اندر

سے خالی ہو، تو یقین جانیں مجھے اچھا لگا جان کر... کہ میں بھروں گی اب اس میں اپنی محبت..... جو کچھ آپ نے کیا، میں تو ویسا، کچھ نہیں کیا نا... تو میرے پاس بہت محبت ہے، اور وہ بھی خالص.... میری باتیں، میرے جذبات و احساسات اور میرا تعریف کرنا تو سب نیا ہے نا... آپ میرا آئینہ ہو، شادی کے بعد اب آپ میرے ہم لباس ہو، میں جو آپکو دوں گی اس میں مجھے اپنا عکس نظر آتا رہے گا.... میری تعریف و باتیں آپکی ہی تو ہوں گی.... اور پھر یہ کہتے اسکے ساتھ ہی رکے ہوے آنسو، بڑی بے پرواہی .....سے چھلک ہی پڑے... اور وہ بلک بلک کر رونا شروع ہو گئی

ادھر اسکا شوہر اپنی روتی بیوی کے سر پر ہاتھ پھیرے یہی سوچ رہا تھا کہ کہاں پوری زندگی فلرٹ نما دوستیوں کے چکر میں، جس محبت کو وہ کبھی سمجھ نہیں پایا تھا، اس کا مفہوم ابھی اسکی بیوی نے کیسے صرف چند الفاظ میں ہی سمجھا دیا تھا..... تب اچانک اسکی اپنی آنکھوں سے بے شمار بہتے آنسوں نے، گھٹنوں میں سر رکھی بیوی کے گالوں پر گر کر اسے تھپتپانا شروع کر دیا..... باہر ہوتی ہلکی بارش بھی رک چکی تھی مگر ٹیرس میں موجود اب آنکھوں کے آسمان سے برسات ہو رہی تھی... سب کچھ صاف شفاف کر دینے کو، کہ جسکے بعد اندر کے موسم میں بھی باہر کی طرح خوبصورت نکھار آ ... جانا تھا

پلیز، آپ لیموں نہ بنیں

سب کے ساتھ اکثر ہوتا ہے کہ اگر سو بندہ بھی آپکی تعریف کر رہا ہو، آپکا حوصلہ بڑھا رہا مگر پھر صرف کسی ایک بندے کی منفی بات و حوصلہ شکنی سے آپ اتنا دل پر اثر لیتے ہیں کہ اچھی بات کہنے والے آپکو شاید آپ کبھی بھول جاتے مگر اس منفی بات اور حوصلہ کو توڑ پھوڑ کر دینے والے کو ہمیشہ یاد رکھتے اور مستقبل میں ہمیشہ اس سے دور رہنے کی ہی کوشش کرتے.

کسی کی کامیابی سے جلنا، حسد کرنا، نظر آتا دیکھ کر بھی اسکی محنت کو نہ ماننا، حوصلہ افزائی و تعریف نہ کرنا، اپنی عقل ٹھیک اور دوسروں کی بات غلط لگنا، صرف منفی بات ہی پکڑ کر اسکو ظاہر کرنا، منفی کمنٹس دینا، اوروں کو بھی مذاق بنانے کو شامل کرنا وغیرہ وغیرہ یہ وہ تمام احساسات ہیں جو لوگوں کے دلوں کبھی نہ کبھی پیدا ہو ہی جاتے ہیں، ہمیں پتا بھی نہیں چلتا اور ہم بہت دل توڑ جاتے ہیں، جب احساس ہوتا تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے، یا تو پودا مرجھا چکا ہوتا ہے یا کسی اور کے خیال سے وہ اتنی نشو نما پا جاتا ہے کہ اسکو پھر آپکی پرواہی نہیں رہتی کہ اور بہت سے مل جاتے دھوپ سے بچانے، پانی و کھاد ڈالنے وغیرہ ڈالنے کو.

ہمیں مسلسل سیکھتے رہنا چاہیے اور ہمیں خود کو پرکھنا پڑے گا کہ ہم کیسے خود کو بہتر سے بہتر بنائیں، یاد رکھیں کہ ایسی منفی باتیں سب کو پیش آ سکتی، یہ کوئی انہونی بات نہیں ہے بس ہمیں قابو رکھنا ہے خود پر اور اس عادت کو ختم کرنا ہے. اگر ہم کسی کو صرف الفاظ ہی اچھے نہیں دے سکتے تو باقی چیزیں دینا تو دور کی بات ہے پھر. تو دوستو، اپنی باتوں، جملوں اور الفاظوں کو اچھا بنایئے، دل میں حسد و جلن محسوس ہو تو صرف چپ رہنا ہی بہتر.... کوئی بات نہ کہیں....دل میں چھپالیں ....رب سے دعا کریں قابو پانے کی ....اگرچہ شروع شروع میں قابو کرنا مشکل ہو گا مگر پھر عادت پر ہی جانی ہے... مثبت سوچ و احساسات خود بخود پیدا ہوتے جائیں گے تب پھر آپ دل سے حوصلہ و تعریف کرنا سیکھ جائیں گے.

آخر میں اتنا ہی کہ یاد رکھیں ہم میں سے ہر ایک بندہ اس دنیا میں اپنی زندگی کی ایسی کتاب لکھ رہا ہوتا ہے کہ جسکے پچھلے اوراق پلٹنا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی پھر ہم کسی کو دیا دکھ مٹا سکتے ہیں، ہم صرف روزانہ خوبصورت باتیں لکھ کر ہی اسے اچھا بنا سکتے ہیں.... ہاں مگر صرف معافی و توبہ کا ریموور کسی وقت بھی کام سکتا ہے.....آپ خود سمجھ گے ہوں تو اپنے ارد گرد کے لوگوں کو بھی بتا دیں کہ منفی بات اس ترش لیموں کی طرح ہوتی ہے جس کے

چند قطرے ہی کافی ہوتے پورے سالن میں اپنا اثر دکھانے کو.. تو اس لئے پلیز، آپ
لیموں نہ بنیں.

گود سے گور تک : ایک قسط کی مکمل کہانی

پہلا سین :

آج رات بہت زیادہ سرد نہیں تھی مگر ٹھنڈی ہوا کچھ زیادہ چل رہی تھی . . سٹریٹ لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے پورے علاقے میں اندھیرا تھا. سردیوں میں تو ویسے بھی رات جلدی اتر آتی اسی لئے چوک پر موجود دکانیں بھی بند ہو چکی تھی، رات تقریباً گیارہ کے قریب کا وقت ہو گا اور باہر کوئی چہل پھل نہیں تھی مگر ایک بوڑھا آدمی تھا جو سر جھکائے چلا جا رہا تھا، اپنی سوچوں میں گم جس کے لاٹھی ٹیکنے کی آواز سے تھوڑی تھوڑی گونج پیدا ہو رہی تھی، جسکی منزل اس ٹھنڈی رات میں روز کی طرح قبرستان تھی . . .

دوسرا سین :

لاڈو، ویکھ ذرا کنا سوہنا پتر ہے اپنا، ہے نا شہزادوں جیسا . . . . . رنگ تو پورا تیرے پے ہی گیا ہے، گورا چٹا،،، افضل نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پیار سے چومتے اور اپنی گود میں بٹھاتے ہوے اپنی بیوی سے کہا. . . . . بس دو سال ہی رہ گے، پھر اس نے پورے دس سال کا ہو جانا، مولوی جی سے قرآن مجید کی پڑھائی بھی ختم ہو جانی تو پھر اسے باؤ رشید کی ورکشاپ پر چھوڑ آنا بس . . . . سکوٹر کا کام سیکھ جائے گا تو بڑا اچھا . . . اب اکیلا میں کہاں خجل ہوتا پھروں . . . کوئی

نہیں لیتا میری قلفیاں اب... میں نے تو تب آرام کرنا اپنے "سلیم" کو کام پر لگوا کر
.....بس

:تیسرا سین

یار تو کیوں بھاگ آیا اپنا شہر چھوڑ کر اس بڑے شہر میں جہاں پہلے ہی اتنے لوگ روزگار کے لئے دھکے کھا رہے.... بس یار اور برداشت نہیں ہوتی تھی بے عزتی اپنے استاد کی گالیاں سن کر، مار کھا کر، گھر میں ابا باتیں سناتا اور دکان پر استاد.... بس تبھی پھر ورکشاپ سے ایک پرانی سکوٹر کو کباڑ میں چوری سے بیچا، پیسے پکڑے اور اسی رات بس پے بیٹھ کر آ گیا یہاں... سنا ہے بڑا بندہ پرور شہر ہے اور ہر کام کی ذرا تھوڑی آزادی بھی ہے، جیسے وہ دیکھ اسکو..... "سلیم" نے ایک بند دکان کے تھڑے پر بیٹھے ہوے، سگرٹ کا کش لگاتے اور اپنے دوست کو پاس سے گزرتی ایک لڑکی کی طرف آنکھ کے اشارے سے متوجہ کرتے کرتے ہوے کہا ...

:چوتھا سین

باؤ جی فکر ہی نہ کریں، مجھے چھوٹے موٹے سارے کام ہی آتے ہیں، میں یہاں سفیدی ختم کر کے گھر کا چولہا بھی ٹھیک کر دوں گا، کچرا وغیرہ پھنس جاتا ہے جی برنر میں، اسکے بعد آپ کی پانی والی موٹر بھی دیکھ لیتا کیا مسلہ

ہے..... پکی عمر کے "سلیم" نے دیوار پر سفیدی والا برش مارتے گھر کے مالک کو کہا
جس نے گپ شپ کرتے اپنے دوسرے مسلے بھی بتا دیے تھے... سلیم بھی دل میں خوش
تھا کہ ایک کام کے ساتھ دو تین اور کام بھی کھڑکا دے گا... ایسے ہی بڑ ماری تھی اس
نے... کون سا اس نے دوبارہ نظر آنا یہاں... وقتی ٹھیک کر دینے والا جگاڑ اسے بہت
.... آتے تھے.... مزید چار پیسے تو ہاتھ آ ہی جائیں گے آج
: پانچواں سین
چاچا جی، آپ اس عمر میں بھی کام کرتے پھرتے ہیں کوئی پتر نہیں، جو کما کر
کھلائے.... مسجد کے باہر ایک نوجوان نمازی نے باہر کھڑے مسواکیں اور ٹوتھ برش
بیچتے ایک بابا جی سے پوچھا.... پتر میری گھر والی فوت ہو گئی ہے... ایک پتر تھا مگر نکما
نکلا، گھر سے بھاگ گیا تھا ذرا جوان ہوا تو.... بس اکیلی جان ہوں اب، پیٹ بھرنے کے
لئے کچھ تو کرنا پڑتا نا.... یہ چیزیں بک جاتی، کچھ لوگ ویسے ہی کچھ دے دیتے تو گزارا
ہو جاتا.... نام کیا ہے چاچا جی آپکا... نمازی نے ایک مسواک کو چیک کرتے
پوچھا.... پتر میرا نام "سلیم" ہے، تھوڑی بوہتی امداد بھی کرتے جانا، تو اچھا بندہ لگ
رہا مجھے..... اچھا چاچا یہ مسواک دے دو ایک، اور یہ لیں پیسے، باقی کے آپ رکھ
..... لینا... نمازی نے چاچا سلیم کو پچاس کا نوٹ دیتے ہوے کہا

:آخری سین

قبرستان آ ہی گیا تھا اور بابا "سلیم" مختلف قبریں پھلانگتا ایک چار دیواری کے پاس آ یا جس کے اندر تین قبریں تھی اور اوپر سے چھت بھی تھی، اندر آ کر اس نے لاٹھی نیچے پھینکی اور ایک پکی قبر کے سرہانے بیٹھ کر چار دیواری کے ساتھ ٹیک لگا لی... یہی جگہ اسکی رات گزارنے کا ٹھکانہ تھی، نہانا دھونا وہ قبرستان کے ساتھ بنی مسجد میں کرتا تھا یا گورکن کے پاس جا کر جو اسکا اکیلا زندہ دوست تھا یہاں ورنہ باقی تو سب مرے ہوے موجود تھے... تھوڑی دیر بعد اس نے تندور سے لی ایک اخبار میں لپٹی روٹی نکال کر کھانا شروع کر دی اور ختم کر کے وہیں سو گیا.. مگر وہ اخبار کا ٹکڑا جس میں روٹی لپٹی ہوئی تھی وہ چار دیواری کے اندر پھنس گیا تھا. ہوا سے کبھی ادھر جاتا، کبھی ادھر، جو کہ کوئی بچوں کا صفحہ لگ رہا تھا جس پر کسی بچے کے شایع شدہ علم کے کچھ فائدے لکھے ہوے تھے..... علم حاصل کرنے سے زندگی سنوارتی ہے..... اولاد کو تعلیم دلوانا والدین کا بنیادی فرض ہے.... علم حاصل کرنے والا معاشرے میں اچھا مقام پاتا ہے.... علم ایک روشنی ہے جو غربت کا اندھیرا دور کرتی ہے. علم سے سوچ میں مثبت تبدیلی آ تی ہے..... گود سے لے کر گور تک علم حاصل کرو.... اور باقی کا صفحہ پھٹا ہوا تھا !.....

میں کیوں نہیں بن سکتا

عزت ، دولت اور شہرت پانا اس دنیا میں ہر انسان کی بنیادی خواہشیں ہوتی ہے اور ہر بندہ ان کو پانے کو اپنی طرف سے بھرپور کوشش میں لگا ہوتا ہے. صرف ذہن میں یہ رکھنا چاہیے کہ یہ تینوں چیزیں " اچھی و مثبت " ہی ہوں. دوسرا یہ سب اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ آجکل سمجھا جاتا ہے، تبھی پھر قدم قدم پر دھوکے ہی کھانے کو ملتے ہیں، جہاں کبھی مال و وقت حرام کرنا پڑتا اور کبھی جسم و جان کی تذلیل کروانی پڑتی . یاد رکھیں کہ حرام و بے حیائی کے کاموں سے کمائی گیں عزت ، دولت اور شہرت صرف وقتی ہی آپ کے دماغ کو ساتویں آسمان پر پوھنچا سکتی مگر دیر پا ہر گز نہیں ہوتی. ذرا نظر تو دہرائیں آپ کے ارد گرد بہت سے حقیقی مثالیں موجود ہیں. یاد رکھیں کہ اچھی تعلیم و تربیت کے ساتھ مثبت سوچ و عمل ، مستقل مزاجی اور اچھے لوگوں کا ساتھ ہی آپ کو دنیا میں اچھا مقام دلا سکتا ہے. برائی و گناہ زندگی کا حصہ و آزمائش ہوتی ہیں ان میں اول تو پڑنا نہیں چاہیے اور اگر پڑ گے تو فورا خود کو نکالیں کہ برائی کا راستہ شروع میں آسان و آسائش والا ہی لگتا ہے مگر انجام ہمیشہ تنہائی، پچھتاوا اور ڈر ہی ہوتا ہے. اچھائی میں رہ

کر کر آپ جو عزت، دولت و شہرت حاصل کرتے ہیں وہ دیر پا بھی ہوتی ہے اور دل کو بھی پر سکوں رکھتی ہے اور یہی حقیقی کمائی بھی ہے جہاں پھر آپ خود تو سنورتے ہی ہیں .مگر ساتھ ساتھ ہزاروں لوگوں کو سنوار کر ان میں اپنا عکس چھوڑ جاتے ہیں

تو دوستو اچھی و بھلی دولت و شہرت کمانا آپ کا حق ہے اور ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے. رب نے تو خود ہمیں دعا سکھلائی کہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کی بھلائی بھی طلب کرو. رب نے روٹی و پانی ہر انسان کی قسمت میں لکھا ہے جو مل کر رہنا ہے مگر پھر یہ آپ کی ہمت و کوشش پر ہے کہ آپ یہ کسی فائیو سٹار ہوٹل میں بیٹھ کر کھائیں یا کسی عام سی جگہ سے...اسی طرح روزگار آپکے نصیب میں ہے مگر آپکی کوشش پر کہ آپ کہیں چھوٹی موتی نوکری کریں یا پھر اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر اپنا کوئی برانڈ نام تخلیق کر دیں. وغیرہ وغیرہ

آخر میں صرف اتنا ہی کہ جو یہ خیال کرتے کہ آجکل کے دور میں عزت، دولت و شہرت صرف غلط و حرام کے کاموں سے ہی ممکن ہے تو خدارا اپنی سوچ کو بدلئے کہ ایسا کچھ نہیں ہے یہ فرسودہ سوچ کمزور، ناکام ذہن اور بہانے بازوں کی پیداوار ہے جو خود بھی نہیں کچھ کرتے اور دوسروں کو بھی نہیں ہلنے دیتے. آپ

ایسے "لیموں نما" لوگوں کی باتوں سے خود کو بچایئے اور شدید سوچ و طلب رکھتے کہ "
.... میں کیوں نہیں بن سکتا" آگے بڑھتے جایئے اور ہمیشہ یاد رکھیے کہ

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہین کا جہاں اور

چاند کو پانا ہو تو، اکتایا نہیں کرتے

مستقل مزاج ہونا واقعی میں کوئی آسان کام نہیں ہے خاص کر اچھے کاموں میں . . . برے کاموں میں تو پتا نہیں مستقل مزاجی پہلے سے ہی پکی جڑ کر آتی . . . آپ دیکھ لیں ذرا کتنے ایسے چھوٹے ، بڑے برائی والے کام جس میں لگ جاؤ تو بندہ بھاگتا ہی جاتا اس کے پیچھے . . . مگر کوئی اچھا کام شروع کرو تو " اچھا دیکھتے ہیں " ابھی دل نہیں کر رہا " کیا ہے یار روز روز ایک کی روٹین " . . . " تنگ آ گیا ہوں میں " وغیرہ وغیرہ . جو لوگ تو مستقل مزاجی کے سفر میں پیدا ہو جانے ایسی " بوریت " کا حل تلاش کر لیتے ہیں . پھر وہ ہار نہیں مانتے

اگر ہم سوچیں تو پتا چلتا ہے کہ مستقل مزاجی کا دل سے بہت گہرا تعلق ہے . . جو کام ہم دل سے اور شوق سے کرتے تب ہم اس کام کو انجام پذیر کرکے ہی چھوڑتے ہیں . تبھی تو ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ اپنے شوق والے کام میں ہی خود کو کھپانا چاہیے . . . مگر کیا کریں جناب . . . . شوق بھی تو اچھے ہوں پھر نا . . . . روزانہ نیٹ پر اسائنمنٹ بنانی ہو تو آنکھیں دکھنے لگتی ، مگر محبتانہ چیٹ کرتے ہوے تو پتا ہی نہیں چلتا . . . . آوارہ گردی کرنی ہو تو میلوں کا سفر یاروں ساتھ گپ شپ میں پتا ہی نہیں چلتا گزرنے کا مگر گراؤنڈ میں جا کر واک کرنی ہو ، بھاگنا

ہو یا جم جانا پڑے تو ایک ہفتے میں ہی جسم جواب دے دیتا.... روزانہ فلم دیکھنا، گیم کھیلنا تو بے حد بھاتا مگر نماز پڑھنا ہو تو.... آگے آپ خود ہی سمجھ جائیں.. کہ مستقل مزاجی بھی نا بس...

ایک تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ مستقل مزاج بننا ہے تو اپنے کام کو اپنا شوق بنائیں یا شوق والا کام ہی کریں مگر یہ بھی یاد رہے کہ صرف اچھے و مثبت کام کو ہی مستقلا اپنانے کی کوشش کریں... یا پھر کسی بری عادت وکام کو چھوڑ کر اس پر ہمیشہ قائم رہنے کی کوشش..... دوسرا اپنے اچھے و مثبت دوستوں کے حصار میں رہیں جو آپ جیسا ہی کام و شوق رکھتے ہیں تاکہ آپ ایک دوسرے کو دیکھ کر، باتیں کرکے حوصلہ پا سکیں، تیسرا یہ کہ اچھی باتوں وکتابوں کو ساتھی بنائیں، کامیاب لوگوں کو پڑھیں کہ انہوں نے کیسے مستقل مزاجی اختیار کرکے منزل پر پوھنچ کر ہی دم لیا... مستقل مزاج نہ ہونا یہ کوئی انہونی عادت نہیں ہے، اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے، بس سیکھنا پڑتا ہے اور پھر بدلنا پڑتا ہے، خود کو " بس تھوڑا اور، بس تھوڑا اور" کہتے بڑھنا پڑتا ہے ...تب مشکل و نا ممکن کام بہت آسان ہو جاتے ہیں.

تو دوستو، حرف آخر یہ کہ اپنی چاند جیسی خوبصورت منزل و مقصد پانے اور ٹریک پر رہنے کے لئے خود کو کسی اچھے استاد، رہنما، مینٹور، مرشد وغیرہ کی نگاہ

میں ضرور رکھوائیں.. اس کائنات میں ہی دیکھ لیں کہ سورج و چاند سمیت باقی تمام
سیارے کیسے مستقل مزاجی سے ایک دائرے میں گردش کر رہے اور رب نے ان کو اپنی
مخلوق کی خدمات کے لئے اپنی نگاہ و حکم میں کیسے جکڑ کر رکھا کہ ان کی مجال بھی نہیں کہ
وہ اکتائیں یا راستہ چھوڑ جائیں... سمجھ آ گئی ہو تو اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی
"ضرور بتا کر حوصلہ دیجئے گا" چاند کو پانا ہو تو پھر اکتایا نہیں کرتے جناب

ہاں میں پاگل ہوں: ایک قسط کی مکمل کہانی

کیا تمہیں یہ سب اتنا آسان لگ رہا ہے....اچھی بھلی نوکری چھوڑ کر تم یہ پنگا لے رہے ہو....پلیز ابھی نہیں کرو یہ سب....شادی ہو لینے دو بس....اس کے بعد جو دل آے کرنا....ابھی نوکری چھوڑو گے تو میرے گھر والے بہت پریشان ہو جائیں گے...میں الگ ٹینشن میں آ جاؤں گی...پلیز نا، ابھی نہیں.....لڑکی نے روھانسے لہجے میں فون پر بات کرتے اپنے منگیتر کو کہا تو اسے آگے سے جواب ملا....میں نے آج استعفیٰ دے دیا ہے اور ٹھیک ایک مہینے بعد میں نوکری چھوڑ چکا ہوں گا....یہ بات سن کر تو لڑکی اور پریشان... اور فون بند کر دیا....بار بار یہی سوچتے کہ اب کیا ہو گا ... ٹھیک دو مہینہ بعد اسکی شادی تھی مگر جس سے ہونی اس نے ابھی سے بے روزگار ہونے کا عندیہ دے دیا تھا....

بیٹا سنا ہے کہ تم نے نوکری سے استعفیٰ دے دیا ہے، خیر تو ہے کیا مسلہ ہوا....لڑکے کو کچھ ہی دن بعد ہونے والے سسر صاحب کا فون آ گیا....جی انکل بس مجھے اور نہیں کرنی یہاں جاب، میں مزید سود کی کمائی نہیں لانا چاہتا گھر پر.....لڑکا کے بتانے پر سسر جی بولے ، بیٹا اچھا ٹھیک ہے تمہاری وجہ،

مگر پہلے کوئی اور نوکری تو تلاش کر لو، ایسے فورا چھوڑ دوگے تو نقصان ہو گا، آگے شادی تمہاری، کیسے سنبھالوگے سب.....جی میں کوشش کر رہا ہوں، لیکن مجھے شادی سے پہلے یہ نوکری فورا ہی چھوڑنی ہے کسی صورت بھی، مجھے اپنی نئی زندگی میں حرام رزق شامل نہیں کرنا...آگے سے سسر صاحب نے صرف یہ کہتے فون بند کر دیا کہ اچھا بیٹا تمہاری مرضی اب، تم نے کچھ سوچا ہی ہو گا پھر، چلو ٹھیک اللہ حافظ.....جو بھی تھا سسر صاحب کو اپنے ہونے والے داماد پر اعتماد تھا کہ وہ خود سنبھال ہی لے گا حالات کو

...

شادی پر سبھی حیران تھے کہ لڑکے نے کیوں اور کیسے اتنی اچھی نوکری چھوڑ دی اور اب پہلے سے بہت کم تنخواہ پر ایک فلور مل میں کام کر رہا...ہر کوئی لڑکے سے افسوس سے پوچھ رہا تھا مگر لڑکے بڑے اعتماد سا تھ سب کو مسکرا کر جواب دے رہا تھا. مذہبی لوگوں نے تو بہت ہی سراہا اس تبدیلی کو اور عام لوگوں کے لئے یہ صرف ایک پاگل پن تھا، بیوقوفی تھی کہ لش پش، بہترین عہدہ، ترقی کا ذریعہ، پر کشش تنخواہ، قرض کی سہولت سمیت ایک بہترین سٹیٹس والی نوکری چھوڑ کر ایک فلور مل میں عام سے عہدے والی نوکری کرکے دوبارہ زیرو سے سٹارٹ کیوں کیا.... جہاں اکثر لوگوں نے ہمت افزائی کی وہاں سسرالیوں سمیت اپنے قریبی لوگوں نے بھی " پچھتاوے" کا .....اندھیرا بھی دکھایا

اپنی بیٹی کے ہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو نواسا ہونے پر سسر صاحب بہت خوش ہوے. اور تو اور انکے داماد نے اب اپنا سٹیٹس بھی بھال کر لیا تھا... فلور مل میں نوکری کے ساتھ ساتھ اس نے پہلے چھوٹا سا آٹے کا ہی ڈیپو کھولا اور آہستہ آہستہ اسکو بڑھا کر کریانہ کی دکان کر لیا اور اب جسکو اس نے ایک درمیانہ سے ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں بدل لیا تھا ....جہاں ہمیشہ رش ہی رہتا تھا

خدارا شاپنگ مارٹ " والے صاحب کے لئے یہ سات سال کا سفر کچھ آسان نہیں تھا، " بہت قربانیاں دینی پڑیں، قرضدار ہونا پڑا، بہت لوگوں کے بدلتے رویوں اور منفی باتوں کو سہنا پڑا، گھر میں بیوی اور سسرال والوں والوں کی تلخ باتیں، ملنے والوں کی بہترین نوکری چھوڑنے پر پچھتاوا دلانا وغیرہ کو برداشت کرنا آسان نہیں تھا مگر وہ رکا نہیں کہ وہ جانتا تھا کہ اپنے اس عمل کی وجہ سے رب اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا اور پھر رب کہاں چھوڑتا ایسے اپنی طرف بھاگ کر آنے والے کو تبھی بہترین آمدن، اچھا و آسان حلال رزق، نیک نامی، برکت والی صحت، اچھی اولاد کے ساتھ ساتھ بھرپور سکوں قلب سے بھی نوازا ہوا تھا جو اسکو کبھی بھی سود والی نوکری میں بے پناہ ترقی، عہدہ اور تنخواہ کے ہوتے ہوے بھی کبھی نہ ملتا کہ ارد گرد بہت مثالیں بکھری ہوئیں تھیں.... اب صرف وہی نہیں بلکہ اسکی بیوی بھی، اس "پاگل پن" اور مشکل حالات

کو مسکراتے ہوے یاد کرکے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کیوں کہ وہ جان چکے کہ " اوکھے
" پینڈے لمیاں راہواں عشق دیاں

لمس محبت اور انگور

سر کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی شوہر، باپ یا بھائی کوئی بے حیائی کا کام کرے، باہر کی عورتوں پر نظر رکھے، ان سے نا جائز دوستیاں اور غلط تعلقات رکھے تو یہ معاشرہ اسے تو " مرد ہے" سمجھ کر آسانی سے چھوڑ دے، بھول جائے.....اور اگر ایسے تمام نا جائز کام ایک بیوی، بہن یا ماں کرے تو اسکے حصے عمر بھر کی بدنامی آے، طلاق ملے، تہمتیں سہے ... کیوں سر کیوں....اگر مرد برائی کر کے خود کو سدھار کر اچھا بن سکتا ہے، تو برائی سے توبہ کر کے اچھا و پرہیز گار بننے والی ایک عورت کا ماضی کیوں نہیں بھولتے لوگ ... کیوں برائی کرنے والی عورت، ٹھیک ہونے کے بعد بھی ہمیشہ بری ہی رہتی لوگوں کے لئے.....

سر آپ کو پتا ہے نا، کہ ہم لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں، ہمیں غلط راستے پر لگانے والے یہ مرد ہی ہوتے ہیں اگر ہمیں ہمارے ابو گھر ہمیں پیار سے بلائیں، سمجھائیں، ہمارے مسلوں و غلطیوں پر توجہ دیں اور محبت سے حل کریں تو ہم لڑکیاں اپنے باپوں کی عمر کے لوگوں میں کھلونا نہ بنیں....اگر ہمارے بھائی اپنی گھر بیٹھی بہنوں کو ذہن میں رکھ کر باہر کی خواتین کو بے شرمی سے نہ دیکھیں انکی عزت سے نہ کھیلیں تو پھر دوسرے لوگ ہم پر بھی برے جملے نہ کسیں

اور ہوس بھری نظروں سے نہ دیکھیں..اگر ہمارے شوہر صرف ہمیں ہی اپنا لباس سمجھیں تو باہر کے کسی مرد کی جرات نہ ہو اس لباس کو داغدار کرنے کی ....

سر آپ بہت اچھا لکھتے ہیں، مجھ جیسے بہت سے نوجوان لڑکے ، لڑکیاں آپکو پڑھتے ہیں، سنتے ہیں تو پلیز آپ اس پر ضرور لکھئے گا اور بتائے گا کہ یہ جوانی و کنوارہ پن کی عمر ہمیشہ نہیں رہنی ہے. ہر لڑکے نے باپ اور ہر لڑکی نے ماں بھی بننا ہے...آپکی آج کی غلط قربت کا قرض آپکی اولاد کو ہر حال میں چکانا ہی پڑے گا...خدارا روک لیں خود کو، توبہ کر لیں ورنہ مکافات عمل ہو کر ہی رہتا ہے....خدارا والدین اپنی اولاد کو خاص کر بیٹیوں کو اپنا لمس محبت دیں. لڑکیاں کو تو فطری طور پر ہی لمس محبت، پیار و توجہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور جب گھر سے نہیں ملتا تو باہر کا شیطان، شجر ممنوع کی طرف مائل کر ہی دیتا ہے جس کا ذائقہ چکھنے کے بعد بے لباسی ہی لکھی ہوتی ہے سر...تب لڑکی کو ...یہاں جنت کے پتے نہیں ملتے ڈھانپنے کو

تو دوستو، یہ جو اوپر سب لکھا، یہ مختلف باتیں و مسلے روزمرہ کا حصہ بنتے جا رہے ہیں، جو سچی و پکی توبہ کرکے.برائی سے اچھائی کی طرف آ جائے تو اسے دل سے اپنا لیں اور مزید اچھا بننے میں مدد کریں. کوئی ماضی کی بات یاد نہ

کروائیں نہ منفی بات کہیں... اسی طرح ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا خود کا کردار اچھا بناتے ہوے اپنے گھر کے افراد کا، خاص کر اولاد کا کردار بھی نکھاریں. گھر والوں سا تھ پیار و دوستانہ والا رشتہ رکھیں، کوئی کمیونیکشن گیپ نہ رکھیں. ان میں محبت و شفقت کا ادھورا پن نہ آنے دیں ورنہ باہر کے لوگ غلط محبت سے یہ ادھورگی ایسے ختم کرتے کہ مکمل ہونا صرف ایک پچھتاوا بن جاتا ہے. اگر آپ خود سمجھ گے تو اپنے ارد گرد کے لوگوں کو بھی سمجھا دیں کہ اگر آپ اپنے جائز رشتوں اور اولاد کو انگور کی طرح پوری توجہ و خیال سے رکھیں گے تو باہر کے لوگ اس انگور کی شراب کبھی بھی نہیں بنا پائیں گے.

دھوکہ : دینا آسان، سہنا مشکل

اگر اپنی عزت کو، رتبے کو اور کردار کو کچلنا ہو تو " دھوکہ " کا استعمال ایک آسان کام ہے، یہ ایک ایسا کام ہے جس میں آدمی بہت سی اخلاقی برائیاں ایک ساتھ ملا کر اس میں استعمال کرتا ہے. جھوٹ سے شروع ہونے والا یہ کام نہ صرف جھوٹ پر ہی ختم ہوتا ہے بلکہ اپنے ساتھ اور بہت سے چیزیں بھی ختم کر دیتا ہے جس میں سر فہرست " عزت نفس" اور " اعتماد" ہے.

وعدہ، لالچ، فوری نتیجہ و آسانی یہ وہ حسین خواب ہیں جن کو دھوکہ دینے والے ہمیشہ استعمال کرتے ہیں. کہیں جھوٹی محبت اور شادی کا وعدہ کرکے نا جائز تعلقات بنانا، جلدی امیر ہونے کے لئے مختلف غیر قانونی و غیر اخلاقی کام، موٹاپا، چھوٹا قد، کالی رنگت وغیرہ کا صرف ایک نسخہ سے افاقہ، گھر بیٹھے بغیر محنت کے یا تھوڑی انویسٹمنٹ سے بے حد منافع کمانا وغیرہ ایسے دھوکے ہیں جو آجکل ہمارے ارد گرد بہت پائے جاتے ہیں.

آج کل کے معاشرے میں دھوکہ دینے والا یا تو " پیسے" کمانے کے لئے فریب دیتا یا پھر " جنسی و جسمانی فائدہ" اٹھانے کو.. رہی بات عزت و رتبہ کی تو یہ

کبھی بھی اس برے کام سے نہیں مل سکتا اور یہ دھوکہ دینے والا بھی جانتا ہی ہوتا ہے... دوسری طرف دھوکہ کھانے والے اپنی معصومیت و بیچارگی میں مارے جاتے ہیں کہ امیر ہونا، شادی ہونا، خوبصورت دکھنا وغیرہ ایسی فطری خواہشات ہیں جو ہر انسان کے دل و دماغ میں آتی ہیں، فرق صرف مضبوط ہونے کا اور قابو کرنے کا پڑتا ہے. یہ بھی ٹھیک ہے کہ مالی دھوکہ تو اتنا تکلیف دہ نہیں ہوتا مگر " جذباتی وجائز رشتوں " میں دھوکہ کھانا تو جان ہی نکال دیتا ہے کہ ایسا دھوکہ دل توڑتا ہی نہیں بلکہ .نچوڑ بھی جاتا ہے

یاد رہے کہ ہر وہ کام جو چھپ کر ہو یا مثبت و تجربہ کار لوگوں کی مشوارت کے بغیر، تو اس کام میں دھوکہ ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں. اس لئے فوری اور مکمل اعتماد ہرگز کسی پر بھی نہ کریں خاص کر کسی انجان پر، خود کو مضبوط کریں، پیار و توجہ والی باتوں میں نہ آئیں، اپنی کوئی ذاتی بات ہر کسی سے شیر نہ کریں خاص کر آڈیو و ویڈیو کال پر. کسی دھوکے کے ہونے کا احساس ہو جائے تو فورا دھوکے دینے والے بندے کے چنگل سے نکلئے، دھوکہ دینے والے کے سامنے کمزور نہیں پڑنا، بلیک میل نہیں ہونا، خود کو اکیلا ظاہر نہیں کرنا، اپنے گھر والوں کو یا اچھے عزیز و دوست کو اعتماد میں لیں، .ہمت و حوصلہ سے دھوکہ سے باہر آئیں

حرف آخر یہ کہ دھوکہ دینا وقتی لذت و فائدہ تو دے سکتا ہے مگر زندگی میں بہت پریشانیاں لا کر بے سکوں کر دیتا ہے. یقین مانیں کہ دوسرے انسان کو نظر نہ آنے والا دھوکہ ، آپکے کندھے پر موجود لکھنے والے فرشتوں سے کبھی نہیں چھپ سکتا. ہم کسی معصوم انسان کو تو دھوکہ دے سکتے مگر رب کو کبھی نہیں دے سکتے. یہ بات خود کو سمجھا کر ارد گرد کے لوگوں کو بھی بتا دیں کہ دھوکہ کھانے والا شریف و مجبور تو اکثر خاموشی سے آپکا دھوکہ برداشت کر جاتا مگر رب تو نہیں بھولتا نا اور پھر نہ ہی چھوڑتا ہے.. وہ بھی آپکو دھوکے میں رکھ کر کسی ذریعے سے تگڑا دھوکہ دلواتا ہے اور تب لگ ....پتا جاتا ہے کہ واقعی میں دھوکہ دینا تو آسان ہے، مگر خود سہنا بہت ہی مشکل

دل کالا نہیں ہونا چاہیے جناب

دنیا کے تمام انسانوں میں خوبصورتی کے لحاظ سے نین و نقش کے علاوہ جو بنیادی فرق نمایاں ہوتا، وہ ہے " رنگت " کا، جسکو ہمارا دل ، آنکھوں کے ذریعے دیکھ کر پھر چہرے کو پسند و نا پسند کرنے کا فیصلہ کرتا ہے. ہم انسانوں میں یہ فرق حقیقت میں بہت معنی رکھتا ہے تبھی تو ہمیں یہ تلقین کی گئی کہ " کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے" مطلب کہ دونوں کی برابر اہمیت ہے .

یہ ایک فطری بات ہے کہ ہم جس ملک و ماحول میں پرورش پاتے ہیں تو ہمیں اپنے ارد گرد کے لوگوں ساتھ ہی انسیت و محبت ہوتی ہے، ہمیں اپنے ارد گرد کے چہرے ہی مانوس و اچھے لگتے ہیں، پھر جب کوئی اچانک سے اور شکل و رنگت کا درمیان میں آ جائے تو اسکو دل قبول نہیں کرتا ہے. چونکہ یہ سب احساسات فطری ہیں تبھی ہم میں مختلف اقوام ہیں انکا رہن سہن، کھانا پینا ایک جیسا اور محبت و شادی آپس میں ہی کرنے کا رواج ہے. سفید رنگت والا کم یا زیادہ گورے رنگ والے کو پسند کرتا چاہے وہ کسی بھی ملک کا ہو، اسی طرح کالی رنگت والا کم یا زیادہ کالے رنگ والے کو ہی بھاتا چاہے وہ بھی کسی ملک کا ہو. کالا اور گورا انسان چونکہ اپنی اپنی مختلف قسم کی خوبصورتی رکھتا ہے تبھی ان دونوں

.کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں ہے کہ حسن دونوں میں ہی ہوتا ہے
تو دوستو، کسی کی رنگت اور چہرے کے نین و نقش دیکھ کر عزت و احترام کرنا بہت ہی معیوب بات ہے اور اسلام اسی فرق کو مٹاتا ہے. مذاق اڑانا، نا پسندیدگی کا اظہار کرنا، قدر نہ کرنا، امتیازی سلوک رکھنا وغیرہ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو ہم نے ختم کرنا ہے. اگر آپ کسی کو اپنے اللہ کی تخلیق مان کر ملتے ہیں تو آپکی نظر میں حسن خود بخود ہی پیدا ہوتا ہے، تب آپ " یار یہ کیسا بندہ ہے" " کتنی عجیب شکل ہے" " توبہ، اتنا کالا " وغیرہ کہنے سے ہمیشہ اجتناب ہی کرتے ہیں. منفی سوچ آنا، دل کو نہ بھانا، حسن اچھا نہ لگنا یہ سب فطری باتیں ہیں مگر اسکا اظہار و مذاق کرنا بلکل غیر فطری اور ہمارے قابو میں ہی ہے. کسی کا چہرہ نہیں بھا رہا تو پلیز خاموش رہیں بس اور کچھ بھی.برا کہنے، .مذاق اڑانے یا پیٹھ پیچھے غیبت سے مکمل پرہیز کریں
آخر میں اتنا ہی کہ ہم انسانوں کا اندر سے خوبصورت ہونا بے حد ضروری ہوتا ہے، بیرونی حسن تو کچھ سالوں میں ہی ڈھل جاتا ہے مگر اندرونی سیرت کا حسن بڑھتا جاتا ہے جس کی پرچھائیوں سے پھر باہر کا حسن بھی ماند نہیں پڑتا اور ڈھلنے کے باوجود پرنور و خوبصورت ہی رہتا ہے. میں نے تو یہی سیکھا و دیکھا ہے تھوڑی سے دنیا گھوم کے اور اگر آپ کا بھی یہی خیال ہے تو پھر اپنے آس

پاس کے لوگوں کو بھی یہ بتا دیں کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں چہرے کا کالا ہونا ہر گز
مسلہ نہیں مگر نہایت نا قابل برداشت بات یہ ہے جناب، کہ بندے کا دل کالا نہیں ہونا
... چاہیے بس

ابتدائے مکافات عمل

سر میں زندگی کو مکمل انجوائے کرنا چاہتی ہوں، اڑنا چاہتی ہوں، آزاد رہنا چاہتی ہوں، مجھے کچھ خاص کرنا ہے زندگی میں، کچھ بننا ہے مگر میرے والدین شادی کرنا چاہتے ہیں، مجھے قید کر دینا چاہتے ہیں، آپ سمجھا دیں نا انکو ان سے مل کر، وہ بھی سیمینار میں آئیں ہیں، میں انکو آپ کی باتیں سنوانے لائی ہوں اور آپ سے ملوانے بھی، پلیز انکو منا دیں نا.. کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی، مجھے اپنا کیریئر بنانا ہے ..ابھی..... پلیز نا سر

سیمینار ختم ہوا تو لوگوں سے ملتے ہوے ایک لڑکی نے مجھے ذرا سائیڈ پر ہو کر پرسنل بات بتانے کا کہا، دیکھیں شادی کرنا تو اچھی بات ہے اور کیریئر تو آپ شادی کے بعد بھی بہت اچھے سے بنا سکتی ہیں... میں نے ابھی اتنا ہی کہا تو اس نے میری بات کاٹتے ہوے کہا، نہیں نا سر، تب بالکل نہیں بنا سکتی، میں نے ابھی ڈگری مکمل کر کے ایک میڈیا کمپنی جوائن کی ہے، اپنے کام کی وجہ سے میرا ملنا جلنا بہت سے لڑکوں و مردوں ساتھ رہتا ہے اور یہ بات میرا شوہر کبھی برداشت نہیں کرے گا. اگرچہ میں بہت مضبوط کردار کی مالک ہوں سر، کوئی غلط اثیر نہیں، صرف اچھے کام پر یقین رکھتی مگر سر یہ سب میرا ہونے والا

.... شوہر نہیں سمجھ پاے گا
دیکھیں اگر آپکا رابطہ، چاہے کام کی ہی وجہ سے ہی سہی مگر ہے تو سہی نا مردوں سے ؟ تب تو زیادہ ضرورت آپکو ایک شوہر کی، جو آپکا محافظ بھی ہو، لوگوں کو بھی پتا ہو کہ آپ ایک شادی شدہ ہیں اور پھر ہر کوئی آپ سے ایک حد میں رہ کر ملے گا.... نہیں سر مجھے کوئی محافظ نہیں چاہیے ابھی، میں خود اپنی حفاظت کر سکتی ہوں، میرے ملنے والے اور سب مرد کولیگ یا کلائنٹ بہت اچھے ہیں، میری عزت کرتے ہیں، ابھی تو میرا کیریئر سٹارٹ ہوا ہے سر، تو سب بہت سپورٹ کرتے ہیں، بس مجھے ابھی شادی نہیں کرنی، پلیز آپ ابو کو سمجھا دیں نا.... یہ لڑکی آجکل کے ماڈرن آرائش و زیبائش کے ساتھ موجود تھی اور کچھ اچھا سمجھنے کی بجاے مجھ سے صرف اپنی بات منوانے میں مصروف تھی، اگرچہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا پھر بھی میں نے اسکو ٹالنے کو کہا....
... چلیں اچھا، ملوائیں اپنے ابو سے، میں دیکھتا کیا کر سکتا
تھوڑی ہی دیر وہ اپنے والد کو ساتھ لے کر آ رہی تھی... اور میں اس والد کو آتا دیکھ کر کہیں ماضی میں چلا گیا... اب تو اس صاحب نے داڑھی رکھ لی تھی اور بڑھاپا بھی آ رہا تھا تبھی ذرا پہچانے نہیں جا رہے تھے،،، مگر میں نہیں بھولا تھا ان کو... ان صاحب نے مجھے نہیں پہچانا تھا کہ مجھ میں تب اور اب

بہت فرق تھا، اس لئے انہوں نے آتے ہی میری تعریف شروع کر دی... لیکن میں تو کہیں ماضی میں تھا... یہ صاحب گورنمنٹ کے " اچھی کمائی" والے محکمے میں تھے اور رشوت خور مشہور تھے، کوئی بھی بل پاس کروانا ہو اور آگے فائل بڑھانا ہو یو انکو کچھ ....دیے بغیر ممکن ہی نہیں تھا

خیر اب سب سمجھ آ رہا تھا مجھے... جب اولاد کی پرورش حرام کی کمائی سے ہو تو پھر بچے ایسے ہی بغاوت کرتے، خود کو آزاد رکھنا چاہتے، مخلوط ماحول اچھا لگتا ہے اور شادی جیسے پاکیزہ رشتے بوجھ لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ.. مگر اب میں کیا کر سکتا تھا.... کہ جب رب کا مکافات عمل" کا قانون حرکت میں آتا ہے تو کوئی اور کچھ نہیں کر سکتا سوائے پرسنل " توبہ" کے... اور یہی بات مجھے انکے والد کو سمجھانی تھی، تبھی میں ان صاحب سے " پرسنل" ملنے کا وقت طے کرکے، دونوں باپ بیٹی سے اجازت لیتے اور اپنے ماضی " ...سے باہر نکلتے دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا

جب، جیسے اور جہاں مرضی

ہم کتنی خواہشیں رکھتے ہے...کتنے خواب ہوتے ہیں...ہم کتنا ترستے ہیں....کاش ہمیں وہ مل جائے...کاش ہم ایسے بن جائیں....کاش ہم وہ خرید سکتے...کاش ایسا ہو جائے...کاش ویسا ہو جائے.... وغیرہ وغیرہ یہ سب سوچنا اور پھر پورا کرنا کو منصوبہ بنانا فطری باتیں ہیں..اندر بس ایک خواہش ہوتی ہے کہ بس " جلدی" سے ہو جائے ....سب...ہم جو چاہیں بس وہ فورا ہو جائے

کسی خواہش کا خاص طور پر مادی خواہش کو پورا کر لینا اکثر خوشحال لوگوں کے لئے بہت آسان ہوتا ہے..جہاں لوگ چند سو میں پورا دن گزارتے ہیں، وہاں اکثر لوگ ہزاروں ایک وقت کے کھانے یا پہناوا میں ہی آسانی سے خرچ کر دیتے ہیں... کسی کو ایک اچھی چیز خریدنے کو پتا نہیں کتنی بچت کرنی ہو، کتنی ہی ضرورتوں سے اپنا من مارنا پڑتا ہو، کتنی ہی تنخواہوں میں کچھ جوڑ جوڑ کر علحیدہ رکھنا ہو.. کسی سے قرض .... مانگنا پڑتا ہو، کمیٹی ڈالنی پڑتی ہو اور پتا نہیں کیا کیا

دوسری طرف پھر ایسے لوگوں جن کی صرف ایک دن کی کمائی شاید آپ کے ایک مہینہ

کی تنخواہ کے برابر ہو انکو ضروری ضرورتوں اور اکثر خواہشات کو پورا کرنے کے لئے لمبے چوڑے منصوبے یا بچتیں نہیں کرنی پڑتی... انکو بھوک لگے تو کبھی بھی کچھ بھی کہیں بھی جا سکتے منگوا سکتے، اپنے یا گھر والوں کے لئے خریدنا ہو تو بہتر سے بہترین جگہ جا کر شاپنگ کر سکتے اور ساتھ ساتھ رب کی راہ میں بھی آسانی سے خرچ کر سکتے.

تو جناب، بات کا مقصد یہ ہے کہ مختلف طبقاتی نظام کا ہونا ایک سسٹم ہے جو شروع سے چلتا آ رہا ہے... امیر و غریب کا فرق رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ یہ رب کی آزمائش کا ایک حصہ ہے... مگر جو چیز یہ فرق کم یا ختم کر سکتی، وہ ہے " سوچ و عملی کوشش".. اگر تو آپ اپنی موجودہ لائف سٹائل و سٹیٹس پر دل سے راضی ہیں، رب سے کوئی شکوہ و شکایات نہیں، تب تو پھر قلبی سکوں کے ساتھ خوشی سے جئیں.... مگر جہاں آپ کو دوسروں سے مانگنا پڑتا ہو، اپنی گھریلو حالت دوسروں کو بیان کرنا پڑتا ہو، خود پر ترس آتا ہو، رب کے دیے پر راضی نہیں، پریشانی و ڈپریشن میں ہیں.. تو پھر ...جناب آپ ذرا سوچ بدلئے، ہمت کیجئے اور عملی کوشش سے اپنے حالات بدل لیجئے آخر میں اتنا ہی کہ خود پر ترس کھاتے رہنا اور خود کو لاچار و مجبور سمجھنا رب کی عطا کردہ زندگی کی بے حد ناشکری ہے کیوں کہ ہر انسان" احسن تقویم"

ہے ... ہر بندہ کے اندر بھرپور قابلیت و صلاحیت ہے جس کو مثبت و مضبوط سوچ کے ساتھ نکھارنے کی ضرورت ہے... سمجھ آ گئی ہو تو آس پاس کے لوگوں کو بھی یہ بتا دیں کہ دنیا کا ہر خوشحال، امیر و اچھا طاقت ور آدمی بھی پہلے بچہ ہی ہوتا ہے... گھٹنوں کے بل چلتا ہے.... کرال کرتا ہے.... تھوڑا تھوڑا کھڑا ہوتا ہے... گرتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے .... چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلنا شروع کرتا ہے اور پھر بھاگنا شروع کر دیتا ہے... جب، جیسے اور جہاں مرضی.

بہتات کی حرص، غفلت اور مغروری

آپ اپنے ارد گرد نظر دوہرائیں تو آپکو بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جن سے ملنا ایک عام آدمی لے لئے بہت مشکل ہوتا ہے۔ بہت اچھی پوزیشن پر رائج افسر، مشہور کاروباری، کوئی معروف آدمی، سیاست داں وغیرہ بہت سے ایسے لوگ ہمارے درمیان موجود ہوتے جو کامن مین، غریب، مسکین، لاچار، سادہ و شریف عام آدمی کو ہمیشہ غیر اہم سمجھتے ہیں۔

یاد رکھیں دوستو، جو لوگ اپنی زندگی میں ایک عام آدمی کو توجہ نہیں دیتا، اسکو غیر اہم سمجھتا ہے تو وہ شخص خود بھی ایک دن دوسروں کے لئے اتنا غیر اہم ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی انکی قبر کا نام و نشان تک نہیں ملتا، اگر قبر ہو بھی تو وہاں کوئی نہیں جاتا۔ ہزاروں مثالیں موجود ہیں ہمارے سامنے، کتنے بادشاہ، ڈکٹیٹر، سیاست داں، مشہور انسان گزرے جنہوں نے اپنی زندگی طاقت، امیری، پروٹوکول اور باڈی گارڈز کے سائے میں ایسی گزاری کہ ایک عام، سادہ، غریب آدمی کے لئے ان سے بات و ملاقات ناممکن ہوتا۔

اس لیے ہمیں دل سے سمجھنا ہوگا کہ یہ زندگی بہت مختصر ہے، یہ طاقت، دولت، پروٹوکول سب عارضی ہے۔ عام آدمی سے ملنا اسکا عزت و احترم جہاں ہمارے

پیارے نبی کی سنت وہاں پر ہی اللہ بھی پسند کرتا ایسے عام لوگوں کے کام آنا اور رابطہ میں رہنا۔ ورنہ جہاں ایسے لوگ زندگی میں سادہ و عام کو یا اپنے سے کم سٹیٹس والے کو ملنا پسند نہیں کرتے وہی پر مرنے کے بعد خاص سمیت عام بندوں کی بھی شرکت چاہتے اپنے جنازوں پر اور قبر پر، تبھی شرکت عام بھی کر دی جاتی اور منادی بھی کہ " ثواب دارین حاصل کریں" کیا بات ہے کہ زندہ رہ کر تو ثواب کا سبب بنتے نہیں اور مرنے پر اتنا احسان ، واہ واہ جناب۔۔۔

ویسے ذرا غور کریں کہ قبر پر جا کر ان جیسے لوگوں سے ملنا کتنا آسان ہوتا ہے، مگر افسوس تب وقت گزر چکا ہوتا، امارت و غرور کی بولتی بند ہو چکی ہوتی۔ تب کوئی چاہنے و ملنے والا تو کیا بلکہ کوئی عام بندہ بھی جانا پسند نہیں کرتا۔ اگر جاتا ہے تو صرف عبرت پکڑنے ، ہزاروں گز میں پہلے زندہ گرجتے انسان کو صرف دو گز جگہ میں تنہا و بے بس دفن مردہ کو۔۔ بس، " بہتات کی حرص نے تمکو غفلت میں رکھا، یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پوھنچے "۔ القرآن

تکیہ - کبھی دھوکہ نہیں دے گا

آجکل کے دور میں کسی انجان کو اپنا سمجھ کر حال دل بیان کرنے سے کہیں بہتر اپنے "
..... تکیہ " پر بھروسہ کرنا اچھا ہے کیوں کہ
. یہ آنسو خود میں جذب کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے
. یہ کبھی دھوکہ نہیں دے گا اور خود سے کبھی آپ کو نہیں چھوڑے گا
. یہ کسی اور کے پاس بھی چلا جائے تو بھی آپکی باتوں و آنسوں کو راز میں ہی رکھے گا
یہ آپکو کوئی مشورہ تو نہیں دے گا مگر آپکی آنکھوں و دل کا غبار خود میں اتار کر آپ کو
. سوچنے و سمجھنے کے قابل ضرور کر دے گا
تو جناب کسی انجان سے لپٹ کر ٹھوکر کھانے کی بجائے اسی سے لپٹ کر خود کو ٹھوکر
سے بچالیں تاکہ آپکو مستقبل میں، ماضی کا کوئی پچھتاوا آپ کو نہ رولائے.... پھر تب
بھی تو یہی تکیہ کام آنا ہے نا، تو ابھی کیوں نہیں؟

راہی کا تو کام ہے، چلتا ہی جاوے

واہ یار.. گر پڑے ہو تو پھر کیا ہوا، چلو شاباش دوبارہ کھڑے ہو جاؤ، ہسنے دو لوگوں کو، تمہیں کیا... اہمیت صرف اسکو دو جس نے ہاتھ بڑھایا تمہیں کھڑا کرنے کو...اور اگر کوئی نہیں بڑھا آگے، تو بھی خود سے کوشش کرو...دل میں رب سے مدد مانگتے، ہمت وزور سے کوشش کرو کھڑے ہونے کی... چاروں طرف سے ہسنے کا، آوازیں ....کسنے کا شور، آتا ہے تو آنے دو

بس تم سنبھل کر کھڑے ہو جاؤ...ادھر ادھر دیکھو....اتنے بیچ لوگوں کے کوئی تو ہو گا جو چپ چاپ، سپاٹ چہرے سے صرف تمہیں دیکھ رہا ہو گا...تو اسکی طرف بڑھو کہ وہ کم از کم چپ تو ہے نا، ہنس تو نہیں رہا نا تمہاری حالت پر...اگر پھر بھی کوئی نظر نہیں آ رہا تو غم نہیں کرنا...حوصلہ نہیں ہارنا... چلو چاروں طرف گھوم کر راستہ دیکھو... جہاں سے ذرا سی بھی جگہ نظر آ رہی نکلنے کو.... ادھر سے ہی آگے بڑھو....ہمت ...سے اور سینہ تان کر...جو ہو گا دیکھا جائے گا...رب پے چھوڑ کر آگے بڑھو بس بند کر لو اپنے کان منفی باتوں کے شور سے ...اور صرف اپنے راستے پر نظر

رکھے بڑھتے جاؤ... اپنے مضبوط صلاحتیوں والے ہاتھوں سے منفی لوگوں کو مسکرا کر
دھکیلتے جاؤ... ادھر ادھر دیکھ کر اپنی توجہ کو نہیں بھٹکانا.... ہمت کرو اور خود کو باہر
نکال لاؤ... اور پھر اس کے بعد پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا.... جو تمھارے ساتھ ہو گا وہ خود
ہی تمھارے دائیں و بائیں آ جائے گا اور تمھارے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تمہیں
خاموشی سے اپنے ہونے کا احساس دلا دے گا... بس یہ یاد رہے کہ جب تم نکل کر
آسانیوں میں آ جاؤ تو اس رب کو سجدے ضرور کرنا جس نے تمہیں "گر کر اٹھنا" اور
!.. کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا" سکھایا بھی اور کچھ خاص بنایا بھی مگر کبھی جتلایا نہیں"

خوش" رہ کر دکھاؤ"

یقین جائیں جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اچھے عمل کرنے والوں کے لئے مرنا، حساب وکتاب اور آخرت کی ابدی زندگی، رب کا حسین احسان وانعام ہے....
ہم واقعی اس دنیا میں ہم بہت دکھ، غم یا پریشانیاں اٹھاتے ہیں..مگر سلام ہے ان لوگوں پر، جو بہت حوصلہ وہمت سے ہر حالات کا مقابلہ کرتے ہیں..بہت سی نیکیاں بغیر کسی دنیاوی فائدہ کا سوچ کر کرتے اور اسکا انعام آخرت پر چھوڑ دیتے ہیں.... تو یہی ...اپنے رب سے پیار کا اصل اظہار ہے یارو
ہنس کر جینا،برداشت کرنا واقعی آسان نہیں....اپنے آپ کو اور اپنے حالات کو بدلنا ہر گز آسان نہیں.... منفی لوگوں کا ساتھ اور باتیں سہنا بہت مشکل مگر دوستو، یہی سب باتیں دنیاوی کھیل کا حصہ ہے....کامیاب صرف وہی ہوتا جو کھڑا ہوتا...بار بار گر کر بھی....راستہ تلاش کرتا...بار بار بھٹک کر بھی ...اور رب کے اس کہے دل سے مان لیتا کہ " ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے" تو جناب، پلیز..ہمت پکڑیں....برداشت کریں...جتنا بھی مشکل ہو...جتنا بھی رونا آے، رولیں مگر ہار نہیں ماننی بس...شکوہ نہیں کرنا...شکایت نہیں کرنی...حرکت میں آنا ہے...صرف اچھا سوچنا ہی نہیں...عمل بھی کرنا ہے...چھوٹے چھوٹے

...قدموں ساتھ آگے بڑھنا ہے

تو جناب اگر آپ بار بار ناکام ہو رہے، بیروزگار ہیں، گھر کے حالات اچھے نہیں، زندگی کا ساتھی اچھا نہیں، خاندان میں کوئی پریشانی، کسی کے دور جانے کا غم، اکیلے ہونے کا دکھ وغیرہ وغیرہ کچھ بھی ہے، بس آپ نے اپنی سی " کوشش" کرنی ہے سیٹ کرنے کی اور نتیجہ رب پر چھوڑ دینا ہے... نہیں ملا یا دیر سے ملا تو اس کی مصلحت.... مگر یقین رکھیں کہ آپکی کوشش، ہمت اور برداشت کا عمل کبھی بھی ضایع نہیں جاتا... یہاں نہیں تو، ہمیش والی زندگی میں صلہ لازمی ملے گا... یہ میں نہیں، رب خود کہتا ہے اور بار بار کہتا ہے... یقین نہیں تو قرآن پڑھ کے دیکھ لیں جناب... سمجھ آ گئی ہے تو چلو اب !...سب کو "خوش" رہ کر دکھاؤ

حیران کر دیں سب کو

اگر آپ تھک رہے ہیں... دل نہیں لگ رہا ہے کام میں... تو ذرا رکئے جناب... تھوڑا پر سکون ماحول میں بیٹھ کر ذرا سوچئے کہ آپ کس منزل کی طرف جا رہے ہیں؟... کیا جو آپ کر رہے یہ آپکی اپنی مرضی سے ہے؟.... کیا آپ ہوا کے مخالف سمت تو نہیں جا رہے؟ کیا یہ کام آپ شوق سے کر رہے یا مجبوری سے؟.... سوچیں، سوچیں اور بار بار سوچیں..... جب تک آپ کا دل و دماغ دونوں ایک سا جواب نہ دیں.

اچھا اب سوچتے ہوے آپکو تین بنیادی باتیں ذہن میں آے گی.

1. یہ کام اپنی پسند کا ہے، آپکی تعلیم و شوق کے مطابق ہے.

2. یہ کام اگرچہ آپکی پسند کا نہیں ہے لیکن اور کوئی آپشن بھی نہیں ہے کمائی کا کہ مارکیٹ میں پہلے ہی بے روزگاری بہت ہے..

3. یہ کام نیا ہے، میری تعلیم و تجربہ سے مختلف لیکن مجھے کرتے رہنے میں بھی کوئی مسلہ نہیں ہے.

اگر تو آپ پہلے نمبر والی سوچ رکھتے ہیں تو فکر نہیں کریں، آپکا تھک جانا

فطری ہے، آپ بس بیلنس رکھیں کام اور سوشل لائف کے درمیان... خود کو بھی وقت دیں.... مستقل مزاجی سے آگے بڑھیں... وقتی ریسٹ کر لیں

اگر آپ دوسرے نمبر والی سوچ میں ہیں تو آپ موجودہ کام کو جاری رکھتے ہوے ساتھ ساتھ اپنی پسند کے کام کی کوشش ضرور کرتے جائیں... خود کو مستقل ڈھیلا، بے بس محسوس نہیں کرنا... کوشش کریں اپنے ریفرنس کو استعمال کریں.. دوسری جگہ کوشش کریں.. اپنی پسند کے کام کے حوالے سے کوئی نیی تعلیم و تجربہ لینا تو پارٹ ٹائم حاصل کریں.... کوئی وقتی قربانی دینی پڑے تو ضرور دیں..... پھر جب پسند کے کام کا راستہ .... سیٹ ہو جائے تو آرام سے ایک پٹری سے اتر کر دوسری پٹری میں آ جائیں

اگر آپ تیسرے نمبر والی سوچ سوچتے ہیں تو اچھے سے ذرا سوچیں کہ کیا واقعی آپ خود کو مکمل قابل بنالیں گے آگے جا کر کہ اس میں مسلسل آپ کو اپنے کام میں نیا پن، منفرد ہونا اور محنت کرنا پڑ گی... سوچ کو مثبت رکھیں اور شوق پیدا کریں کام میں

بس.... وقتی ریسٹ کریں... ہار نہیں ماننی... آپ ساتھ ساتھ اپنی پسند کا سائیڈ کاروبار بھی شروع کر سکتے یا کسی اور جگہ اپنی مکمل پسند کے کام میں جا سکتے.

میں نے اوپر بہت بنیادی باتیں شیر کی آپ سے، اسکے علاوہ بھی ہو سکتی ہیں جس کے لئے آپ کسی اچھے ہمدرد سے مشورہ کر سکتے... آخر میں صرف اتنا ہی دوستو کہ، ذہنی و معاشی سکوں کے لئے آپ یا تو اپنی پسند کا کام کریں یا اپنے موجودہ کام کو پسند کا بنالیں بس.. اور یاد رکھیں کہ رب نے انسان کو بھرپور صلاحیتوں سے نوازا ہے تو اسکو خود میں تلاش کرکے کچھ ایسے فائدہ اٹھائیں کہ بس حیران کر دیں سب کو.

خوبصورت چہرے

خوبصورت چہرے کا مالک ہونا واقعی میں ایک خوبصورت احساس ہے. ایسے لوگوں کے لئے جلدی توجہ حاصل کرنا، مرکز نگاہ بن جانا اور تعریف پانا بہت عام بات ہوتی ہے پھر... خوبصورت لوگ جہاں بھی ہوتے بہت ہی سراہے جاتے ہیں، ان سے بات .... کرنے کی یا رسم و روابط بڑھانے کی خواہش پھر خواہ مخواہ ہی دل میں جاگتی ہے یاد رکھنے کی بات یہ ہے دوستو، کہ خوبصورت چہرے کا ہونا جہاں اچھا احساس دلاتا ہے وہیں پر آزمائش بھی بن جاتا ہے... تبھی روز مرّہ زندگی میں ایسے چہروں کو بہت ہی ذمہ دار و محتاط ہونا پڑتا ہے.... آجکل میڈیا و مارکیٹنگ کے دور میں ایسے چہروں کی ویسے بھی بہت مانگ ہے... جہاں مختلف جانر یا ڈراموں، فلموں، اشتہاروں وغیرہ میں ان کو استعمال کیا جاتا وہیں پر عام و قبول صورت لوگ بلا وجہ ہی احساس کمتری کا .شکار ہو جاتے ہیں

پتہ کی باتیں یہ ہیں کہ آپ نے کبھی بھی مادی کامیابی و ترقی کے لئے اپنے حسن کا منفی استعمال نہیں کرنا... اپنے اندر کو بھی حسین بنانا... مضبوط کردار و خوبصورت سیرت، حسن کو جہاں بڑھا دیتا وہاں پر میلے لوگوں سے محفوظ

بھی رکھتا ہے.. یاد رکھنا کہ آپکو فوراہی چاہے جانا یا سراہے جانا عام بات ہے تو خود کو بھٹکا و بہکا نہیں لینا... غلط استعمال نہ ہو جانا.... اندھا اعتماد نہیں کرنا... پیسے و شہرت کے لئے حسن کی تذلیل نہیں کروانا.... غلط راستے پر چلتے نہیں رہنا، احساس ہو جائے تو ... واپس لوٹ آنا

حرف آخر یہ کہ اگرچہ ظاہری حسن ڈھل جاتا ہے مگر رب کی ماننے والا اور اسکی پناہ میں رہنے والا ہمیشہ پرنور ہی رہتا ہے.. تو براہ مہربانی اپنی خوبصورتی کی کوئی قیمت نہیں لگنے دینا کہ ہر قیمت والی چیز آخر کار بیکار ہو ہی جاتی ہے.. خوبصورت چہرہ رب کی طرف سے اضافی خوبی ہوتی ہے تو جناب ،اپنے حسن کو پاکیزہ و جائز رشتوں کے درمیان محفوظ رکھ کر انمول بناتے، اپنے حسن کو امر کر جائیں... تب پھر آپ بھی خوش اور رب بھی خوش!

یہ سوچ بہت حوصلہ دیتی ہے

خدا کی قسم، یہ سوچ بہت حوصلہ دیتی ہے کہ ایک دن قیامت برپا ہونی ہے... حساب کتاب لیا جائے گا... کمزوروں و مجبوروں کی فریاد سنی جائے گی... فیصلہ پورے حق سے ہو گا... نہ تو کوئی ثبوت مٹا پایے گا نہ جعلی گواہ لا پایے گا... تب دنیا میں مجبور اور ڈرنے والا، بے خوف ہو گا.... حالت سکون میں ہو گا... اور پھٹ پڑے گا یہ کہتے ... ہوے کہ

یا اللہ، میں کمزور تھا... مجبور تھا... میرے آس پاس ظلم کرنے والے، مضبوط و مغرور لوگ تھے... ہر برائی موجود تھی.... کہیں سود کی طرح کھلم کھلا یا شراب و زنا کی طرح ڈھکی چھپی.... جو حرام کاری و حرام رزق میں مصروف تھے.... وہ عزت دار تھے.... مشہور تھے.... طاقت وار تھے..... اور جو مجھ جیسے ... غریب یا درمیانہ درجہ والے.... حلال رزق والے... شرم و حیا والے.... بے اوقات و .... کمزور سمجھے جاتے تھے

.. میں روز اپنا من مارتا تھا

.... میں روز ہارتا تھا

.... میں روز برداشت کرتا تھا

.... میں روز صبر کرتا تھا

... صرف آج کے دن کی امید میں

.... صرف تیری آج کی عدالت کے لئے

اللہ جی ... بس آج ان سب کو نہیں چھوڑنا ... جنھوں نے تیرے قرآن کو صرف ایک کتاب سمجھا، تیرے احکامات کو صرف ایک مذاق سمجھا .... چند دن کی آسائش و آرام کے لئے اپنی آل و اولاد کے لئے حرام رزق کا ساتھ لیا ... مجھ جیسوں کا حق

..... مارا ..... ڈرایا ..... رلایا ... دھمکایا ... بہکایا

یا اللہ ... پوچھ ان سے آج ... اچھے سے پوچھ ذرا ..... یہ جو آج چپ چاپ ڈرے نظر آ رہے ہیں نا ... انکو بہت بہانے و باتیں آتی تھی دنیا میں ... اور میں جسکے پاس تب ..... صرف آنسو، صبر اور خاموشی ہوا کرتی تھی

... آج مجھ جیسوں کو بولنے دے بس

... آج ان کے دلوں کو توڑنے دے بس

... آج ان سے منہ موڑنے دے بس

کہ ... بہت انتظار تھا اس وقت کا

! .... بہت زیادہ ... بہت ہی زیادہ

صدمہ سے باہر کیسے نکلیں؟؟

بھول جانا اور صبر آ جانا رب کی بہترین نعمتیں ہیں... ہر انسان کی زندگی میں کئی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جو بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں... کسی کا وفات پا جانا، کسی کا دور چلے جانا، چھوڑ جانا، حادثہ ہو جانا وغیرہ سمیت بہت سی باتیں ایسی ہیں جس سے ... ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے

جو تکالیف اچانک ملتی یا جن کے ہونے کا تصور بھی نہیں ہوتا ان میں واقعی بہت درد ہوتا... عجیب سی بے یقینی کی کیفیت ہوتی... بار بار ٹوٹنا و تڑپنا پڑتا ہے.... بس نہیں چل رہا ہوتا.... قابو نہیں ہو رہا ہوتا اندر کے جذبات و احساسات پر... رونا.... ..خاموشی.... اداسی..... دل نہ لگنا..... والی حالتیں ہمارے اندر بسیرا کر لیتی

ان تمام حالتوں و باتوں میں تین بنیادی باتوں کا خود کو بار بار احساس دلوائیں... پہلی کہ اگرچہ تھوڑا وقت لگتا ہیں سنبھلنے میں مگر" وقت گزر ہی جائے گا" ... دوسری کہ " صرف آپ خود ہی اپنے آپ کو بہتر و اچھی حالت میں دوبارہ لا سکتے نا کہ کوئی اور" آپکے آس پاس کے لوگ آپکو اپنی باتوں و

مشورہ سے حوصلہ و سہارا تو دے سکتے مگر اس حالت سے خود آپ نے ہی نکلنا ہے...اور تیسری یہ کہ اس میں ضرور رب کی کوئی مصلحت ہے کہ جو ہوتا رب کی طرف سے ہوتا ہے تو رب ضرور بہتر بدل دے گا.

حرف آخر یہ ہے دوستو، کہ خود کو تیار رکھا کریں ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لئے...اپنے دل کی مضبوطی کو بڑھائیں...جیسے ہم روزانہ یا ماہانہ تھوڑی تھوڑی بچت کرتے کہ کہیں مستقبل میں کام آ جائے اسی طرح اپنے مضبوط جذبوں و احساسات کو بھی حوصلے کے گلے میں جمع کرتے ہیں...رب سے ہمت و حوصلہ کی دعا مانگا کریں روزانہ کہ بعض دکھ و حادثات ہمیں مضبوط بنانے اور ایسا سبق سکھانے آتے جو آگے زندگی میں کام آنے ہوتے ہیں.

سمجھ آ گئی ہے تو چلیں شاباش...حوصلہ کریں...ہلکی سے مسکراہٹ سے آغاز کریں کہ گھپ اندھیرے والے کمرے میں چھوٹا سا زیرو کا بلب بھی مسلسل جل کر اچھی خاصی روشنی کر ہی دیتا کہ آپ کو رکاوٹیں اور راستے آسانی سے نظر آ جاتے...تو پھر اٹھیں اور صدمہ سے باہر نکل جائیں...رب بھی یہی چاہتا ہے!

جو بھی ہے، ہے تو اپنا ہی نا

بھلا یہ کیا بات ہوئی.... تم نے ڈانٹا کیوں؟ رلایا کیوں؟... وہ بھی سب کے سامنے.. غلطی ہی ہوئی ہے نا... پھر کیا ہوا؟؟؟ جب اتنے سارے ٹھیک کام ہو رہے ہوتے ہیں تو کچھ غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں... جب اس کے اچھے کام پر خوشی ہوتی ہے تو کسی غلط کام کو ہنس کر برداشت کرو نا... وہ تو پہلے ہی گھبرایا ہوا... اوپر سے تم اسکا خون سکھا رہے.... مت کرو ایسا... رک جاؤ پلیز!...

جو ہو گیا، وہ تو ہو گیا... اب اسکی ذرا سنو... یہ ہوا کیوں اور کیسے ہوا..... سمجھو اسکو... پیار سے بات کرو... غلطی کے بعد نزاکت کا مصلحت کا رویہ اپنایا جاتا ہے.. جو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہوا اس کو مزید نہیں توڑا کرتے... چلو شاباش... سب کے سامنے کچھ نہیں کہنا... اکیلے میں بات کرو... تنہائی میں تھوڑا بہت غصہ نکال لو... پھر اسکو توجہ دو... وہ سب بتا دے گا.. غلطی ہونے پر احساس دلانا و جگانا ضروری بات ہوتا... نہ ... کہ مزید ڈرایا دھمکا دینا

یاد رکھنا کبھی بھی چھوٹی غلطی پر بڑی سزا مت دینا... خود سے دور مت کرنا.... تھوڑے سے غصے کے بعد اسکی غلطی کو سلجھا دینے میں مدد کرنا... اسے اکیلا نہیں کرنا.... اپنی

رحمت و پیار کو ہمیشہ بلند رکھنا.... وہ جو بھی ہے، جیسا بھی ہے... ہے تو تمہارا اپنا ہی نا... جیسے " سب" کرتے ہیں کی بجاے، جیسا " رب" کرتا ہے کو اپناؤ... جو تمہاری روز کی بے شمار غلطیوں کے باوجود تمہارا خیال رکھتا ہے اور کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا

ناکامی... ناکامی... کامیابی... واہ واہ

ہار جانا یا ناکام ہو جانا کوئی خاص بات نہیں، اکثر ہو جاتا ہے... بہترین و ضروری بات تو دوستو، دوبارہ سے کھڑے ہونا ہوتا ہے... پچھلی ہار و ناکامی سے سبق سیکھ کر، پھر سے کوشش کرنا ہوتا ہے.... چھوٹے چھوٹے قدموں سے آگے بڑھنا ہوتا ہے.... ہمیشہ جیتتے رہنا بہت اچھا، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جو مزہ ہار کر اور ناکام ہو کر پھر سے کامیاب ہونے کا ہے... اس کو بیان کرنا بہت مشکل، تب تو منزل پر پوھنچ کر ہونٹ خاموش ہو جاتے اور صرف آنکھیں بولتی ہیں... رب پر یقین و انعام سے ... بھرپور، شکرانے کے آنسوں کے ساتھ

تو جناب ... ہمت نہ ہارنا آپ کا کام... اپنے اچھے وقت پر کامیاب کروانا... رب کا کام.. تب پھر سب اچھا لگنے لگے گا... سب اداسی دور... بلاوجہ ہنسنا، شوخی، مسکراہٹ و .... خوشیاں وغیرہ سب آس پاس ہوتی ہیں

نہ جانے کون سی دعا کامیاب ہوئی
کچھ مہینوں کی اداسی آج نایاب ہوئی
بہت کھلکھلا کر ہنسا کوئی، ساتھ میرے

مسکراہٹ آج چہرے پر بے حساب ہوئی
غموں کے بعد کا موسم بھی بڑا سہانا ہوا
نہ ہی آنکھوں سے آنسوں کی برسات ہوئی
سچ کہا تھا کسی نے گزر ہی جائے گا وقت
تبھی آج ایک اچھے سفر کی شروعات ہوئی

غلط فیصلوں پر گھبرانا نہیں چاہیے

یاد رکھیں دوستو کہ اگر آپ نے کوئی غلط فیصلہ کر کے قدم اٹھا لیا ہے اور کچھ وقت بعد آپکو اسکا احساس ہو جاتا ہے تو پھر پچھتانا ایک فطری بات ہے۔ غلط فیصلے کرنا اور پھر پچھتانا کوئی انہونی بات نہیں۔۔ ہم کوئی روبوٹ تھوڑی نا ہیں کہ جو اچھا فیڈ ہوا بس وہی کریں۔۔ غلط فیصلوں و پچھتاووں سے ہی ہم سبق پکڑتے پھر تجربہ ملتا اور ایسے ہی ہم اچھے فیصلے کرنے میں پکے ہوتے جاتے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ اگر کوئی غلط فیصلہ ہو چکا ہے تو پھر زیادہ گھبرانا نہیں، ہاں مگر وقتی پریشانی نارمل ہوتی۔۔ دوسرا پھر غلط فیصلوں کے بعد خود کو بہت سارے " وقتی سمجھوتوں" کی طرف لے کر آئیں۔۔ دل و دماغ کو پرسکوں رکھیں پھر ہی آپکو باہر نکلنے کا راستہ نظر آئے گا۔۔ تیسرا یہ کہ ہر کسی سے مشورہ یا اپنی داستان سنانے نہ بیٹھ جائیں۔ جو واقعی مثبت و مخلص ہو صرف اسی سے دل ہلکا کر کے مشورہ لیں۔

حرف آخر یہ کہ جب سفر میں کسی بند گلی میں غلطی سے داخل ہو جایا جائے تو پھر فورا مگر اطمینان سے واپس ٹرن کیا جاتا ہے نہ کہ وہیں کھڑے ہو کر غصہ

نکالا جائے۔۔۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ واپس سیدھے راستے آتے تھوڑا وقت بھی لگتا ہے کہ غلط فیصلوں کی تھوڑی بہت قیمت چکانی ہی پڑتی ہے۔۔۔ ہاں اگر سچے دل سے رب سے رابطہ کر لیں تو آسانی و مصلحت سے غلط فیصلوں اور انکے سائیڈ افیکٹس سے جان چھوٹ جاتی ہے۔

اچھی باتیں صرف "کتابی" ہی نہیں ہوتیں۔

اکثر لوگوں کو اچھی باتیں صرف "کتابی باتیں" ہی لگتی ہیں اور ان کے خیال میں ان پر عمل کرنا ممکن نہیں۔۔ تو جناب، یہ سوچ و خیال بالکل بھی حوصلہ افزا نہیں اور منفی رویہ کو ظاہر کرتا ہے جسے بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ جو اچھی باتیں لکھی جاتی ہیں وہ عملی ہوتی ہیں تو ہی سب کے فائدہ کو لکھی جاتی یا کتاب کی صورت میں ڈھال کر محفوظ کر لی جاتی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں۔

یاد رکھیں دوستو کہ اچھی باتوں پر عمل مشکل ضرور ہو سکتا مگر نا ممکن نہیں، دوسرا جب ہم صرف اچھی باتیں پڑھتے رہیں گے مگر کوشش و عمل نہیں کریں گے تو تب واقعی وہ باتیں ہمیں "کتابی" ہی لگیں گی۔ اس طرز فکر سے بچنے کا حل اچھی باتوں پر حرکت و عمل سے ہی ممکن ہے چاہے تھوڑا تھوڑا ہی کیوں نہ ہو مگر مستقل مزاجی سے ہونا ضرور چاہیے۔ اپنی کمی و کوتاہی کو مان کر اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

۔

حرف آخر ایک اچھی بات جو کہ شیخ سعدی رحمت اللہ علیہ کا فرمان ہے "اپنے حصے کا کام کیے بغیر دعا پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اور اپنی محنت پہ بھروسہ کر

کے دعا سے گریز کرنا تکبر ہے۔" سمجھ آ گئی ہو تو اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی بتا
دیں کہ قرآن پاک کو بھی پڑھنے و سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنے سے ہی حقیقی فایدہ و
سکوں مل سکتا ورنہ اس کتاب کی باتیں بھی آپکو کتابی ہی لگیں گی۔

سوچنا، عمل کرنا اور جائزہ لینا

چونکہ ہم انسان ہیں، کوئی مشین نہیں تو ہم اداس بھی ہوتے ہیں، دکھی بھی ہوتے ہیں، کسی اپنے یا غیر کی کوئی بات یا رویہ بہت ہرٹ بھی کر جاتا ہے، خاموشی اچھی لگتی، تنہائی بہت بھاتی وغیرہ وغیرہ ایسے تمام احساسات و جذبات، یقین مانیں دوستو بہت نارمل ہیں اور میرے و آپ سمیت سب ہی کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں۔۔۔فرق "ڈالنے والی بات ہے صرف آپکا" مضبوط ہونا، کھڑے و جمے رہنا

حوصلہ رکھیں جناب، کیوں کہ ایسے تمام وقتی جذبات منفی نہیں ہوتے اور برے بھی نہیں ہوتے۔۔کوئی جتنا بھی اچھا ہو، کامیاب ہو ایسا سب کے ساتھ ہو سکتا۔ بس کرنا یہ ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں وقتی پریشانی کے ساتھ ساتھ فورا دل و دماغ اس بات کی تکرار میں لگائیں کہ " اسکا حل کیا ہے" ۔ " خود کو باہر کیسے نکالنا ہے" ، آپکی تمام سوچوں کا رخ بہتری کی طرف ہو، مثبت پہلو سامنے ہو، فوکس صرف " حل " ہو۔۔۔ پہلے سوچیں پھر عمل کریں اور پھر جائزہ لیں، نوٹ کر لیں کہ " سوچنا، عمل کرنا اور جائزہ لینا" کسی بھی پریشانی، اداسی، مشکلات کے عملی حل کی بنیادی باتیں ہیں۔

یاد رکھیں دوستو، اس دنیا میں ہاتھ پکڑ کر سکھانے والے بہت۔۔ بہت۔۔۔ بہت کم ملتے، کوئی بھی ہمیشہ آپکو نہ تو خوش رکھ سکتا، نہ ہنسا سکتا، نہ ساتھ دے سکتا۔۔۔آپکو مضبوط بنانے والا، ہمت و حوصلہ دینے والا صرف اور صرف آپ " خود " ہی ہو، سمجھ آ جائے تو یہ بھی پلے باندھ لو کہ اپنے رب کو خوشی یا پریشانی دونوں حالتوں میں اپنے ساتھ ایسے جوڑے رکھنا جیسے آپ میسج کرتے وقت اپنی انگلی موبائل سکرین سے جوڑتے ہو۔۔۔ بہت قریب سے اور بار بار

کبھی خود پر غور کیا ہے ؟؟

ارے صاحب ،لوگوں کو چھوڑیئے پہلے یہ بتایئے کہ آپ خود اپنے آپ کا کتنا سا تھ دیتے ، اپنے آپ کو کتنا وقت دیتے ہیں. کبھی مکمل تنہائی میں رہ کر خود پر غور کیا ہے ؟آپ خود کتنے عظیم ، بے مثال و منفرد ہیں؟ کبھی خود کی صلاحیتوں کو جانا ، سنوارا آزمایا ؟آپکے اپنے پاس قدرت کا مکمل کارخانہ موجود. . . آپ نے کبھی اپنی ، .مشینری کو جانچا ؟آپ اپنے آپ میں ایک مکمل نظام ، مکمل ادارہ ہیں جناب

ہمارا مسلہ یہ کہ ہم زندگی بس " چاہتے ہیں" میں گزار دیتے. جو کچھ " حاصل ہے" اسی پر خوش نہیں ہوتے. عقل ہمیں تب آتی جب حاصل شدہ بھی کھو جاتا. دوسرا ہم جو ہرٹ ہوتے یا کچھ نہ ملنے پر روتے ، تو یہ سب اسی وجہ سے کہ ہم اپنی زندگی کو دوسروں کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں. پھر ہمیں سوائے محرومیوں اور احساس کمتری کے اور کچھ نظر نہیں آتا. اور یہی عادت ٹھیک کرنے والی ہے جناب . . ہمیں اپنی نظر سے ، اپنی سوچ و سمجھ سے اور خود کے غور و فکر سے آس پاس دیکھنا چاہیے تبھی ہم خوشیاں ، .مسکراہٹیں ، سکوں ، محبتیں، کامیابی وغیرہ حاصل کر سکتے

یاد رکھیں دوستو، رب کی تمام نعمتیں و آسانیاں ہمیشہ آپکے آس پاس ہوتی ہیں. مسلہ صرف خود سے انکو حاصل کرنے کا ہے نہ کہ دوسروں پر انحصار کرکے. حرف آخر یہ کہ محتاجی صرف روپوں پیسوں کی بری نہیں ہوتی، بلکہ تباہ کن محتاجی تو اپنی شخصیت، کردار، صلاحیتوں کو درست استعمال نہ کرنا ہے تبھی اکثر ہمیں اپنے آس پاس اچھے خاصے تعلیم یافتہ مگر خود کی صلاحیتوں سے بے خبر لوگ، کسی کمتر سوچ، بد اخلاق و برے لوگوں کے زیر اثر مجبور و ذلیل ہوتے دکھائی دیتے ہیں.

تحریر : جمشید
مصنف کتاب : حوصلہ کا گھونسلہ
مینٹور، رائیٹر اینڈ سپیکر
(فاؤنڈر : کلب موٹیوشن (کنسلٹنسی

آپ بہت خوبصورت ہو . . . !

کیا وجہ ہے کہ اکثر لوگ صرف خوبصورت لوگوں کی ہی تعریف کرتے اور دوسروں کے کام شکل و صورت کے حساب سے سراہتے ہیں؟ اور پھر کیا تعریف کے لئے صرف شکل و صورت کا اچھا ہونا ہی ضروری ہوتا؟ کیا تعریف صرف شکل ، رنگت ، قد ، سمارٹ و سٹائل وغیرہ کو دیکھ کر ہی کی جاتی ہے؟

آجکل حقیقی و اچھی تعریف کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے اور غلط رخ اختیار کرتا جا رہا. جہاں پر تعریف کا معیار صرف "ظاہری وجود" ہو وہاں پر پھر بہت ساری اخلاقی برائیاں جنم لے ہی لیتی ہیں کیوں کہ جس انسان کی صرف ظاہری شکل و صورت یا جسمانی ہیت کی ہمیشہ تعریف ہو تو وہ انسان پھر اسی کو مزید بہتر بنانے میں لگ جاتا اور یہی غلط رخ ہے جناب، جس کو درست کرنے کی ضرورت . . . تو دوستو، ہمیں اصل توجہ اپنے کردار ، اخلاق ، سیرت و اچھے عمل کی خوبصورتی پر دینی ہے اور زیادہ تعریف بھی انھیں باتوں کی "کرنی و سننی" چاہیے کیوں کہ یاد رکھا کریں کہ جسمانی و ظاہری تعریف سننے و کرنے کا حق صرف محرم و پاکیزہ رشتوں کو ہے، نا کہ ہر کسی کو . . . حرف آخر یہ کہ ٹھیک ہے اللہ جی خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں

مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ وہ باقی انسانوں کو پسند نہیں کرتے اور . . پھر صرف وہی خوبصورتی پیاری ہوتی جو اسکی بتائی گئی حدود کے اندر ہوں کیونکہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو بھی پسند نہیں کرتا. سمجھ آ جائے تو دنیا میں " رب کے احکام اپنی پسند " سے ماننے والوں سے ذرا یہ پوچھیں کہ حوریں ہم نے نہیں دیکھیں پھر بھی یقین کہ بہت خوبصورت ہیں کیوں ایسا "رب" نے کہا ہے. . مگر وہاں جا کر آپکے لئے مختص کی گیں حوریں آپکی "نگاہ" کو خوبصورت نہ لگیں تو پھر آپ کیا کریں گے؟

تحریر : جمشید

مینٹور، رائیٹر اینڈ سپیکر

مصنف کتاب : حوصلہ کا گھونسلا

حلال کھایا یا حلال کمایا؟؟؟

اگر آپ اپنے ذوق و شوق والے روزگار میں مصروف ، حلال آمدن گھر لاتے ، فیملی ساتھ دوستانہ و محبتانا برتاؤ رکھتے ، میٹھی نیند سوتے ، دلی سکوں کے ساتھ ساتھ رب کی طرف رجوع بھی ہے اور حسب توفیق لوگوں کے کام بھی آتے . . تو جناب مسکرایئے .اور خوش ہو جایئے ، ماشا اللہ سے آپ " کامیاب و خوشحال " زندگی گزار رہے ہیں یاد رکھیں دوستو ، مال و دولت کا زیادہ ہونا ، گھر ، گاڑی ، زمین ، جائیداد وغیرہ کا ہونا ہی کامیاب زندگی کی علامت نہیں ہوتا . حقیقی کامیابی و خوشحالی تو " اللہ سے محبت " ہونا ہے ، اس سے پکا تعلق جوڑنا ہے . جب یہ ہو تو بندہ حرام کاموں سے بچتا ، حلال روزی کماتا ، اعلی اخلاق والا بنتا ، اوروں کے کام آنے والا بنتا اور سب سے اھم دلی سکوں حاصل ہوتا . . بے نیازی کی کیفیت ملتی . . جہاں خوشی شکرانے کا سبب بنتی وہیں پر غم .و پریشانی رب کی رضا سمجھ کر ہمت و حوصلہ سے برداشت کی جاتیں

حرف آخر یہ کہ آخر کار سب ختم ہو جاتا ہے اور باقی صرف آپ کی روح بچتی ہے اور "فانی جسم سے کیے گے اعمال . . . اور اگر ان اعمال میں "رب سے عملی محبت

نمایاں ہوئی تو سمجھیں آپ سرخرو ہوگے . . سمجھ آ گئی ہو تو آس پاس کے لوگوں کو بھی بتا دیں کہ کامیابی کے سفر میں " حلال کھایا" سے ضروری " حلال کمایا" ہوتا ہے .
سور و شراب سے بھاگنا مگر سود ، رشوت ، فراڈ ، بے ایمانی سے کامیاب و خوشحال ہونا ، اس چند روزہ دنیا میں آپکو وقتی عظیم تو بنا دے مگر . . . آخرت کی ہمیش زندگی میں . گمنام بنا دے گا صاحب . . . ! سوچ لیں ، ابھی بھی وقت ہے

تحریر : جمشید

مصنف کتاب : حوصلہ کا گھونسلہ

مینٹور ، رائیٹر اینڈ سپیکر